

# سوانح دلپسند

مرتبہ ڈاکٹر منظور احمد خلف مصنف  
مولوی حاجی محمد دلپسند صاحب عباسی بھیروی



منوھر پریس سرگودھا میں باہتمام لاہ منوہر ل  
دوا پرنٹر چھپا اور

مولوی محمد دلپسند نے بھیرہ (شاہ پور) سے شائع کیا



# مختصر سوانح حیات

دلپذیر کی کہانی : دلپذیر کی زبانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
حَمْدُهُ وَتَسْلِی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

خاندان : عاجز کا جدی وطن مدینہ طیبہ ملک عرب ہے۔ اور مورث اعلیٰ حضرت عباس عمار ابن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میرے دادا بزرگوار جن کا اسم مبارک بلال تھا اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اور بچپن میں ہی والدین کا سایہ ہر سے اٹھ گیا۔ اور آپ کو عین جوانی میں گردش زمانہ کی وجہ سے اپنا وطن مدینہ منورہ چھوڑنا پڑا۔ اور پھرتے پھرتے ایران پہنچ کر کچھ عرصہ وہیں مقیم رہے۔ آپ اچھے جسم قد آوار اور طاقتور باہمت جوان تھے۔ ایرانی لوگوں نے آپ کی بلند قامتی اور بلند ہمتی دیکھ کر بلال سے بلند یا سر بلند نام سے بلانا شروع کر دیا۔ ہوتے ہوتے آپ کا یہی نام مشہور ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایران سے بھی دل برداشتہ ہو کر چل نکلے۔ اور ملک بہ ملک

آل وازواج کے  
اہل بیت و انبیاء و اولیاء  
اور سب امجد بنو خدا کی اور صلوات  
سب پر رحمت ہو  
زینب بنت زین و زین و زین  
کرب کا موجب ہیں اکثر آخری  
ویند پیچیدی



شہر بہ شہر سیاحت کرتے ہوئے آخر پنجاب اور پنجاب کے بھی گاؤں اور شہر دیکھتے بھیرہ صلیح شاہ پور میں پہنچے۔ آپ کو شکار کا بھی شوق تھا۔ اور اچھے خاصے تیر انداز تھے۔ دن کو شکار کرتے اور رات کو کسی گاؤں میں شب باس ہو جاتے۔ سوال کی عادت تو قطعاً نہ تھی۔ کیونکہ اُس وقت تک اہل عرب میں سوال کرنا اچھا نہ سمجھا جاتا تھا۔ اگر خود بخود کوئی کچھ خدمت کر دیتا۔ تو اسی پر گزارہ کر لیتے یا صرف شکار پر۔

ایک دن کہ آپ شکار کرتے پھرتے تھے۔ آپ کو جنگل میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی کہ وہ بھی وہیں شکار کرتے اتفاقاً آنکے۔ وہ پیر شہاب الدین شاہ صاحب بھیروی تھے۔ جن کا اصلی نام شہاب الدین تھا۔ اور پیر زادہ ہونے کی وجہ سے شہاب شاہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ بزرگ خاندان غوثیہ سے ایک صاحب یمن و شرف پیر تھے۔ اُن کو حیدم بزرگوار کی تیر اندازی بہت پسند آئی۔ اور اُن کو اپنے مکان پر لے آئے اور اپنے پاس ہی رہنے کے لئے مجبور کیا۔ اور آپس میں دونو کا برادرانہ تعلق پیدا ہو گیا۔ یہاں تک کہ پیر صاحب موصوف نے ایک قریش خاندان میں اُن کی شادی بھی کرا دی۔ اور آپ ہی خرچ اخراجات کے کفیل رہے۔ حیدم بزرگوار کے ہاں ایک بچہ ہوا۔ جس کا نام پیر صاحب موصوف نے کرم شاہ رکھ دیا۔ اور بعد میں آپ کرم الدین اور آخر کرم الہی کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور یہی کمترین کے والد ماجد تھے۔

**ابو یصاحب۔** جس وقت والد صاحب موصوف کی ولادت باسعادت ہوئی۔ وہ زمانہ سکھوں کے عین عروج کا زمانہ تھا۔ جب آپ اپنی عمر کی سات منزلیں طے کر چکے تو آپ کی طبیعت علم دین سیکھنے کی طرف مائل ہوئی۔ اُس وقت بھیرہ محلہ پراچگان میں ایک بزرگ مولوی محمد اشرف صاحب کا مسجد ڈوڈہ والی میں رجواب بھی اسی نام سے مشہور اور مہجوع درس و تدریس کا سلسلہ جاری تھا۔ یہ صاحب پراچہ خاندان میں سے نہایت متقی عالم باعمل صاحب کرامت بزرگ تھے۔ شہر کے دور دور محلوں سے اکثر بڑے اور بچے علم دین سیکھنے کے دلدادہ اُن کے پاس جا کر علم دین سیکھتے اور پڑھتے تھے۔ پیر صاحب موصوف کے پڑوس میں سے ایک لڑکا پیر بخش نامی بھی اسی مسجد میں پڑھنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ ایک دن والد صاحب مکرم بھی اسی لڑکے پیر بخش کے ساتھ پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ والد صاحب اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اسی سبب سے اُن کے ہاتوں میں کنگن اور کانوں میں مرکیاں ڈالی ہوئی تھیں۔ اور اس زمانہ کے پیر صاحبان کی رسم کے مطابق ہر پر ایک بالوں کی لٹ بھی رکھی ہوئی تھی۔ مولینا محمد اشرف صاحب موصوف مے جب والد بزرگوار کو اس حالت میں دیکھا تو سخت ناپسند کیا۔ اور پیر بخش کو ناراض ہوئے کہ ایسے لڑکے کو کیوں ساتھ لایا ہے۔ والد صاحب اُن کو غصے میں دیکھ کر گھر بھاگ آئے۔ جب شام کو پیر بخش گھر واپس آیا۔ تو والد مکرم نے اُسے فکر ناراضگی کی وجہ پوچھی۔ تو پیر بخش نے



کہا۔ کہ چونکہ بچوں کے لئے زیورات اور لٹ شرعاً ناروا ہے۔ اس لئے تمہیں دیکھ کر وہ مجھے ناراض ہوئے تھے۔ بلکہ اُن کو تو میرے نام پر بخشش سے بھی نفرت ہے اور انہوں نے کبھی اس نام سے مجھے نہیں بلایا۔ والد صاحب یہ سن کر اپنے والدین سے تقاضا کرنے لگے۔ کہ میرے یہ کنگن وغیرہ اتار دو مگر وہ نہ ملے کہ یہ پیروں کی رکھ ہے۔ والد صاحب نے اسی کشمکش میں کھانا کھانا چھوڑ دیا۔ آخر جدم بزرگوار نے پیر صاحب سے اجازت چاہی۔ کہ بچہ تو بھوک سے مرجائے گا۔ اجازت دیجئے کہ یہ لٹ اور کنگن وغیرہ اتار دیئے جاویں۔ آخر سب کچھ اتار دیا گیا۔ پھر والد صاحب اُسی لٹ کے پیر بخشش کے ساتھ جب دوسرے دن مولیٰ صاحب موصوف کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ تو مولیٰ صاحب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اپنے پاس بلا کر پیار کیا اور چھاتی سے لگا لیا اور بڑی محبت سے اُسی وقت لبسم اللہ کرا دی۔ حتیٰ کہ ایک سال کے اندر اندر قرآن کریم ختم کرا دیا۔ اور بعد میں دوسری کتابیں شروع کرا دیں۔ چونکہ وہ مسجد محلہ پیر شہان شاہ سے بہت دُور تھی۔ اس لئے پیر شہان شاہ صاحب اکثر روکا کرتے تھے۔ کہ اتنی دُور نہ جایا کرو۔ اب قرآن کریم تو پڑھ ہی لیا ہے۔ یہی کافی ہے۔ والد صاحب پاس ادب کی وجہ سے دن کو تو جانے سے رُک گئے۔ مگر مشوقِ علم غالب تھا۔ جب رات کو والدین سو جاتے تو چپکے سے اُٹھ کر چلے جاتے۔ ادھر مولیٰ صاحب موصوف بھی آپ کی انتظار کیا کرتے۔ اور آتے ہی

اُن کو سبق دے کر فارغ کر دیتے اور واپس آکر چپکے سے سو رہتے۔ ایک رات واپس آتے ہوئے راستے میں کچھ اشارہ دیکھا۔ تو دوسری رات استاد صاحب سے جا کر ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اُمیدہ تم نہ آیا کرو۔ ہم خود تمکو وہیں سبق دے آیا کریں گے چنانچہ پیر شہان شاہ صاحب کے محلہ کی مسجد میں آپ نے رات کو آکر پڑھانا شروع کر دیا اور وہیں پورا سال والد صاحب

پڑھتے رہے۔ اور اچھی خاصی علمی لیاقت پیدا کر لی۔ جس سے پیر شہان شاہ صاحب بھی بہت خوش ہو گئے۔ اور پھر ان کو مولیٰ صاحب کے پاس آنے جانے کی کوئی دقت نہ رہی یہاں تک کہ آپ علم سے پورے بہرہ ور ہو کر فارغ ہو گئے۔

### کچھ خانگی حالات

انہیں دنوں میں سکوتوں پر زوال آیا۔ اور اُن کی حکومت جاتی رہی۔ انگریزی تسلط قائم ہو گیا۔ بے روزگاروں اور بے ٹھکانوں کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے مُنادی کرائی گئی۔ کہ جس کسی کو روزگار یا مکان کی ضرورت ہو۔ درخواست دے۔ سرکار کی طرف سے مکان کے لئے زمین مفت مل جائے گی۔ اور حسبِ استعداد روزگار بھی مل جائیگا۔ جدم بزرگوار نے پیر صاحب موصوف سے مشورہ لیا تو پیر صاحب نے ملازمت کے لئے تو منہ کر دیا اور زمین کی درخواست کے لئے اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ کی درخواست پر کوہلیا نوالہ محلہ میں میدان جیت مل کوہلی کے قریب ایک پُنانے جوٹر کے کنارے کچھ زمین حاصلی پُری تھی۔ اُس میں دو



کنال زمین کا ٹکڑا آپ کو مل گیا۔ جسے آپ نے کانٹوں وغیرہ کی  
 باڑ دے کر احاطہ کر لیا۔ اور اس میں ایک کوٹھڑی اور کچھ  
 بوٹے بوٹیاں لگا کر ڈیرہ بنا لیا۔ چونکہ اُس وقت سلائی وغیرہ کی  
 مشینوں کا تو نام و نشان بھی نہ تھا۔ اور نہ کوئی ایسا روزگار عام  
 تھا۔ اس لئے بلا امتیاز ہر قوم کا آدمی کپڑا بننے کا کام کر لیا  
 کرتا تھا۔ اور اسی پیشہ کا عام رواج تھا۔ مگر اُس زمانہ کے دستور کے  
 مطابق زمین دوز کھڈیاں ہوتی تھیں۔ جن کے لئے اچھی خاصی بے  
 رنج کی زمین کی ضرورت ہوتی تھی۔ اور اکثر بہت لوگ مل کر  
 ایک جگہ کھڈیاں بنا کر کام کرنا پسند کرتے تھے۔ لہذا جب  
 لوگوں نے اس کام کے لئے ہمارے اس احاطہ کو موزوں  
 دیکھا۔ تو اکثروں نے حیدم بزرگوار سے اجازت لے کر وہاں  
 کھڈیاں بنالیں اور وہ احاطہ بافندوں کا احاطہ مشہور ہو گیا اور اس میں  
 ایک چھوٹی سی مسجد بھی بنالی گئی۔ جس کے افتتاح کیلئے والد صاحب  
 مکرم کی درخواست پر مولوی محمد اشرف صاحب نے جمعہ کی پہلی نماز  
 پڑھانا منظور فرما لیا۔ بند آواز سے جب پہلی دفعہ اذان دی گئی  
 تو محلہ کے کوہلی ہندوؤں کیلئے ایک عجوبہ تھا۔ وہ سب چونک اٹھے  
 اور خوب شور و عمل کیا۔ سکھوں کے زمانہ کی بندشیں ابھی اُن کی  
 آنکھوں میں منڈلا رہی تھیں۔ سب نے مل ملا کر مقدمہ دائر کر دیا  
 کہ یہ مسجد دالی زمین ہماری ملکیت ہے۔ جس کو سرکار نے تقسیم کر دیا  
 ہے۔ اس لئے اس مسجد کو گرا دیا جاوے۔ حقیقت بھی یہی تھی  
 کہ وہ زمین ہندوؤں کی تھی۔ اور اس لحاظ سے ان کی مرضی

کے بغیر وہاں مسجد کا بنانا شرعاً ناجائز تھا۔ مگر چونکہ یہ معاملہ ایک  
 مذہبی معاملہ تھا۔ اس لئے جسٹریٹ نے یہ مقدمہ شریعت کے سپرد  
 کر دیا۔ اور ہندو بھی چونکہ شریعت کا مسئلہ پہلے سے معلوم کر چکے  
 تھے۔ اس لئے انہوں نے بھی شریعت کا فیصلہ منظور کر لیا۔ اور  
 یہ مقدمہ والد صاحب کے استناد مکرم مولوی محمد اشرف صاحب  
 کے سپرد کیا گیا۔ تو آپ نے ہندوؤں کی ملکیت وہ زمین معلوم کر کے  
 شریعت کی منشا کے مطابق فیصلہ دے دیا۔ کہ یہ مسجد ناجائز ہے  
 اس کو گرا دیا جاوے۔ والد صاحب نے بڑے رنج کے ساتھ اُنہو  
 بہاتے ہوئے شریعت کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر کے اپنے  
 ہاتھوں سے اس مسجد کو گرا دیا۔

اس فیصلہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد جناب پیر شہاب شاہ صاحب  
 اور حیدم بزرگوار رحمۃ اللہ علیہم دونوں ایک ہی ماہ میں یکے بعد دیگرے  
 اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور والد بزرگوار اس اپنے  
 احاطہ میں دو تین کمرے بنوا کر رہنے لگے۔ باقی حصہ احاطہ کا  
 خالی پڑا رہا۔ اور ان جولاہوں کی دوکانیں وہاں سے بالکل  
 اٹھوا دی گئیں۔ اور والد بزرگوار چونکہ تحصیل علم سے فارغ ہو  
 چکے ہوئے تھے۔ اور اچھے خوش بیان واعظ تھے۔ باسرد و دور  
 علاقہ نہیں دورہ کرنے نکل جاتے۔ قصور۔ کلاؤد۔ بنالہ وغیرہ۔  
 ان کا اچھا اثر تھا۔ اور تقریباً بارہ سال کا لمبا عرصہ لنگر مخدوم  
 ضلع جھنگ اور چک میانہ ضلع شاہ پور میں درس تدریس  
 کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس علاقہ کے تمام مخدوم و سید صاحبان



دو دیگر اقوام کے لوگ آپ کے شاگرد تھے۔ علاقہ پنجاب کا تو اکشر حصہ آپ کا شاگرد اور مرید ہو چکا تھا۔ والدین کا سایہ بہرے اٹھ جانے کی وجہ سے چونکہ آپ گھر میں بہت تھوڑا قیام رکھتے تھے۔ اس لئے ہمارے احاطہ میں جو خالی زمین پڑی تھی۔ اس پر پڑوس کے ہندوؤں نے آہستہ آہستہ قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ اور وہاں چند دوکانیں بنالیں۔ والد صاحب جب کبھی سفر سے واپس آتے۔ تو دوکاندار کہہ دیتے۔ کہ جی تساوی مہربانی تساوی چھایا ہیٹھ بیٹھے ہاں۔ آپ موکل اور درویش مزاج تھے فرما دیتے اچھا بیٹھے رہو۔ اسی طرح وہی ہندو قابض ہوتے ہوتے آخر پکے قابض ہو گئے۔ حتیٰ کہ جس وقت والد صاحب کا انتقال ہوا تو صرف دس مرے زمین باقی رہ گئی ہوئی تھی۔ جسیں اب اس فقیر کی جھونپڑی ہے۔

**والد صاحب کی اولاد** | والد صاحب نے تین شادیاں کیں۔ پہلی شادی جو پیر صاحب نے کروائی۔ اس سے تو صرف ایک لڑکی ہوئی وہ بھی بچپن میں ہی فوت ہو گئی۔ دوسری شادی آپ نے خود کی۔ اس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ ایک لڑکا مولوی غلام نبی تو اچھا خاصہ عالم ہو کر امرتسر میں بہت عرصہ معلم رہا۔ دوسرا قاضی غلام رسول صرف ملاں ہی رہا۔ یہ بھی امرتسر میں اپنے بھائی کے پاس مبعہ والدہ رہا کرتا تھا۔ والد صاحب کی وفات پر تقسیم وراثت کے لئے گھر آئے۔ اور دونوں یکے بعد دیگرے لا ولد فوت ہو گئے۔ کہ ان دونوں نے شادی نہیں کی تھی۔ ان کی والدہ ان کی زندگی میں ہی بھیکے فوت ہوئی۔ باقی دو لڑکیوں میں سے ایک تو

شادی شدہ حج پر گئی اور اسی سفر میں لا ولد فوت ہو گئی۔ دوسری بھیکے فوت ہوئی۔ اسکی اولاد ہوئی۔ مگر اس میں سے اب ایک ہی اس کا پوتا موجود ہے۔ میری والدہ

تیسری شادی جو والد صاحب کی آخری شادی تھی۔ اس سے عرف یہی صاحب ایک آخری نشانی والد صاحب کی موجود ہے۔ چونکہ والد صاحب کی آخری عمر میں میرا تولد ہوا۔ اور میری عمر قریباً چوبیس سال کی تھی کہ والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ نہ مجھے زیادہ عرصہ آپ کی صحبت کا شرف میسر ہوا۔ اور نہ ہمارے خاندان میں سے کوئی بزرگ اس سرزمین پنجاب پر تھا۔ کہ جس سے مفصل اور مکمل حالات خاندانی بل سکتے۔ اور نہ عمر ہی ایسی دور اندیشی سوچنے والی تھی۔ کہ والد صاحب سے خود حالات کر دیتا رہتا۔ اس جوانی کی عمر میں کہ خیال آتا ہے۔ کہ ایک دن والدین کا سایہ سر سے اٹھ جانے والا ہے۔ اس لئے میں اپنی خاندانی تاریخ سے صرف اسی قدر بہم پہنچا سکا۔ جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔

**تصانیف حضرت ابویضی** | حضرت ابویضی صاحب مرحوم صاحب تصانیف بھی تھے۔ لیکن انکا خیال تھا کہ طبع کردانے سے اکثر کتابت کی غلطیاں کتابوں میں رہ جاتی ہیں۔ اس خیال سے آپ نے اپنی زندگی میں کوئی اپنی کتاب طبع نہ کروائی۔ ہمیشہ ایک کاتب خوش قلم اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ جس سے لکھوا لکھوا کر قلمی کتابیں ہی خواہشمند احباب کو دے دیا کرتے۔ صرف ایک چھوٹی سی ۳۲ صفحہ کی



کتاب مسمی بہ سراج الخفین منظوم پنجابی آپ کے ایک دوست میاں محمد بخش صاحب خواجہ بیٹی بھیروی (جو کہ سیٹھ عبدالرشید صاحب مرحوم کے والد اور سیٹھ محمد صدیقی صاحب میونسپل کشنر کے دادا تھے) نے طبع کروائی۔ اور ایک کتاب آپ کی تصنیف جس کا نام آپ نے زینت المؤمنین رکھا تھا۔ لیکن بعد میں فتاویٰ کرم الہی کے نام سے مشہور ہو گئی۔ وہ بھی آپ کے بعد اس عاجز نے طبع کروائی۔ جس کے ابتک دو ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ یہ علم فقہ حنفیہ کا ایک مکمل فتاویٰ چار سو صفحہ کا ہے۔ چونکہ حاشی اس کے سب کے سب عاجز نے لکھے تھے۔ اس لئے اس کا دوسرا نام انوارِ دلپذیر بھی مشہور ہے۔ ایک درودِ راجی فارسی نظم اور کچھ خطبات جمعہ عربی آپ کی تصانیف میں سے عاجز نے اپنی کتابوں میں درج کر کے طبع کروائی ہوئے ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور بھی کئی رسالے تھے۔ جو نہیں مل سکے۔

**وفات حضرت ابویصاحب**۔ عمر کا آخری حصہ قریب چالیس سال آپ نے گھر میں ہی گزارا۔ اور تاحین حیات ایک بھاری درس قرآن کریم اور حدیث و فقہ کا جاری رکھا۔ شہر اور باہر کے سینکڑوں طالب علم آپ کے درسوں میں شامل رہے۔ آپ کا فتنے دور دور تک مقبول و منظور تھا۔ اور آپ کے تقویٰ کے لوگ قائل تھے۔ اور اپنے استاد مکرم حضرت مولیٰ محمد صاحب کے جانشین مانے جاتے تھے۔ آپ کی عمر ایک سو سال کے قریب ہو چکی تھی۔ جب بیمار تھیں پھر مشانہ ۱۳۱۰ھ میں دارالافتاء سے دارالبقاہ کو رحلت فرما گئے۔ آپ کے بعد انیسویں دن عاجز کی والدہ محترمہ بھی ہمیشہ کے لئے عاجز سے جدا ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## تاریخ وفات حضرت ابویصاحب

(از قلم حضرت استادی المکرم مولانا محمد حسین صاحب احمد آبادی)  
جناب مولیٰ کرم الہی! کہ عالم بود حیراں از کمالتش  
علم فقہ اور ثانی نمیداشت بزد و ورع کم دیدم مثلش  
عشق عالم جسد زمانہ مبارک بود دیدار و جمالش  
ازیں عالم شد پدر و انوس درینا حسرتا از ارتحالش

غریب کبر نطف حق شدہ زان  
غریب آمد بال انتقالش

**تعلیم و تربیت و لپڈیر**۔ ۱۲۸۶ھ ہجری تھا۔ جب یہ عاجز اس جہاں فانی سے روشناس ہوا۔ اور نام ابتدائی والدین نے محمد امین رکھا ابھی کچھ ہی ہوش سنبھالی ہوگی۔ کہ خود حضرت ولہم بزرگوار نے جسیر اللہ کروائی۔ اور ابھی پچیس سال کا بھی نہ ہوا تھا۔ کہ قرآن کریم ختم کر دیا۔ اور میں حافظ قرآن ہو چکا تھا۔ اور نوافل میں آپ نے سارا قرآن شریف سن بھی لیا۔ ایک حافظ صاحب جو نابینا اور قاری تھے۔ انہوں نے والد صاحب سے کہا۔ کہ اگر آپ یہ لڑکا مجھے دے دیں۔ تو میں اسے قاری بنا دوں۔ مگر والد صاحب نے انکار کر دیا۔ کہ دولڑکے تو مجھے پہلے چھوڑ کر چلے گئے۔ اب یہ تیسرا لڑکا آخر عمر میں اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے اسے بھی اپنے سے خود جدا کر دوں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ



اس کے لئے دعا ہی کر دیں۔ میں اسے اپنے پاس ہی رکھ کر خود پڑھا کرتا  
حافظ صاحب کو یہ بُرا معلوم ہوا اور انہوں نے خدا جانے کس  
نیت سے مجھے اپنی چھاتی سے لگا کر کچھ پھونکا کہ پھر پڑھنے میں  
میراجی نہ لگتا۔ والد صاحب مجبور کر کے جو کچھ مجھے پڑھاتے  
میں اُسے بھول جاتا۔ بہ مشکل چند کتب فقہ پڑھا سکے۔ اور  
کچھ صرفی قواعد۔ جو بعد میں بھول ہی گئے۔

**استاد و لیدر** **حضرت حافظ حاجی مولوی شرف الدین صاحب**  
قریشی بھیروی محلہ چٹی پل والے جن کا  
سلسلہ درس تدریس مسجد حافظ مہربان مشہور مسجد برنے والی  
میں تھا۔ اور بلا امتیاز شہر کے ہندو مسلمان آپ سے لکھنا  
پڑھنا سیکھتے تھے۔ والد صاحب مجھے بھی انہیں کے پاس چھوڑ  
آئے۔ اور مجھے آپ نے ہی قلم پکڑایا۔ آپ کے تین بیٹے  
تینوں حافظ اور فارسی کے بہت ماہر تھے۔ مجھے ان تینوں  
صاحبزادوں کی صحبت کا فخر حاصل ہے۔ جن کے نام مولوی فضلکیم  
مولوی غلام حسین مولوی فضل الہی صاحبان اور تینوں صاحبوں کی اس جہان  
فانی سے اس وقت رحلت ہو چکی ہے۔ ہر سہ کی اولاد  
لائق فائق موجود ہے۔ گاہ بگاہ عاجز کو بھی نیاز حاصل کرنے کا  
موقع مل جاتا ہے۔ **الحمد لله على ذلك**

**شاعری**۔ حضرت مولوی محمد حسین صاحب طبیب و شاعر  
احمد آبادی جن کا آبائی وطن تو بھیرہ ہی تھا۔ مگر خدا جانے  
کیوں احمد آباد میں جو بھیرہ سے صرف دو تین میل دریاے

جہلم کے پار کنارے پر ہے جا مقیم ہوئے۔ خود تو اتنا ذکر کرتے  
ہیں۔ کہ

وطن قدیمی بھیرہ آما چھڈ آئے اودہ جہلم  
اس جاگہ دے بندے ظالم آدم خور بلائیں  
لہذا آپ احمد آبادی مشہور ہو گئے۔ کیونکہ آپ کی ولادت  
وہیں پر ہوئی۔ احمد آباد کو جب دریائے جہلم نے گرانا شروع  
کر دیا۔ تو آپ کے والدین نے آکر سکونت اختیار کر لی۔ اور  
بھیرہ میں ہی آپ کی شادی بھی خاندان قریشی میں حضرت  
حکیم مولینا مولوی نور الدین صاحب کی بھتیجی سے ہوئی۔ اور جس  
محلہ میں آپ کی سکونت تھی۔ اُس کے قریب ہی فقیر دلپتیر  
کا دھواں تھا۔ اس وجہ سے میری ان کی واقفیت ہو گئی۔ شاعر  
کا شوق تو پہلے سے ہی تھا۔ ان کی صحبت میں رہنے کی وجہ  
سے اور بڑھ گیا۔ اور اپنا پنجابی کلام وقتاً فوقتاً ان کو دکھانے  
لگا۔ آپ اس کی اصلاح کر دیتے۔ اور بعض قوانین عروض  
بھی بتا دیا کرتے۔ میری کئی کتابیں آپ کی زندگی میں شائع  
ہوئیں۔ جن کو آپ نے بے حد پسند فرمایا۔ اور ان کے پیچھے  
توازیخ طباعت بھی لکھیں۔ آپ کی تصانیف میں فارسی، اردو  
پنجابی کی اکثر کتابیں ہیں۔ مگر جو زیور طبع سے آراستہ شدہ ہیں  
ان کے نام یہ ہیں: تاریخ جہان نما اردو نثر۔ سینکڑوں صفحات  
کی تاریخی کتاب ہے۔ فیض عام اور اسرار الکاذبین۔ علاج طحال  
رسالہ جنین۔ یہ تین چار کتابیں علم طب کے محربات پر مشتمل ہیں۔



اور پنجابی منظوم احوال آخرت جدید۔ گلزار آدم۔ گلزار حسین  
ترجمہ سرائیہ دین۔ سیف السنت کلاں۔ خلاصہ دیوان حافظ  
شرح قصیدہ۔ صلوٰۃ مضرہ وغیرہ وغیرہ۔

آپ کی اولاد میں سے پانچ چھ لڑکیاں اور ایک لڑکا  
عبدالقادر شاہ اچھا فارسی دان و انگریزی خوان لائق موجود ہے  
ان کے بھی بفضل خدا چھ سات بیٹے اچھے لائق باروزگار ہیں۔ اللہم  
زد فرد۔

**شادی**۔ عاجز نے بھی اپنے والد ماجد کے متبع میں تین شادیاں  
کیں۔ پہلی شادی تو چھوٹی عمر میں خود والدین نے ہی کردائی  
جس سے تین بیٹے تین بیٹیاں متولد ہوئیں۔ دو بیٹے اور ایک بیٹی  
تو ایام رضاعت میں ہی فوت ہو گئے۔ اور ایک بیٹی بارہ تیر  
سال کی عمر میں شادی شدہ داغ مفارقت و بیکر رخصت ہوئی۔  
ایک بیٹا ایک بیٹی اس وقت بفضلہ تعالیٰ شادی شدہ حیات  
صاحب اولاد ہیں۔ یہ بیٹا تو حضرت والدہ بزرگوار کی زندگی میں  
ہی ہوا۔ جس کا نام آپ نے محمد عظیم تجویز فرمایا۔ ہر تین سال  
کا تھا کہ ابو بصاحب انتقال فرما گئے۔ جب اس نے کچھ عربی  
اور انگریزی کی تعلیم حاصل کر لی۔ تو طبابت کی طرف مائل ہو  
کر طبی پیشہ اختیار کر لیا۔ اور شادی بھی اچھے خاندان میں  
ہو گئی۔ چونکہ ہم سب کے عرب کی آئین کے مطابق دو دو نام  
چلے آتے تھے۔ اس نے بھی اپنا نام منظور احمد رکھ لیا۔ جسکی  
وجہ یہ ہوئی۔ کہ اس عاجز نے اسکا تاریخی نام بروقت

ولادت منظور علی رکھا تھا۔ جس کو بعد میں خود اُس نے  
منظور علی سے منظور احمد تبدیل کر لیا۔ اور آجکل ڈاکٹر  
منظور احمد کے نام سے مشہور ہے۔ اور اسے بھی شاعری  
کا شوق وراثت میں ملا۔ اور تخلص منظور کرنے لگا کئی کتابیں  
اس کی بھی طبع ہو چکی ہیں۔ چنانچہ مجموعہ منظور۔ یادگار منظور۔  
قصہ گلبدن نو نہال۔ قصہ بین بادشاہزادی۔ گلزار چارباہ  
گلزار یوسف۔ امام المتقین۔ نجات المساکین وغیرہ۔

اس کے بھی اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچ بیٹے اور  
پانچ بیٹیاں موجود ہیں۔ اور اس کی حقیقی بہن جو کہ میری  
پہلی بیوی سے ہے۔ وہ بھی ایک اچھے خاندان میں شادی  
شدہ موجود ہے۔ اور اس کا خاوند محکمہ ریلوے میں ایک  
اچھے عہدہ پر ملازم ہے۔ اس کے بھی اس وقت تین بیٹے  
اور دو بیٹیاں ہیں۔

**دوسری شادی** سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ تیسری شادی  
سے صرف ایک ہی لڑکی ہے۔ جس کی شادی ضلع لاہور خاندان  
سادات میں ہو چکی ہوئی ہے۔ اور اس کے ہاں بھی اس وقت  
ایک لڑکی ایک لڑکا ہے۔ اس کی دو بہنیں اور بھی ہیں جو  
اسکی ماں کی طرف سے حقیقی ہیں۔ یہ بھی خاندان سادات میں

حاشیہ ضلع لاہور میں ریلوے لائن کمالیہ والی پراسٹیشن پر محل سے شمال  
مغربی جانب تقریباً پانچ چھ میل کے فاصلہ پر چک ۲۸۷ میں سید حمید شاہ  
کے مکان میں ہے۔ اور لڑکی کا نام سلمیہ بیگم ہے۔ سلمیہ بیگم۔



شادی شدہ صاحب اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک حیاتی والا  
اور خادم دین بنا دے۔ آمین شہ آمین

## تواریخ وفات ہر سہ الزواج مرحومہ

اہلیہ اولیٰ والدہ ڈاکٹر منظور احمد  
۱۳۲۶  
اُم منظور ہو گئی منظور جس کا سال وفات ہے منظور  
نیکیوں میں سدا رہی مسرور اور بدیوں برائیوں سے دور  
صابرہ شاکرہ بہ امر غفور رنج و راحت میں ہر طرح مشکور  
ہو گئی فوت کر گئی رنجور رحمت ایزدی میں ہو مسرور

تام اس کا الہ بی بی تھا  
تھا بھی اسپر کرم الہی کا  
ایضاً

ہری نیکنو بی بی پردہ نشین قریباً رہی زندہ خمیس نہیں  
وہ تھی حافظہ پاک قرآن کی رہا اس کا شغل کتاب نہیں  
خدا نے بھی دیدی گواہی کہ بس اللہ بی بی کا نٹ من القانتین  
۱۳۲۶

لے اللہ

## اہلیہ ثانیہ کی تاریخ وفات

دوسری بی بی غلام فاطمہ کیا پسندیدہ ہے نام فاطمہ  
ہے لقب جسکو بلاخیر النساء کیوں نہ ہو پھر احترام فاطمہ  
تھی اُسی کی یہ بھی اک ادنیٰ غلام بخشی جاسیگی بنام فاطمہ  
نام زوجہ کی غلامی میں ہوئی ہو وہی دایم امام فاطمہ

پائے وہ آگے بھی جزا حساب خلد میں قرب مقام فاطمہ  
ایضاً

آہ وہ بی بی غلام فاطمہ ہو گیا اس کا بھی اچھا خاتمہ  
آپ تو یہ گرچہ بے اولاد تھی پر مری اولاد پر دلشاد تھی  
قلب اس کا بجز نے مسرت تھا عاجزی کے فور سے بھر پور تھا  
مرنے دم تک یہ تیج خواں رہی یاد حق میں مات دن غلطی ہی  
سال رحلت عبوی ہے بالیقین فاطمہ با خاتمہ نیکو ترین

## اہلیہ ثالثہ

رفیق حیاتم حیاتم برید مسماۃ جنت بنام سعید  
بازارہ عابدہ ساحبہ سخی حاجیہ بیت رب المجید  
بر آخر محرم بسے شنبہ روز چودہ سجدہ جام شہادت چشید  
بسال وفاتش ندا آمدہ کہ جنت بہ اقلیم جنت رسید  
۱۳۲۳ ۱۳۲۳

اگر سال رحلت کا مطلوب ہو توجنت بجنت بجنت کہو ۱۳۲۳

## ایضاً نتیجہ فکر سپرم ڈاکٹر منظور احمد

بری اک والدہ امجد مبارک مطیع حضرت احمد مبارک  
ہوئی سجدے میں اصل جاں بحق وہ وفات اسکی ہوئی بجد مبارک  
ہوا فردوس بھی شادان و فرحاں کہا حوروں نے خوش آمد مبارک



ملائکے کہا اس کو کہ جنت  
تجھے جنت مبارک صد مبارک

اللَّهُمَّ اغْفِرْهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَنَقِّهِمْ مِنَ الْخَطَايَا وَاعْسِلْهُمْ  
بِالْمَاءِ وَالشَّلِيمِ . بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ . آمین .

### معاش لپڑی

میری عمر بیس چوبیس سال کے درمیان تھی کہ والدین کا سایہ ہما پائیہ سر سے اٹھ گیا۔ اور ان کا ترکہ منقولہ اور غیر منقولہ سوتیلے بھائی بہنوں نے سنبھال لیا۔ مجھے صرف ایک کوٹھڑی ملی۔ جس کا دروازہ بھی انہیں کے حصہ کی طرف تھا۔ اس کوٹھڑی کے ساتھ کچھ سفیدہ زمین بھی ملا کر کل تین مرلے جگہ تھی۔ اور کوٹھڑی بھی بوسیدہ حالت میں تھی۔ اور دروازے کا بھی جھکڑا رہتا تھا۔ کہ اپنا دروازہ الگ نکالو۔ اور والدین کی ماتم پرسی پر جو پیسہ ٹکہ خرچ ہوا تھا۔ وہ بھی مجھے ہی خرچ کرنا پڑا۔ ہنر بھی کوئی پاس نہ تھا۔ اور تعلیم بھی کھوڑی تھی۔ اور ہم تین آدمی کھانے والے تھے۔ مالی تنگی کے تفکرات نے ہر طرف سے آگیرا۔ نہ رہنے کے لئے با امن ٹھکانہ۔ نہ شکم پروری کے لئے کھانا۔ اسی غم میں دن رات بسر ہونے لگے۔ آخر قدرتِ خداوندی نے دستگیری فرمائی۔ کہ ایک رات خواب میں والدہ کرمہ رحمۃ اللہ علیہا تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹا کیوں شکم مند ہو۔ جو کوٹھڑی تمہارے حصہ میں آئی ہے۔ اس کے فلاں کونے میں ڈیڑھ سو روپیہ دفون ہے۔

اسے نکال لو اور کام چلاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ کوئی اور سبیل نکال دیگا۔ دو دن تو میں نے یونہی خواب و خیال سمجھ کر کوئی توجہ نہ کی۔ تیسری رات پھر والدہ مکرمہ میری بیوی کو خواب میں آکر فرمانے لگے کہ میرے بیٹے کو کہنا کہ جو کچھ تمہیں والدہ نے بتایا ہے۔ وہ درست ہے۔ شک نہ کرو۔ علی الصبح بیوی نے مجھے خواب سنائی۔ تو یقین ہو گیا۔ اور میں نے اپنی مادری ہمیشہ کو جا کر ذکر کیا۔ جس کا میرے ساتھ بہت پیار تھا۔ اور وہ میری کمال ہمدرد تھی۔ وہ اسی وقت میرے ساتھ آئی اور سوتیلے بھائیوں سے آٹھ بچا کر وہ جگہ کھود کر دیکھا۔ تو ایک مٹی کے برتن میں بند شدہ پورا ڈیڑھ سو روپیہ مل گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے کوٹھڑی بھی گرا کر از سر نو تعمیر کر لی۔ اور دروازہ بھی اپنی طرف نکال لیا۔ لیکن صحن کی دیوار کے لئے کوئی پیسہ نہ بچ سکا۔ اسی ہمیشہ کے پاس آرزوہ خاطری سے پھر جا کر ذکر کیا۔ تو اس نے ستر روپیہ نکال کر دے دیا کہ یہ بھی والدہ کی امانت ہے اپنے گدو کفن کے لئے انہوں نے میرے پاس رکھی ہوئی تھی۔ مگر چونکہ ان کا گدو کفن تم نے خود کر دیا ہے۔ یہ بھی تمہارا ہی حق ہے بچاؤ۔ اور جو کچھ بنانا چاہو بنالو۔ اس طرح صحن کی دیوار بن گئی اور الحمد للہ کہ مکان مکمل ہو گیا۔ اب شکم پروری کا جھکڑا لاحق حال تھا۔ اتفاقاً وہ ہمیشہ ایک دن میرا مکان دیکھنے کو آگئی۔ تو گزارے کا حال پوچھا۔ تو میں نے کہا۔ کہ صرف اللہ ہی اللہ ہے۔ ہمیشہ نے کہا کہ فکر نہ کرو۔ ایک طلائی زیور بھی والدہ کا میرے پاس امانت پڑا ہے۔ وہ بھی تمہارا



ہی حق ہے۔ میرے ساتھ آکر لے آؤ۔ اور بیچ کر گزارہ کرو۔ پھر اللہ  
میاں کوئی اور عورت کر دیگا۔ وہ زیور بھی ایک سو روپیہ سے بک  
کیا۔ اور ہمارا گزارہ چل نکلا۔ مگر وہ روپیہ بھی کب تک ساتھ  
دیتا۔ آخر ختم ہو گیا۔ پھر وہی حیرانی اور پریشانی۔ جب حضرت  
والد صاحب کے بعض دوستوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو گورنمنٹ سکول کی  
ایک شاخ میں دس بارہ روپے پر مجھے ٹیچری کی جگہ دلوادی جس  
سے کچھ سہولت ہو گئی۔ اور دو تین سال آرام سے گذر گئے۔ مگر  
شوبہ شہرت پھر بھی تعاقب میں ہی رہی۔ حق تو میرا تھا۔ کہ  
میں خود کہتا مگر میرے بچے منظور نے اسے ان الفاظ سے ادا  
کیا۔

ساتھ میرے کیوں ہے سائے کی طرح اویسی  
مجھے دیوانے کے پیچھے تو بھی دیوانی نہ ہو

بات یوں ہوئی۔ کہ ہمارے شہر میں ایک عیانی عورت تھی جسے  
بہت جسیم ہونے کے سبب موٹی میم کے نام سے لوگ یاد کرتے تھے۔  
نہایت خوش کلام اور شہر کے کونے کونے میں چکر لگاتی رہتی تھی۔ ہمارے  
سکول میں بھی گاہ بگاہ آنکلتی۔ ایک دن ازراہ ہمدردی مجھ سے میری  
حالت دریافت کر کے کہنے لگی۔ کہ اس تھوڑی سی تنخواہ پر کیوں  
تنگ حال ہو رہے ہو۔ آؤ ہم مشن سکول کھولنے والے ہیں۔  
اُس میں تمہیں پندرہ روپے نے الحال دے دیا کریں گے۔ اور  
آہستہ آہستہ پچاس روپے تک ترقی ہو جائے گی۔ یہاں استعفیٰ  
داخل کرو۔ الغرض جب کبھی وہ آتی تو یہی ترغیب دیتی۔  
یہاں تک کہ آخر وہ کامیاب ہو گئی۔ اور میں نے استعفیٰ دے

دیا۔ اور اُس نے مسلیوں کے محلہ میں پندرہ بیس لڑکے مسلیوں کے  
اکٹھے کر کے ایک پرائمری مشن سکول کھول کر وہاں مجھے ٹیچر لگا دیا  
یہ قوم تعلیم سے نا آشنا بہت بے ڈھنگی۔ اُتاد کے قدر کو عزت کو  
کیا جانے۔ جب کسی بچے کو دیر سے آنے پر یا غیر حاضر ہونے پر  
میں کچھ ڈانٹ ڈپٹ کر بیٹھوں۔ تو اُس کی ماں جھاڑو ہاتھ میں لئے  
ہوشے دُور سے ہی ٹر بڑھ کر آتی آتی۔ اور جو کچھ اسکے مُنہ میں آئے  
بک جائے۔ میں نے تو خدا خدا کر کے شکل سے ایک مہینہ نکالا۔  
اور میم صاحب کو سکول کا سامان حوالے کرتا ہوا سلام کرتے ہوئے  
چلتا بنا۔ اس نے بہت جیلے حوالے اور مکرو فریب کے جال  
بچائے مگر دام سے نکلا ہوا شکار دوبارہ کب پھنستا تھا۔ مَن  
جَزَبَ الْمَجْرِبَ حَلَّتْ بِهِ الشَّامِرُ پر عمل کرتا ہوا ایسا بھاگا۔  
کہ پیچھے مُڑ کر بھی نہ دیکھا۔ پہلے سکول کی جگہ بھی پُر ہو چکی تھی۔  
سادھو کے کڑاہ کا سا معاملہ ہوا۔ پچھلا کتا لے گیا اور آگے بولانا  
نہ خدا ہی بلانا نہ وصلِ صنم  
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اوصرف قحط سالی کا غذاب آنازل ہوا۔ چھ سیر روپے کی گیہوں  
ہو گئی۔ سخت تنگی سے دن کٹنے لگے۔ ہر وقت کی گھبراہٹ اور  
پریشانی میں رازق الغیب مسبب الاسباب حقیقی نے چارہ جوئی  
کے لئے ایک خیال دہلیں پیدا کر دیا۔ اور وہ یہ کہ میک  
ایک بچپن کے ہم مکتب رائے ستیا رام صاحب چند ہو کر بھڑی  
ان دنوں علاقہ بیکانیر کی اس نہر پر انجنیئر تھے۔ جو گورنمنٹ



انگریزی کے زیر اہتمام قحط سالی کی وجہ سے غربا کی امداد کے لئے نکل رہی تھی۔ اُن کی خدمت میں ایک چٹھی لکھی۔ جس کے جواب میں انہوں نے مجھے وہیں بلا لیا اور ساتھ ہی اجازت دی۔ کہ اگر کوئی اور حاجتمند دوست بھی ہوں۔ تو اُن کو بھی ساتھ لیتے آؤ۔ چنانچہ تین چار آدمی اور بھی ہمراہ لئے ہوئے جا حاضر ہوا۔ رائے صاحب نے جاتے ہی میرے ساتھ والوں کو تو بوجہ ان کے اُن پڑھ ہونے کے دس دس روپے کا میٹ کر دیا اور مجھے ستر اسی روپے کی کلر کی کی آسامی پر لگا دیا۔ کچھ عرصہ اسی طرح خوب آرام سے گذر گیا۔ اور اگلی پچھلی حالت درست ہو گئی۔ کچھ روپیہ بھی جمع ہو گیا۔ لیکن بعض ناسمجھ مسلمانوں کے پیچھے ازلی بدبختی ہمیشہ لگی ہی رہتی ہے۔ جب کوئی معقول روزگار یا روپیہ سپہ اُن کے پاس جمع ہو جادے۔ تو پچھلی حالت ذہن سے بالکل اُتر جاتی ہے۔ اور پھر اپنے اصلی لچھنوں پر آ جاتے ہیں۔ بعینہ یہی حالت میرے ساتھ ہوئی۔ کہ ادھر شاعری اور آزادی کے چولی دامن کا ساتھ اور اُدھر کچھ پیسے کی گرمی۔ صحرا نوردی اور چھو لڈیوں میں رہنے سے طبیعت گھبرانے اور ملازمت کی پابندی کچھ چھینے لگی دو تین دفعہ استعفیٰ دیا۔ مگر رائے صاحب نے منظور نہ کیا۔ اُن کی مرضی تھی۔ کہ میں کچھ مالی حیثیت پیدا کر لوں۔ تو پھر وطن لوٹوں لیکن بدبختی نے ساتھ دیا اور بلا پوچھے رات کو بھاگ آیا۔

روپیہ۔ ہاں وہ روپیہ جو انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ اور کچھ بھی سوچنے سمجھنے نہیں دیتا۔ خواہ جتنا بھی ہو کہاں برقرار رہتا

ہے۔ پنجابی مثل مشہور ہے۔ کہ رچتے کھٹ نہ پاویے بھرے نکھٹن کھوئے یعنی دولت بیشک خرچ کرنے کی چیز ہے۔ لیکن اگر اُس میں خرچ کے ساتھ ساتھ کچھ اضافہ بھی نہ ہوتا رہے۔ تو بے انتہا خزانے بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ یہاں بھی یہی حال تھا۔ کہ میں بیکانیر سے اتنا روپیہ نہ لایا تھا کہ جو کچھ عرصہ کے لئے کافی ہوتا۔ کچھ دنوں کا کھیل تھا سال کے اندر اندر ختم ہو گیا۔ اب کچھ ہوش ٹھکانے آئی اور دھکے کھا کھا کر سمجھ میں آیا کہ بغیر کسی ہنر کے گزارہ شکل ہے کوئی ہنر سیکھنا چاہیے۔

آنچہ واناکند کند نادان۔ ایک بعد از ہزار رسوائی چونکہ بیکانیر جانے سے پہلے کچھ عرصہ محلہ ہتاروالہ بھیر میں ایک بزرگ درزی خمیہ دوز میاں محمد بخش صاحب رہتے تھے۔ جو نہایت نیک خو۔ نماز روزہ کے اچھے پابند تھے۔ اُن کے پاس درزی کا کام سیکھنے کیلئے چند روز بیٹھا تھا۔ انہوں نے نہایت مہربانی سے مجھے سوئی پکڑائی تھی۔ اور کچھ ٹانکے لگانے سکھائے تھے۔ افسوس کہ کچھ عرصہ بعد وہ بیچارے لا ولد ہی فوت ہو گئے۔ اُن کے بھتیجے اب بھی موجود ہیں اور نمازی بھی ہیں۔ اُن دنوں میرے سوتیلے بھائی امرتسر میں رہتے تھے۔ اُن کو بلنے کے لئے چلا گیا۔ میری سوتیلی والدہ اور بہن بھی وہیں تھیں۔ چند روز تو اچھی مہمانی رہی۔ مگر تائبہ کے۔ آخر سوتیلے پن رنگ لے آیا۔ کچھ ناچاتی شروع ہو گئی۔ اور مجھے گھر سے نکال دیا گیا۔ اُسی کوچہ میں ایک درزی میاں عزیز الدین صاحب کشمیری رہتے تھے۔ انہوں نے مجھے



اپنے پاس رکھ لیا اور چھ ماہ تک میں اُن کے پاس سیکھتا رہا۔ اس کے بعد لاہور آگیا۔ موتی بازار میں ایک ٹیلر ماسٹر میاں غلام محمد صاحب دوکان کرتے تھے۔ چھ سات مہینے اُن کے پاس بیٹھا رہا۔ اُس وقت فیشنی کپڑوں کا عام رواج نہ تھا۔ سادہ کوٹ مینٹس پاجامہ وغیرہ مجھے اچھی طرح آگیا ہوا تھا۔ اب جبکہ بیکانیر سے واپسی پر آقا فیہ تنگ ہوا تو بجائے کوئی اور ہنر سیکھنے کے یہی پیشہ حیات اختیار کرنے کی ٹھانی۔ اُس وقت بھیڑ میں ایک میاں گھسیٹا صاحب حاجی وزوار جو اُس وقت بھیرہ کے تمام درزیوں میں اُستاد مانے جاتے تھے۔ اُن کے پاس ہاتھ بیدار کرنے کیلئے چند روز بیٹھا۔ اور انہی کے مشورہ سے دو ایک سلائی کی مشینیں لیکر درزی کی دوکان کر لی۔ ایک اور درزی میاں الدین صاحب بھی ساتھ مل گئے۔ کچھ شاگرد بھی بیٹھ گئے۔ اسی طرح دس بارہ سال خوب دوکان چلائی۔ اور کام اچھا مل جاتا رہا۔ آخر شاعری نامراد نے اس کام سے بھی بیدل کر دیا اور پنجابی کتابوں کی تالیف میں لگ گیا۔ کتابیں بنا بنا کر لاہور کے تاجر کتیبوں کے پاس لے جانے لگا۔ وہ بھی لاہوری تھے۔ برائے فام چند پیسے دے کر اور چائے کی پیالی پلا کر خوش کر دیتے اور کتاب کا حق تصنیف لکھوا لیتے۔ مجھے کچھ علم نہ تھا۔ کہ حق تصنیف کیا اور کتنا ہونا چاہیے۔ جو کچھ دیتے وہی لیکر اسی خوشی میں واپس آ جاتا۔ کہ میری کتاب شائع ہو جائیگی۔ ایک دفعہ ایک بزرگ خضر صورت تاجر کتب نے مجھ سے تین

کتابیں۔ قصص المحنین۔ گلزار محمدی۔ گلزار موسیٰ شتراسی روپیہ دیکر لکھوالیں۔ جب ایک دوسرے تاجر کتب کو خبر ہوئی۔ تو اُس نے مجھے سخت ملامت کی اور کہا کہ تم نے اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ مجھے صرف قصص المحنین دے دو اور پورا ایک ہزار روپیہ لے لو۔ چلو لکھ دو۔ اگر وہ مقدمہ کریں گے۔ تو میں جانوں اور وہ۔ میں خود اُن سے ہٹ ٹونگا۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ کہ اب جو ہو گیا۔ سو ہو گیا۔ میں اپنی زبان سے نہیں پھروں گا۔ تب اُس نے میرے ماموں صاحب مولوی امام الدین صاحب تاجر کتب کو جو اُس وقت راولپنڈی میں دوکان کرتے تھے۔ خط لکھ دیا۔ وہ خط دیکھتے ہی فوراً لاہور تشریف لائے۔ اور اُس بزرگ پہلے تاجر کتب سے جھگڑا کر کے گلزار محمدی تو واپس لے دی۔ اور دوسری دونوں کتابوں پر پچاس روپیہ زائد لے دیا۔

محمد ولید نام کی وجہ تسمیہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ میرا نام والدین نے محمد امین رکھا تھا۔ پھر جب بچپن میں کریم پڑھنے لگا۔ تو جب یہ شعر پڑھا۔ شنائے محمد بود ولیدیر۔ تو دل میں آیا۔ کہ اگر مجھے شعر کرنا آگیا۔ تو میں اپنا نام ولیدیر تخلص کروں گا۔ کیونکہ اس وقت ہمارے شہر بھیرہ میں ایک دو محمد امین اور بھی تھے۔ جو دونوں ہی شعر کہا کرتے تھے۔ تاکہ میرے اور اُن کے اشعار میں امتیاز ہو جاوے۔ آخر جب شاعری کی منہوس



لأین میں گام زن ہوا تو مراد بر آئی اور میرا نام محمد امین سے  
محمد دلپذیر اور تخلص دلپذیر یا صرف پذیر ہو گیا۔ اور اس  
نام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا نوازا کہ ساری پنجاب کے علاوہ  
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بھی مشہور ہو گیا۔

الحمد لله على ذلك ط

**تصانیف دلپذیر**۔ سب سے پہلے قابل ذکر قرآن کریم کی تفسیر  
پنجابی منظوم ہے۔ جو آخری عمر میں محض اللہ تعالیٰ کے  
ہی فضل سے تیار ہوئی۔ جس کا ہر ایک پارہ ڈیڑھ دو سو  
صفحات کے بین بین ہے۔ اور تفسیر دلپذیر کے نام  
سے مشہور ہے۔ اس کا تاریخی نام **بانع قرآن** ہے  
جب بارہ پارے چھپ چکے۔ تو کاغذ جنگ کی وجہ سے  
سخت ہو گیا اور تباہ ہو گیا اور باقی پاروں کا شائع ہونا  
معرض التوابع پڑ گیا۔ اللہ جل جلالہ کا اپنا کلام اور اس کا  
ترجمہ ہے۔ جب اسے منظوم ہوگا۔ خود ہی اس کے شائع ہونے  
کا بندوبست فرمادے گا۔ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ۔

اس تفسیر کے علاوہ کئی ایک اور کتابیں جو اس سے پہلے  
کی میری تصنیف و تالیف ہیں۔ بارہ دفعہ چھپکر شائع ہو چکی  
ہیں۔ مثلاً گلدستہ منجرات محمدی۔ گلدستہ نعت رسولی کہ قصہ  
گلدستہ دعوات دلپذیر۔ گلدستہ مناجات دلپذیر۔ گلزار محمدی  
گلزار موسیٰ۔ گلزار آدم۔ گلزار مکہ۔ گلزار مدینہ۔ گلزار یوسف  
اکرام محمدی۔ مجموعہ اشعار بانع رسولی۔ مجموعہ وظائف

دلپذیر۔ مجموعہ خطب دلپذیر۔ مجموعہ سیر فیاں دلپذیر۔ احوال الآخر  
دلپذیر۔ زینت الاسلام و حصص۔ بانع بہشت حقیقت الاسلام  
چراغ دلپذیر۔ وعظ دلپذیر۔ انشاء دلپذیر۔ مکتوبات دلپذیر  
رفعات دلپذیر۔ معراجنامہ دلپذیر۔ کشف الخطاء رسالہ قراست۔  
خلاصہ دیوان حافظ پنجابی منظوم۔ مقبول نامہ۔ نوحہ دلپذیر۔ خوان بیا  
دلپذیر و حصص۔ شرح نام حق پنجابی منظوم۔ شرح بدائع منظوم  
پنجابی۔ ماتم دیسوز۔ طوفان نوح۔ مرثیہ دلپذیر۔ ماتم نامے تو  
یاد ہی نہیں کتنے ہی لکھے۔ کچھ قصائے عاشقانہ بھی اوائل عمر میں  
ہیر رانجھا۔ سستی پتوں۔ چند بدن وغیرہ لکھے۔ مگر جو نہی پتیرا

بدلا۔ سب تلف کر دیئے۔  
**ملاقاتیں**۔ جب تصانیف کا پنجاب میں عام شہرہ ہو گیا۔ تو  
دور دور سے لوگ ملنے کے لئے آنے لگے۔ پنجاب بھر میں تو  
کوئی شہر کوئی قصبہ کوئی گاؤں ایسا شاذ و نادر ہوگا۔ جہاں اللہ  
تعالیٰ کے فضل سے تصنیف دلپذیر نہ پہنچی ہو۔ میں اس کا ذکر  
اپنی کسی کتاب میں تحدیث نعت کے طور پر آج سے قریباً تین  
چالیس سال پہلے کر چکا ہوں۔ مثلاً

دور ہوئی مشہوری میری وانگوں وصول ہوئے  
کیا جانے کوئی وجہ نہ نبیلے بھڑے کس کس گھڑے

مگر جیسا کہ ہر جگہ اور ہر زمانے میں دستور چلا آیا ہے۔ کہ  
اپنے وطن میں کسی کی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ حضرت اُستادی المکرم  
مولانا شیخ محمد حسین صاحب احمد آبادی مرحوم فرماتے ہیں



چین ختن کستوری سستی قدر نہ کوئی پاوے

کیسر نکلے جاں کشمیروں ماہنگے تل دکاوے

اسی طرح یہاں بھی ہونا تھا۔ سو ہوا۔ کہ پروانہ واہ دور دور  
سے جب لوگ مجھے ملنے کے لئے آنے لگے۔ تو نوادردوں کو میرا  
بتہ دریافت کرنے کی ضرورت پڑتی۔ جب وہ پوچھتے تو بعض  
میسر وطنی بھائی ان ملنے والوں کو روکتے۔ اور طرح طرح کی  
باتیں سنا سنا کر ان کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے۔ لیکن  
جو بیچارے دور دراز سے سفر کی صعوبتیں اٹھا کر آخر پہنچ جاتے  
تھے۔ وہ بھلا ملے بغیر کہاں ٹھہر سکتے تھے۔ بغیر ملے واپس چلے  
جانا ان کے لئے محال تھا۔ جب وہ ملے تو ذکر کر دیا کرتے جیسا  
کہ گلزار یوسف میں ایک جگہ لکھا ہے۔

دیکھیں عیب میرا وہ تا بھی ناپا دن و چہ دل دے

فضل الہوں ملنے والے آبلدے آبلدے

مکہ معظمہ میں بھی میں نے اپنی تصانیف فروخت ہوتی  
دیکھیں۔ وہاں ایک محلہ جبل ہندی کے نام سے مشہور ہے  
جہیں اکثر پنجابی لوگ ہی رہتے ہیں۔ جب میں پہلی دفعہ  
وہاں گیا۔ تو میری آمد سنکر وہ بھی مجھے ملنے کے لئے  
تشریف لائے اور بعض نے ضیافت بھی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ  
انہیں جزائے خیر بخشے۔ آمین۔ الحمد للہ علی ذلک۔

یہ اسی کا فضل اور احسان محض ہے۔ ورنہ من آنم کہ من  
دام۔ پنجاب میں بعض ایسے روسا اور شرفا بھی نیکدل

اور قدردان واقع ہوئے ہیں۔ جو مجھے اکثر کبھی نہ کبھی اپنے پاس  
بلا لیتے ہیں۔ اور مہینہ مہینہ اپنے پاس رکھ کر باعزت نصرت  
کرتے ہیں۔ چنانچہ رائے غلام محمد خان صاحب لائی رئیس نوربوالہ  
وغیرہ ضلع سرگودھا۔ رائے غلام محمد خان صاحب بھٹی رئیس  
شکوہالی و احسان اللہ آباد۔ ضلع سرگودھا۔ میاں خدابخش  
صاحب کلیار مرحوم رئیس کوٹ گل ضلع ایضاً۔ خان حیات اللہ  
خان صاحب رئیس ترکھانوالہ ضلع ایضاً۔ حاجی حافظ میاں مراد  
بھٹی مرحوم سکھ کالیکی ضلع گوجرانوالہ۔ خان محمد امین خان  
صاحب نبردار رئیس نوریکے چوہدر ضلع شگرمی۔ حاجی ولی محمد  
صاحب نبردار جموں و جمل ضلع ایضاً۔ میاں شرف الدین و  
میاں المدین پیکر ملازمان قلعہ میگزین راولپنڈی۔ میاں  
نعمت علی وغیرہ ساکنان بستی پنج بھٹیاں ضلع ہوشیار پور۔  
وغیرہ وغیرہ۔ خود بھیرہ کے بھی چند ایک ہنایت مہربان و قدردان  
موجود ہیں۔ چنانچہ حکیم محمد امین صاحب نشتر بلاک انکپٹر ریلوے  
حکیم مولوی شاہ محمد صاحب و حکیم سردار محمد صاحب شیخوپوری  
دلیاں عبدالرحمان صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ میاں حیات محمد  
صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ زاد حیاتھم و درجاءتھم  
اسی طرح اور بھی بہت سے میسر بچپن کے ساتھ کھیلے  
دوستوں میں سے خاص مہربان سیٹھ حاجی محمد دین۔ حاجی  
فضل الہی۔ حاجی عبدالمجید صاحبان بہت کرم فرما ہیں  
یہ خواجہ قوم میں سے ہیں۔ اور حقیقی بھائی ہیں۔ نہیں



تو بھیرہ کے مگر بمبئی میں کاروبار کرنے کی وجہ سے بمبئی والے سیٹھ مشہور ہیں۔ بہت مہاں نواز ہیں۔ میں ان کی اس نوازش کو نہیں بھول سکتا۔ کہ جب ہم جج پر گئے۔ تو آتے اور جاتے ہوئے انہوں نے قریباً دو مہینے نہایت پر تکلف حق مہمان نوازی بہت فراخ دلی سے ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

ان سب سے زیادہ قابل ذکر ملک محمد چراغ خان صاحب مرحوم ٹوانہ ہل رئیس مٹھ ٹوانہ و چراغ آباد ہیں۔ یہ بزرگ نہایت کریم النفس و نیکدل مسکین نواز سخی اور بہادر تھے۔ یہ صاحب فوجی رسالدار تھے۔ جب پشاور ہوئے تو چالیس مربعہ زمین صنلچ لائلپور میں حاصل کی۔ جس میں ۲۵ مربعہ تو سرکار سے فوجی خدمات کے صلہ میں ملی اور باقی آپ کی خرید کردہ ہے علاوہ اس کے چھ سو بیگمہ اراضی مبلغ پینتیس ہزار روپیہ سے علاقہ تھل میں خرید کی۔ جس میں آپ کے بعد آپ کے صاحبزادہ ملک خان محمد خان صاحب منیجر نے کچھ اضافہ بھی کر لیا۔ اور صنلچ لائلپور والی زمین میں بڑے ملک صاحب مرحوم نے ایک اپنا چک بھی آباد کر لیا۔ جس کا نام چراغ آباد ہے۔ چک کا نقشہ آپ نے ایسا تجویز کیا۔ جو ایک کوٹ یا قلعہ کی شکل کا ہے۔ عین وسط میں ایک پختہ مسجد اور ارد گرد سب مزار عین کے مکانات۔ مسجد کے سامنے جانب مشرق

اپنے سکونتی مکانات نشتر گاہ۔ انبار وغیرہ۔ پانچوں وقت اذان نماز با جماعت سے مسجد آباد اور بارونق رہتی ہے۔ ہر نماز میں آپ بھی شامل ہوا کرتے تھے۔ اب آپ کے بعد بھی یہ مسجد اُسی طرح آباد ہے۔ تا ابد آباد اللہ تعالیٰ اسے آباد رکھے۔ آمین

آپ کے رشتہ داروں میں سے ایک صاحب منشی غلام محمد صاحب نے ہمارے علاقہ میں کچھ زمین ٹپہ پر لے رکھی تھی میری کتابوں کے ذریعے میسر بھی نام آشنا تھے۔ انہوں نے ملک صاحب موصوف سے میری تصانیف کا ذکر کیا۔ تو ملک صاحب نے انہیں کی معرفت مجھے بلوا بھیجا۔ منشی صاحب مجھے اپنے ساتھ چراغ آباد ان کی خدمت میں لے گئے۔ آپ مجھے ملکر بہت خوش ہوئے۔ کئی دن مجھے اپنے پاس رکھ کر باعزت رخصت فرمایا۔ اور پچاس روپے نقد معہ خلعت بھی عنایت فرمائے۔ اور بوقت رخصت فرمایا۔ کہ کبھی کبھی خود بھی تشریف لایا کرنا۔ دیکھو اس چک کے عین دروازے پر ہمارا باغ ہے۔ ہر موسم پھلدار درخت موجود ہیں۔ پھلوں کے موسم میں آئیں تو آپ کا ڈیرا باغ میں ہی لگوا دیا کریں گے۔ شاعر کی طبیعت خوب کھلتی ہے۔ چنانچہ سالہا سال یہ عساجز حاضر ہوتا رہا۔ اور آپ ہر دفعہ بیش از بیش باعزت رکھتے اور باعزت رخصت فرماتے۔ اور ہمیشہ میری جیبیں روپوں سے بھر دیا کرتے۔ بلکہ ایک دفعہ ایک اچھی نسل کی رسالے



کی گھوڑی بھی عطا فرمائی۔ اور اسی پر نہیں سوار ہو کر اپنے گھر واپس آگیا۔ القصد آپ کا دستِ سخا بہت کشادہ تھا۔ اور آپ حد درجہ مساکین پر در تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ بخشے۔ آمین۔

## آپ کے بیٹے ملک خان محمد خان صاحب تعلق

جب میں ملک صاحب ممدوح  
المصدر مرحوم کی خدمت میں پہلی  
دفعہ حاضر ہوا۔ تو اس وقت  
آپ کا اکلوتا بیٹا ملک خان محمد خان صاحب سات آٹھ سال  
کی عمر میں تیسری جماعت میں سکول پڑھا کرتا تھا۔ اس کے  
بعد جتنی دفعہ گیا۔ پھر صاحبزادہ سے کبھی ملاقات نہ ہوئی۔ کیونکہ  
وہ کہیں باہر حصولِ تعلیم کے لئے بھیج دیئے گئے ہوئے تھے۔  
اور تعلیم کے بعد فوج میں ملازم ہو گئے۔ اور جلد ہی ترقی کرتے  
کرتے کپتان فوج ہو گئے۔ لیکن میں بے خبر رہا کہ کہاں ہیں اور  
اور کس عہدہ پر ہیں۔ اچانک ایک دفعہ ۱۹۳۱ء میں آپ کی  
ایک دروہری چٹھی کوئٹہ بلوچستان سے آموصل ہوئی۔ کہ  
قبلہ گا ہی حضرت والد ماجد ملک محمد چران خان صاحب کا  
انتقال ہو گیا ہے۔ کئی ایک احباب نے مرثیے اور تعزیت  
نامے منظوم لکھ کر بھیجے۔ مگر دل نہیں بھرا۔ اگر آپ بھی اپنے  
قلم کو ذرا حرکت دیں۔ تو شاید آپ کے دروہرے الفاظ سے  
میری چشموں کے چند قطرے میسر دلیں فرقت کی جلتی  
ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر سکیں۔ یہ خط پڑھ کر آپ کا پتہ مل جائے

کی تو خوشی ہوئی۔ مگر ملک صاحب مرحوم کی وفات حسرتِ آیات  
نے اس خوشی کو مبدل بہ غم کر دیا۔ عزیزم ڈاکٹر منظور احمد پاس ہی بیٹھا  
تھا بول اٹھا کہ وہ صحبتوں کے صدر نہ وہ ہمنشین رہے  
منظور کے خیال وہیں کے وہیں رہے۔

آہ! اب بھی اس شجر کو پڑھتا ہوں۔ تو دل کانپ جاتا ہے  
جناب ملک صاحب کی وفات میسر لئے کچھ ایسی نہ تھی۔ جو  
میرے دلیں فوراً ایک درد نہ پیدا کر دیتی۔ طبیعت میں ایسا ہیجان  
پیدا ہوا کہ اسی دن ایک وفات نامہ پنجابی اور ایک تاریخی نظم  
فارسی لکھ کر دو سر ہی دن بذریعہ ڈاک بھیج دی۔ جنکو آپ  
نے دیکھ کر پسند فرمایا۔ اور ارشاد بھیجا کہ اسے طبع کرادو۔  
ساتھ ہی اڑھائی سو روپیہ کی چیک بھی بھیج دی۔ جن میں دوصد  
تو بطور شکرانہ تھے۔ اور باقی خرچ طبع کے لئے۔ اور اس وفات  
نامہ میں آپ کی وفات کا ہجری سال چرابع قوم اور عیسوی  
مغفور خیر ۱۹۳۱ء لکھا گیا جو بالکل ٹھیک اور موزوں نکلا۔ اللہ  
وہ وفات نامہ فوج و لپیڈ میر کے نام سے ایک ٹریکٹ کی شکل  
میں اٹھارہ بیس صفحہ پر طبع کرا کر ار سال خدمت کر دیا گیا۔  
جو آپ نے چرابع قوم مرحوم کے پردانوں میں تقسیم کر دیا۔  
کپتان صاحب کے والد مرحوم کی شفقت جو خاکسار پر تھی۔  
اس کا اثر تو پہلے ہی بہ مصداق الولد مثلَ لاپنیہ آپ کے  
دلیں معنی تھا۔ مگر وہ اب دن بدن ترقی کرتے کرتے  
پردہ اخفا سے ظہور پذیر ہونا شروع ہو گیا۔ یہاں تک



کہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو جانے کے علاوہ ۱۹۳۱ء سے لیکر آج ۱۹۴۲ء تک لگاتار مالی امداد اپنے والد ماجد مرحوم سے بھی بڑھکر کرتے چلے آ رہے ہیں۔ راہ میں میرے صرطور مہربانوں نے طرح طرح کے کئی روڑے نصب کر کے کوشش کی لیکن آپ کی ثابت قدمی اور بھی مضبوط ہوتی گئی۔ اللہم ثبت قدمیہ و قدمی علی صراط المستقیم۔ آمین

**آپ کے ملاقات**۔ جب کوئٹہ سے آپ تبدیل ہو کر لاہور تشریف لائے۔ تو عاجز بھی نیاز حاصل کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ نہایت شفقت اور کمال محبت سے معاف فرمایا۔ اور کئی دن اپنے پاس انتہائی مہربانی سے رکھا۔

ایک دفعہ رات کے کھانے کے موقع پر باتوں باتوں میں میری کتاب گلزارِ مکہ معظمہ کا ذکر چل گیا۔ فرمایا کہ اس میں احکام حج اور مکہ معظمہ کا ذکر تو مفصل درج ہے۔ لیکن مدینہ منورہ کا ذکر کیوں نہیں۔ عرض کیا کہ جنگِ عظیم کا زمانہ تھا۔ کچھ راستہ کی وقت تھی۔ کچھ بیوی بیمار ہو گئی۔ اس لئے مدینہ منورہ نہ پہنچ سکے۔ وہ ایک منزل مکہ معظمہ سے آگے بٹکر واپس چلے آئے۔ اس وقت یہ کتاب لکھی گئی۔ چونکہ مدینہ منورہ کی زیارت نصیب نہ ہوئی تھی۔ اس لئے اس کا ذکر بھی نہیں لکھا گیا۔ اب تک اس پاک مقامِ حرم رسول کے حصول شرف کے لئے دلیں تڑپ باقی ہے۔ ارادہ ہے کہ بشرطِ زندگی انشاء اللہ تعالیٰ ضرور

زیارت کریں گے۔ ایک آدمی کا خرچ تو بن چکا ہے۔ مگر ہم میاں بیوی دونوں کا ارادہ جانیکا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی کے آنے جانے پر کیا خرچ آتا ہے۔ عرض کیا کہ چھ سات سو روپیہ۔ فرمایا بہت اچھا۔ اتنے میں نمازِ عشا کا وقت ہو گیا۔ نماز پڑھ کر سو گئے۔ صبح نمازِ فجر کے بعد سات سو روپیہ کی چھٹی لکھ کر مجھے دے دی۔ اور فرمایا کہ چراغِ آباد جا کر ہمارے منشی کو یہ چھٹی دکھا کر روپیہ لے لیں۔ اور حج کو چلے جائیں۔ آپ تو فریضہ حج ادا کر ہی چکے ہیں۔ اب میرے والد صاحب مرحوم کے لئے بطور نیابت حج کر آئیں۔ حج کا مہینہ قریب آ ہی گیا ہے۔ چنانچہ چھٹی دیکر اپنے بڑے صاحبزادہ ملک محمد شیر خان صاحب کو جو آجکل انسپٹر پولیس ہیں۔ میرے ہمراہ کر دیا۔ کہ ان کو چراغِ آباد کی لاری پر سوار کر آؤ۔ وہ ہمیں سوار کر آئے۔ بھائی محمد شاہ صاحب پیر محل والے بھی میرے ساتھ تھے۔ ایک گھنٹہ میں ہم چراغِ آباد پہنچ گئے۔ اور آپ کے مختار منشی قطب الدین صاحب سے روپیہ لیکر میں اپنے گھر چلا آیا۔ اور بھائی محمد شاہ صاحب اپنے گھر چلے گئے۔ مابثوال کی انتہاء یا ماہ ذیقعد کی ابتدا تھی بیوی کو ساتھ لیا اور کراچی آ گئے۔ کراچی سے خان صاحب قاضی عبدالرحمان خان تحصیلدار واسو آستانہ والے جو لاہور کے منشی محلہ میں کچھ عرصہ سے مقیم ہیں۔ ان کا ساتھ بن گیا۔ ان کے ساتھ ایک مہتری صاحب لاہور بھی تھے



سارا سفر اکٹھا کیا۔ حج اور زیارت مدینہ منورہ سے واپسی پر مشفق حافظ خدابخش صاحب صغیر چنیوٹی بھی مل گئے۔ جو ایک پرانے دوست تھے۔ اُن کی اہلیہ صاحبہ بھی اُن کے ساتھ ہی حج کر کے آرہی تھی۔ کراچی تک جہاز کا سفر اکٹھا ہوا۔ جب ہم پنجاب پہنچے تو اپنی بیوی کو تو میں نے گھر بھیج دیا اور آپ سیدھا پہلے لاہور ملک صاحب موصوف کی خدمت میں آ حاضر ہوا۔ چونکہ اپنی تاریخ آمد پہلے آپ کو لکھ چکا ہوا تھا۔ اس لئے آپ اپنی ایک تازہ موٹر کار لیکر ریلوے پلیٹ فارم پر عاجز کی انتظار میں تھے۔ مبارک باد کہتے ہوئے محبت سے ملے اور اپنی کوٹھی پر لے گئے۔ کچھ دن قیام کے بعد اجازت طلبی پر خلعت فاخرہ عنایت کر کے نہایت عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ اس وقت کتاب گلزار مدینہ لکھی۔ اور جس کے شائع کرنے میں آپ نے بھی امداد فرمائی۔ اور حافظ خدابخش صاحب صغیر موصوف نے بھی حصہ لیا۔ یہ صاحب دونو میاں بیوی اس وقت رحلت کر چکے ہیں۔ اللہم اغفرھما وارحمھما۔ آمین۔ اس سفر کا سب ذکر گلزار مدینہ میں مفصل درج ہے۔ تفسیر دلپذیر کے بارہ پارے جو چھپ چکے ہیں۔ وہ بھی جناب ملک صاحب مسدوح کی امداد سے ہی شائع ہوئے۔ ورنہ ایک درویش میزا کی کیا طاقت تھی۔ جو پہلے ہی اپنی تمام تصانیف ناداری کی وجہ سے تاجروں کے حوالے کر چکا تھا۔ القصد آپ دینی

خدمات اور مساکین پروری میں اپنی تمام قوم اور فوجی طبقہ میں بے نظیر اور یکتا وجود اور اپنے والد ماجد مرحوم کے نقش قدم پر صحیح طور پر چل رہے ہیں۔ آپ دینی خدمات کے لئے موجودہ جنگ سے پہلے اپنی سروس پوری ہونے سے قبل ہی نیشن بیکر گھر چلے آئے تھے۔ لیکن جنگ شروع ہو جانے پر پھر سرکار نے آپ کی اعلیٰ قابلیت اور فوجی تجربہ کاری کو مدنظر رکھتے ہوئے پھر واپس بلا لیا۔ اور آج کل لاہور میں بھدہ میجر فرائض ادا کر رہے ہیں۔ آپ کی ایک شاندار کوٹھی لائلپور میں بھی چراغ منمنزل کے نام سے مشہور ہے۔ جس پر ساٹھ ستر ہزار روپیہ کے قریب خرچ ہو چکا ہوگا۔

یہ مجموعہ غزلیات بھی آپ کی کرم بخشوں اور احسانات کا ہی ایک گونہ نوٹ سمجھئے۔ یہ دعا گو اب تک آپ کے احسانات مشفقانہ اور الطاف کریمانہ سے مستفیض ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ مجموعہ آپ کے ارشاد سے جمع ہو کر شائع ہو رہا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ یہ

نہ ممکن میرا دلی ہے نہ ہے اردو زبان میری  
زبان اردو سے نا آشنا اور موجودہ محاورات شاعرانہ  
بے بہرہ۔ پنجابی سکین لکھنے والا ایک پرانی طرز کا شاعر ہوں  
لیکن آپ نے چشم پوشی اور حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے  
عاجز کی ولداری کی لئے اس کو پسند فرما لیا۔ جس پر



اس کے شایع کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ ورنہ شرائے زمانہ کے سامنے سوائے شرمندہ کرنے کے اور کس شمار میں ہے خیر۔ جو کچھ بھی ہے۔ آپ کی نذر ہے۔ اور آپ کے نام پر سون کر کے دُعا پرداز ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس حسن ظنی اور احسانات کا ہزاروں ہزار گنا بڑھ کر نیک اجر اور جزائے خیر عطا فرمادے۔ اور آپ کو تا دیر سلامت رکھے۔ اور آپکی اولاد کو بابرکت و باقبال بنا کر ہمیشہ شاد و آباد رکھے آمین ثم آمین۔

دلپذیر بھیری

۱۹۴۴ء

نوائے بینوا

شکر الہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

|                              |                               |
|------------------------------|-------------------------------|
| جو ہے خالق ساری مخلوقات کا   | شکر لائق ہے خدا کی ذات کا     |
| بجز و بر کا جملہ موجودات کا  | خالق ارض و سما شمس و قمر      |
| سب وحوش و طیور و حیوانات کا  | جن و انسان و ملک ہر چیز کا    |
| حجر و مدر و شجر و تاثیرات کا | عالم اجساد کا، ارواح کا       |
| صنع گر باغات کا ثمرات کا     | ہیں نباتات اُسکی پیداوار سب   |
| غیر مسکوں اور مسکونات کا     | شرق و غرب جنوب اور شمال کا    |
| ابر اور ریاح کا برسات کا     | گر میوں کا سردیوں کا کردگار   |
| نور کا ظلمات کا وِبرات کا    | ہے وہی خلاق خالق کل شئی       |
| صحت و امراض موت حیات کا      | ہے قہری پیدا کنندہ ایک ہی     |
| دار و دُ درمان کے اثرات کا   | ہے اُسی کے ہاتھ میں جام شفا   |
| فیض ہے اس ذات بابرکت کا      | آگ پانی سیم و زر و مائیں تمام |
| ہے عطا اُس جامع الخانات کا   | عقل و فکر و وہم سب علم و ہنر  |



ہے وہی منبع فنون و علم کا  
ہے وہی اک خالق سمیع و بصیر  
سائے انعامات ملبوسات کا  
خالق نفع و ضرر رنج و الم  
ظاہر و باطن کی سب مخلوق کا  
ہے وہی مالک وہی مختار ہے  
مشکونین کام آتا ہے وہی  
یا الہی بحسب پیمان ہے  
رات دن جاری ہے سب مخلوق پر  
شکر تیرا ہو نہیں سکتا ادا  
اس سے قاصر ہیں سب جن و ملک  
سب کے سب خاموش ہیں یا سزنگوں  
کون لکھے حرف لا اُحصیٰ بخیر  
ہے یہاں پر عذرا عجز و نیاز  
کیا مراد مقدر میں ہوں چیز کیا  
میں ترے احسان یارب کا تقد  
کرنے اپنا فضل پر تقصیر پر

صنعت و حُرقت کا مصنوعاً کا  
نطق کا آواز اور لغات کا  
اور ماکولات مشروبات کا  
راحت و فحش کا ہر خیرات کا  
پنید اور ناپنید ہر ذرات کا  
بادشاہ ہے دوزخ و جنات کا  
ٹالنے والا ہے ہر آفات کا  
تیرے انعامات احسانات کا  
عام لنگر ہے تیری خیرات کا  
کون اقراری نہیں اس بات کا  
اس تو تپتا ہے خاکی ذات کا  
تنگ ہے میدان تحریرات کا  
خشک ہے منہ ہر تلم دعوات کا  
انبیاء و اولیا حضرات کا  
عفو چاہوں اپنی تقصیرات کا  
شکر کیا ہو تیرے انعامات کا  
بس ہے کھٹکا نہ کچھ خطرات کا

دور ہے منزل برے مقصود کی  
تو ہی ہو جائے میرا مقصد تمام  
اور کچھ بھی آرزو میری نہیں  
ہر طرف سے اپنے اوپر شر میں  
پار کر دیگی مجھے تیری رضا

کرے تو آسان راہ نجات کا  
میری ہر حرکات کا سکنت کا  
ہے یہی موجب بلند درجات کا  
مینہ پرستادیکھ لوں صلوات کا  
نام مٹ جائیگا سب حسرات کا

تیرے میخانے پہ سائل پندیر

جام کیوں خالی رہے دعوات کا

کر دیا وقف اپنا شعر و سخن  
کچھ تو ہو جائے تیرا شکر ادا  
تیری بخشش کی مدح خوانی پر  
کیا بھروسہ ہے زندگانی پر

## حمد باری

دیکھ کر مجھ پر تکریم کی فراوانی تیری  
لاکھ در لاکھ اگر عیب ہیں ہم میں پھر بھی  
تیرے ہوتے ہوئے کیا خوف ہے اعدا کا ہیں  
کچھ نہیں علم کیو بھی تیری کُنہ کا  
کسی مانند کہوں کیسے تیری حمد کروں  
جسکو کوئی بھی نہیں جانتا تو جانتا ہے

ہو نہیں سکتی کبھی ترک شناختی تیری  
سایہ گستر ہے گنہگار و نپہر حامی تیری  
ہو کا فی ہے فقط ایک گہبانی تیری  
عقل و دانش سیکھیں دور ہر سببانی تیری  
تو تو ہمیشہ ہے اور ذات ہی لاثانی تیری  
تو دونوں بود و نہاوی ہے ہمہ دانی تیری



سب اقرار ہے مولا تیری یکتائی کا  
سائے عالم کیلئے فادے ترا خوانِ کرم  
کون ہے جس پہ نہیں سجد احسان تیرا  
خالقِ ارض سما تو ہے کوئی اور نہیں  
مَنْعَتِ ظلم کی شاہی کو بھلا کیا سمجھے  
تیرے ہی ہاتھ میں ہر باگ ہر اک مونہ کی  
بندگی تیری سے اکت وہ بھی آزاد نہیں

اپنے فضلوں سے پذیر اپنے کو کامل کرنے  
کوئی کہے نہ یہ ناقص ہے مسلمان تیری

میرے مولا ہے کریمی تو نہایت تیری  
مُجھ پہ پڑ جلتے اگر ایک کرم کا چھینٹا  
اور برساتِ کرم جاری ہے عایت تیری  
اس سے کچھ کم نہیں ہو جاتی عنایت تیری

## شناؤ دعا

خدا کے کرم پر ہے اُمید ہم کو  
خوشی میں بدل دیگا سامانِ غم کو  
مٹا دیگا وہ میرے رنج و الم کو  
رہوں دیکھتا اُس کے فضل و کرم کو  
غیر اُس کے کوئی نہیں اور چارہ  
وہی بے سہاروں کا ہے اک سہارا

اُسی پر بھروسہ ہر اہر گھڑی ہے  
اُسی کے سپرد اپنی سب زندگی ہے  
اُسی پر توکل ہے عیب وہی ہے  
اُسی کی عنایت شدہ یہ ملی ہے  
اُسی نے اسے جنتی ہے بنانا

مصائب سے ہر دو جہاں نہیں بچانا  
نہیں اور کوئی بھی اُس کے برابر  
نہ غرت نہ قدرت نہ طاقت نہ ہمسر  
وہ ہر اک صفت میں ہر اک سے برتر  
هو الله اكبر هو الله اكبر

وہ غالب ہے ہر ایک غالب  
وہ طالب ہے اُسکا جو ہے اُسکا طالب

مُبرا ہے ذات اسکی ہر اک ضرر سے  
منقرہ ہے ہر ایک خف و خطر سے  
مقدس ہے ہر اک زیاں کے اثر سے  
مُعظی ہے حق و ملک سے بشر سے  
نہ محتاج ہے وہ جہاں میں کسی کا  
جہاں سارا محتاج ہے بس اُسی کا

مدد اسکی پہنچے جہاں میں جہاں پر  
وہ موجود ہے لامکاں ہر مکاں پر  
نہ پہنچے کسی کی حمایت و ماں پر  
نہاں پر عیاں پر دلوں پر زباں پر  
وہ ہے اپنی رحمت سے ملبوس کرتا  
نہیں اپنے بندوں کو بایکس کرتا

وہ رحمت کو رحمت بنا کر دکھا دے  
وہ مجرم کو مجرم کا سہارا بندھا دے



گنہ کو نگاہِ کرم سے مٹا دے | منز سے سزاوارِ جنت بنا دے

یہ قدرت یہ طاقت یہ قوت ہر کس کو

سوا اُس کے عاجز ہیں سب کچھ جس کو

ہیں کوئی مشکل میں کام آنے والا | اگر ہے تو ہے اک وہی حق تعالا

پڑی جب مصیبت اُسی نے نکالا | شکستہ دلوں کو اُسی نے سنبھالا

بغیر اس کے ناکام ہیں سب سہاے

جو پھرتے ہیں اپنی مصیبت کے ماتے

مصیبت میں بھائی سے بھائی جدا ہے | نہ بیٹا نہ بیٹی نہ یار آشنا ہے

مددگار کوئی نہ خویش اقربا ہے | اگر ہے تو وہ اک خدا ہی خدا ہے

وہی ٹال سکتا ہے ہر اک بلا کو

مصیبت کو آفت کو اہل جفا کو

وہ ہے ہر مرض سے شفا دینے والا | مریضوں کی مرضیں ہٹا دینے والا

ہر اک رنج و غم سے چھوڑا دینے والا | غشی کی بہاریں دکھا دینے والا

اُسی پر بھروسے ہر ناتواں کا

وہی بادشاہ ہے زمین آسماں کا

اُسی نے ہمیں شکل انساں بنایا | عدم سے مقامات ہستی میں لایا

دیقل دولش تدبیر سکھایا | زندگی میں انساں کو سب سے بڑھایا

بنا کر دیئے سارے سامان اُس نے

دیا کریمِ خدا کی کو کیا شان اُس نے

جئے ماتھے تا اُن سے روزی کساؤ | دیئے پاؤں چپلے کو جس طرف جاؤ

زباں دی کہ بولو پڑھو اور پڑھاؤ | دیئے کان سننے میں ان کو لگاؤ

نظر دی کہ قدرت کے دیکھو نظارے

زمین و فلک چاند سورج ستارے

کریں روشنی چاند سورج یہ ہم پر | امیر و فقیروں پہ یکساں برابر

وہ کر دیتے ہیں رات دن کو منور | کہ تکلیف پائیں نہ ظلمت میں اگر

ہزاروں فوائد ہیں شمس و قمر

پھلیں پھولیں ثمرات ان کے اثر سے

پہاڑوں کی کانیں درختوں کا سایہ | خوراکیں پوشاکیں ہر اک چارپائے

ہمارے لئے ہے سب کچھ بنایا | ہماری ہی خدمت میں سب کو لگایا

زمین میں جو سامان پیدا کئے ہیں

بتایا کہ یہ سب تمہارے لئے ہیں

دیئے ہر طرح ہم کو آرام اُس نے | ہر اک قسم کے بخشے انعام اُس نے

کیا سب بڑھکر یہ اکرام اُس نے | بنایا ہمیں اہل اسلام اُس نے

دیباغہ اتباعِ فخرِ الرسل کا



جو ہے پیشوائے سبل جزو کل کا

کریں ہم نہ کیوں جان قربان اُس پر | کہ محکم کریں اپنا ایمان اُس پر  
میں کیوں نہ دن رات نازان اُس پر | جو ہو جائیں دل سے مسلمان اُس پر

خدا نے کیا چکروں ہمارے

شفیع ہو گا وہ روزِ محشر ہمارا

کرم پر کرم دم بدم ہیں خدا کے | کروڑوں ہیں احسان اُس لافنا کے  
نہ کچھ شکر ہم سے ہوا جزو خطا کے | کہ قیدی ہیں نفس اور حرص و ہوا کے

وہ پھر بھی ہمیں نعمتیں دے رہا ہے

بجز مانگنے کے عطا پر عطا ہے

جو مانگے تضرع سے اور گر گڑا کر | تو پھر کیوں نہ دے جوشِ رحمت میں اگر  
کہ عرض عاجز الہی شفا کر | ہٹا دے مرض اور صحت عطا کر

ترا راسم ہی اب تو میری دوا ہے

ترے ہاتھ میں سب شفا ہی شفا ہے

تو ہے جانتا ہر مرض ناتواں کی | خب سے کچھ سب نہاں عیا کی  
ترے ہاتھ ہے نبضِ سار جہاں کی | نہیں تجھ کو حاجت کسی کی

تو عالم ہے دانا ہے سب کا خدا ہے

ترا فیضِ حشرِ شمس ہر شفا ہے

اطبا جنہیں لا دوا ہیں تبتا تے | معالج بھی ہیں دیکھ کر مسکراتے  
دواؤں سے جنکے نہیں روگ عالتے | شفایتِ در سے اچانک ہیں پاتے

تو ہے لا دواؤں کا شافی خُدا یا

تیرا فضل ہی بس ہے کافی خُدا یا

تو ہی جسم کر اس پذیر گدا پر | پٹا ہے یہ عاجز تیرے در پر آ کر  
تو ہی اپنے ہاتھوں سے اسکی دوا کر | شفا کر شفا کر شفا کر

نہیں تیرے جیسا حکیم اور کوئی

نہ ہرگز غفورِ رحیم اور کوئی

اندھ ہو بڑا روگ جو اک میرے بدن کا | واقف ہی نہیں کوئی بھی اس بُخ و محن کا  
اک ہے الہی جو اسے دُور ہٹا دے | ہے تیرے ہی ہاتھوں میں دوا دوا کہن کا

## مناجات

نہ میں نیک ہوں نہ ہوں متقی نہ ہی نیک لوگوں کا یا رہوں

سگ استانِ حضور ہوں خاکِ درِ ابرار ہوں...

گروں میں موت کا طوق ہے یہ زندگی بندوق ہے

نہ گناہ کرنے کا شوق ہے نہ گناہ سے بیزار ہوں

دوزخ کا دل میں ڈر نہیں جنت لگے خوشتر نہیں

دونوں کا مجھ پہ اثر نہیں تیری رضا پہ نشان ہوں



خواہش نہ خور و قصور کی نہ طلب و مان کے سرور کی  
چاہوں نگاہ حضور کی اسی رنگ میں سرشار ہوں  
مرے حال کی تجھے ہے خبر جیسا کہ ہوں بدتر بشر  
اک عفو تیرے پہ ہے نظر گو سخت بدکردار ہوں  
قابو تیری توحید ہے تو حمید ہے تو مجید ہے  
تو بے فضل پر امید ہے ورنہ بہت بدکار ہوں  
کھو بیٹھا مقصد زندگی کچھ دیکھ کر تابندگی  
آخر ہوئی شرمندگی شرمندہ سرکار ہوں  
پیدائش اپنی جان کر جسم اے مرے دکان کر  
مرے درد کا درمان کو بیمار ہوں لاچار ہوں  
یہ پذیر پر تقصیر ہے حرص و ہوا میں اسے  
توجہ ہے تو نصیب ہے محتاج میں نادار ہوں  
کسی کے دل میں تمنا ہے مال و دولت کی کسی کو آرزو و قصور و جنت کی  
الہی تجھ کو کوئی چیز دلپذیر نہیں تلاش رکھتا ہوں تیری ضاد و جنت کی  
ایضا

الہی تیری بخشش میری حامی کار ہو جائے  
گناہوں کی ثقالت لیکے آیا ہوں تیرے در پر  
مرے حق میں ندائے مغفرت الکار ہو جائے  
محافی سے مرے سر کا یہ ہلکا بار ہو جائے

تو ہے غفار اور میں مغفرت تیری کا طالب ہوں  
نہیں جا پناہ کوئی سوا تیرے مجھے یارب  
نہیں کچھ دور مجرم کو نبھائے اپنا محرم تو  
تیرے کہنے سے روزِ نہج بھی ملے جنت کا گھر تو  
اگر چاہے تو لاکھوں مجرموں کو تورا کر دے  
بہت صد لہ خفتہ جاگ اٹھے تیری رحمت سے  
راہوں تشنہ و پیار جانان دار دنیا میں  
شفیع المذنبین کہتے ہیں جس تیرے پیار کو  
نہیں کچھ اور حاجت پھر کسی پیار کی محکو  
نہ اپنی عاقبت کی بہتری کا کر سکا کچھ بھی  
قبولیت کے قابل میری استغفار ہو جائے  
رسانی کی کوئی صورت تیرے بار ہو جائے  
تیری رحمت سے یہ بدکار بیکار ہو جائے  
تیری نظرِ کرم سے نار بھی گلزار ہو جائے  
رانی بخشش میری بھی تیری سکر ہو جائے  
تجرب کیا میری تمت بھی گر بیدار ہو جائے  
قیامت میں تو یا مولا جمال یار ہو جائے  
مراسفہ بھی وہ حضرت شاہ ابرار ہو جائے  
تیرے محبوب پیار کا جو مجھ سے پیار ہو جائے  
دمِ مردن تو میرا دور یہ آزار ہو جائے

پذیر پر گنہ ہے دوتا پھر تا اسی غم میں  
تیری رحمت سے اس عاجز کا بیڑا پار ہو جائے

الہی میرے عیون کا یہ دفتر صفا کرنے  
ہے کوئی نہ بچ و فکر و غم عیب باقی  
ٹپے چھوٹے گناہوں سے مجھے بخشش عطا کر دے  
سراے دو جہاں میرے لئے دارا و کرد  
نیاز بہ درگاہ بے نیاز

منم کہ بندہ عاجز زبندگان توام  
اگرچہ باد صبا غنچہ دلم نہ کشاد  
میر نیاز نہاد بہ آستان توام  
مگر خمیدہ شد ز گلستان توام



نگاہِ لطفِ افرام بحالِ ایں ناچیز  
بیار برینِ مسکین تو اسے صحابِ کرم  
بکھوئے عشقِ جنابِ تو دمِ زخمِ چہ بحال  
نہ عاشق نہ رسوماتِ عشق تو دائم  
شمارِ نزدِ محبتان تو بہ بیچِ نیم  
وے چو دامنِ الطاف تو فراوان است

پذیرِ کامل اُمید بر تو سے دارد

سلوکِ عفو نمائی کہ کلمہ خوانِ توام

دُشمنِ مے گناہوں کا گرچہ عظیم ہے  
گناہ تو ہوں ضرور مگر تیرا بندہ ہوں  
لیکن تری جنابِ غفور الرحیم ہے  
سائل بھی ہوں تو تیرا ہی اولادِ کریم ہے

دیگر

الہی بردتِ کینہ عاجزِ شناختم  
ہوائے نفسِ بگزیدم رضائے تو منیدم  
حیاتِ خود تیرے کرمِ بصیالِ نسیمِ کرم  
بسا بخل و بد عالم بحالِ خویش بد عالم  
توئی معبودِ در عالم توئی مسجودِ در عالم  
بغیر از تو اللہ ہے نہ بجز تو بادشاہ ہے  
رجا مغفرتِ ارم گدا ئیت از گدا ئیام  
گئے از تونہ ترسیدم عجب طورے مسلمانم  
گنہ کرم گنہ کرم مگر آخر پشیمانم  
بدنگاہِ تو سے نالِم بدربارِ تو گر مانم  
توئی مقصودِ در عالم بجز تو کس منیدانم  
مرا جہ تو پناہ ہے نے کجا پوئم کجا مانم

پذیرے پر خطا ہستم فقیر سے بنوا ہستم  
اسیے در بلا ہستم نجاتِ خویش خوانم  
کسی کو فحش ہے دنیا کی زندگانی پر  
کسی کو علم و ہنر راود کاروانی پر  
کسی کو دولتِ فانی پہ نانہ ہے یارب  
مجھے ہے نازِ فقط تیری مہربانی پر

توبہ نامہ

گناہِ کارم سیاہِ کارم  
بہ بارگاہِ تو شرِ مہارم  
تمامِ عمرم گناہِ کرم  
بسا زلیل و بسا خوارم  
بہ حرصِ دُنیا سے دُورِ دیم  
بہ کارِ دینِ تو نا بیکارم  
تتم بہ عصیانِ خواہِ خستہ  
ز نفسِ امارہِ بقیارم  
ز راہِ گمراہی و نواہی  
بجز تو جاسے سپہ ندارم  
نہ زہد و ورع نہ اتقا سے  
فقط ز کرمِ امتیادارم  
الہی توبہ الہی توبہ  
الہی توبہ الہی توبہ  
حیاتِ خود را تباہِ کرم  
الہی توبہ الہی توبہ  
راشتیا تش جنوں خریدم  
الہی توبہ الہی توبہ  
دلِم بہ نستی و فخرِ بستی  
الہی توبہ الہی توبہ  
بدہ پناہم تو یا الہی  
الہی توبہ الہی توبہ  
عملِ ندامتِ بجز ریا سے  
الہی توبہ الہی توبہ



چہ جام غفلت چشید غافل  
نہ پاشے تا سر زیان کام  
بعید ماندہ ز راست راہے  
بہ جل رحمت تو انتظارم  
پذیر پُرعیب و پُرخطائِم  
بہ نظر عفو تو خواستگارم  
کہ خیر ز ادمت نگشت حاصل  
اللہی توبہ اللہی توبہ  
فتادہ در چاہہ دویا ہے  
اللہی توبہ اللہی توبہ  
بغیر فضل تو نا سزا ئیم  
اللہی توبہ اللہی توبہ  
کر دے خدا صاف اگر منزل عقبی میری  
کچھ نہیں اس کے سوا اور تمنّا میری  
لوٹ لوں نعمت داریں اسی لوٹی میں  
پوری ہو جائے اگر آخری منشا میری

## لے نیازی

کوئی ہے عیش پرستی کے کیف میں مدہوش  
کوئی ہے سوز و گداز و غم و ناکا حلقہ بگوش  
کبھی کو دولت و نعمت کا رات دن ہے جوش  
کوئی ہے مان شبینہ کی فیکر میں مدہوش

کبھی کو امن کے شہر و نہیں کر دیا آباد  
کوئی غریب ہیں دن اور رات خانہ بدوش  
کبھی نے رنج کوئی بھی نہ عسر و بھروسہ  
کوئی ہے رنج و بلا سے ہمیشہ ہم آغوش  
کبھی کو کوئی خوشی خوش لباس میں بھی نہیں  
کبھی کے سر پہ نہ دستار پاؤں میں پاپوش  
کہیں ہے چنگ و رباب اور نغمہ و لکش  
کہیں ہے نالہ و آہ و بکا کا جوش خروش  
کہیں ہیں دور محبت کے چل رہے پیہم  
کہیں پہ جام عداوت کے ہو رہے ہیں نوش  
عجیب قسم کا بازار ہے یہ عالم کا  
کوئی ہے جسم فروش اور کوئی جان فروش

پذیر جو بھی خدا دے وہی غنیمت ہے  
ہر ایک کام میں اُسکے ہیں حکمتیں پوش



## زنجینی عالم

دن بھر غمی عیب کو فکرِ معاش ہے  
خوشیوں کی ہے بہار کبھی نہ نصیب  
دُنیا میں وصل یا سو مُسرور ہے کوئی  
قرآن کا عشق کسی کو تورات دن  
لاکھوں گناہ کر کے بھی ستور اک چہرے  
فاؤ کشی کہیں نہ کہیں میکشی کے دور  
بستر بھی مل سکے کسے خاک کے بغیر  
ہو گا یہی محالہ لگے جہاں میں بھی  
نقش ہے اک اسی کا یہ زنجینی جہاں  
بیمار ہو عیب ہو کوئی کسی کو کیا

اس دور کس مہر سی میں جب مر گیا پتا پر  
کس پوچھنا ہے کون مرا کس کی لاش ہے

### قدرت کا کھیل

کسی کے صرف اشارے سے چاند بھٹ جانا  
کسی کے جانے سے دریا کا پانی ہٹ جانا

کسی کے پاؤں سے آتش بھی سرد ہو جائے  
کسی کے رنج سے تختہ زمیں اُلٹ جانا  
کسی کی ناؤ کو طوفان بھی نہ چھیڑ سکے  
اور اس کی قوم مخالف کی بیخ کٹ جانا  
کسی کا تخت ہواؤں پہ اُٹ کے سیر کرے  
کسی کا تخت زمیں پر الٹ پلٹ جانا  
کوئی بھگوڑا چلا جائے چھوڑ کر میدان  
کسی کا مد مقابل پہ آ کے ڈٹ جانا  
کسی نے کوڑی بھی لٹ نہ عسمر بھر بخشی  
کسی کا منٹوں میں صد ہا خزانہ بٹ جانا  
ہمارے مولا کی قدرت کے رنگ ہیں یہ پتھر  
کسی کے شان کا بڑھنا کسی کا گھٹ جانا

### رحمانیت

اللہ کا ہم لوگوں پہ احسان ہے کیسا  
پتھر میں بھی جو کثیر انبیوں کے نیچے  
بن مانگے دیئے جاتا ہے حان ہو کیسا  
اسکو بھی نہیں بھولتا منان ہے کیسا  
دُشمن ہو کوئی دوست ہو سَلَم ہو کہ مُنکر  
سب پہ نظر اس کی نگہبان ہو کیسا



مجھ کو جو گنہگار نہیں بدتر سے بھی بدتر  
 لکھا ہو جو مقسوم مقتدر میں کسی کے  
 زریا ہے اسی ذات کو یہ ذرہ نوازی  
 ہر آن دیتے جاتا ہے ہر جہت و نعمت  
 جتنا بھی کریں شکر نہیں ذرہ ہو بڑھکر  
 مومن ہو وہی جو کہ ہو ہر حال میں شکر  
 راضی نہیں جو شخص پدیر اسکی رضا پر

نپاک انسان مسلمان ہو کیسا

## ناشکری و تنگدلی

خدا کے رزق دیتے پر جو اکتفا نہ کرے  
 جو اپنے عہد کمالی کا بشر و فانا نہ کرے  
 کبھی عربی سے نیکی کا جس کو ہونہ خیال  
 وہ کیا ہی بخوان کرم ہے جو عام نام نہ ہو  
 غنی وہی ہے جو تنگی میں بھی ہو طبل کا غنی  
 کہیں گے کیا اُسے شیا اے صاحبِ وللاک  
 خدا کسی کو کسی کا کرے نہیں محتاج  
 سکونِ قلب کہیں بھی اُسے ملانہ کرے  
 جزائے خیر خدا بھی اُسے عطا نہ کرے  
 وہ اپنے ساتھ بھی نیکی کی التجا نہ کرے  
 وہ کیا چلے ہے جو ہر طرف ضیاء نہ کرے  
 وہ کیا غنی ہے جو دستِ کرم کھڑا نہ کرے  
 جو نعمتِ خوانِ محمد پر جاں فدا نہ کرے  
 کسی کا دستِ نگر اپنے ماسوا نہ کرے

وہ اپنا شوق و محبت کرے ہمیشہ نصیب  
 الہی جسکی کوئی بھی سنے نہ چیخ و پکار  
 تو ہی تو حافظ و ناصر ہے ہم عریضوں کا  
 کسی محبت فانی میں مبتلا نہ کرے  
 تو کیا وہ تنجہ سے بھی اپنے لئے دُعا نہ کرے  
 بغیر تیرے کوئی حاجتیں روانہ کرے

پدیر اپنی غریبی میں ہو رہو سرشار  
 کسی امیر کا سائل تجھے خدا نہ کرے

عالم الغیب تو ہے اور کوئی نہیں  
 پاک بے عیب تو ہے اور کوئی نہیں  
 ہے یہ سب کچھ فنا مگر باقی  
 ایک لایب تو ہے اور کوئی نہیں

## فرایہ نجباب رب العباد

مسلمان جو تجھے اتقا کرنے والے  
 خدا کیلئے کچھ حیا کرنے والے  
 مصائب میں انہوں کے ہمدرد و حامی  
 سوئے جا کے قبروں میں خاموش ہو کر  
 گیا عدل و انصاف اہل جہاں سے  
 نہ عالم نہ واعظ نہ ناصح نہ عامل  
 نہ عابد نہ زاہد ہیں جو بے ریا ہوں  
 اگر علم ہے تو عمل کی کمی ہے  
 بہر حال یا خود را کرنے والے  
 شریعت پر جانیں فدا کرنے والے  
 تو غیروں کے حق میں عا کرنے والے  
 رہے پیچھے جو روحِ جفا کرنے والے  
 کدھر جائیں آہ و بکا کرنے والے  
 اگر ہیں تو ہیں سب ریا کرنے والے  
 نہ صوفی ہیں و لکھو صفا کرنے والے  
 مدہن ہیں قاضی قضا کرنے والے



جو کہلاتے ہیں قوم کے آج لیڈر  
 نہ اصلاح قومی سے کچھ اُن کو مطلب  
 نہ مرجھائے کیوں گلشنِ دین و ایمان  
 ہوئے ایسے سامانِ دنیا میں پیدا  
 خیانت خیانت ہی ہر کام میں ہے  
 نہ احسان کرنے کا مادہ کسی میں  
 غریبوں کو کون آج پوچھے جہاں میں  
 غرض ہو کسی سے تو خادوم ہیں اُس کے  
 نہ نیکیوں سے محبت نہ نفرت بُروں سے  
 خطا کر کے اسپرِ مضر اور نازاں  
 کریں عارِ چیلنے سے حکمِ نبی پر  
 نہ مہر و محبت ہے اک دُکھ سے  
 نہ بچھڑے ہو دُکھ کو بلیا کی زنجیر  
 کہے عہد و پیمان تو سارا زمانہ  
 تو ہے جانتا حال سب کا خدا یا  
 ورنہ دوسری شکلیں نظر آ رہی ہیں  
 کریں کیا بھلائی کی اُمید اُن سے

اللہ ہی تو ہی ہے محافظ ہمارا  
 ترے ماسوا کو نہ ہے عاصی جزو کا  
 بچائے حوادثِ زمانہ سے اُن کو  
 میں بیمار لاچار ہوں پر خطا ہوں  
 ترے ہاتھ میں ہی شفا ہے ہماری  
 میں ہن کیلئے اک محبسم و دعا ہوں

پندیر امر حق کہنے پر جو خفا ہوں  
 وہ ہیں ذاتِ حق کو خفا کرنے والے

پڑا ہے اندھیرا آج ایسا ہمارا ہم عصر بھائی نہیں  
 نہیں خوفِ خدا کسی کو نہ خوفِ روزِ جزا کسی کو  
 نہ جانتے ہیں حرام کیلئے نہ جانتے ہیں حلال کیا  
 سمجھ میں آتا نہیں کہ اُن کے دل میں یا خیال کیا

## بجنابِ سالتِ مآب

ملا زمانِ جناب تو نامدارا نہ  
 بزمِ سایہ سرائے تو مہر کہ جاگیرِ فست  
 میانِ ماؤ شہا امتیاز یکجہرِ فست  
 ترا سخاؤ مرا احتیاج گشت نصیب  
 ہزار گونہ نطفِ کنی اگر بر ماء  
 فنا دکانِ بیائے تو شہسوارا نہ  
 زجملہ عالم آباد ذو وقار انا نہ  
 وگرنہ خادوم و مخدوم ہکمار انا نہ  
 چہ چارہ است کہ بیچارہ خاکسارا نہ  
 کرم رسیدہ وگرنہ بارخواستگارا نہ



ز فیضِ خوانِ محمد زمانہ زلہ رباست | چرخِ رواں چہ گدایان روزگار ناند  
 پذیرِ شعر و سخنہائے توبہ باغ جہاں  
 چون بہار دے چند یادگار ناند  
 میرے محبوبِ مرسلیں ہیں | جو خلائقِ اولین و آخرین ہیں  
 خدا بھی بخش دیکھا مجھ گدا کو | مے شافعِ شفیع المذنبین ہیں

## ساتی کوثر

اے ساتی کوثر شاہِ عرب آباد تیرا میخانہ ہے  
 سرشار رہیں میخوار تیرے لبِ زہرِ ترا پیمانہ ہے  
 آیا ہوں میں تیرے دوارے نبی اکِ جامِ پلا دو پیالے نبی  
 جسے پی کر تیری محبت میں یہ زند تیرا مستانہ ہے  
 تیرے آبِ حیات سے جنتیا رہوں تو پلا تا رہے میں پتیا رہوں  
 کبھی اترے نہ تیرا خمارِ کرم تیرے حسن پہ دل دیوانہ ہے  
 تیرے مستو منیں ہو مخمور رہوں تیری نظر میں ہو منظور رہوں  
 اسی حالت میں ہو مسرور رہوں کوئی فکر نہ اپنا بیگانہ رہے  
 کر دایمی نگاہِ حبیبِ خدا رہے ہوش نہ کوئی بھی تیرے سوا  
 ہو جاؤں میں ذات میں تیری فنا کوئی یا دنہ اور فنا نہ ہے

تو ہی ولیس ہے تو ہی من میں رہے ہی جاہلین تو ہی تن میں ہے  
 تو ہی سائے وجود و بدن میں ہے کچھ حاجت تیرے سوانہ ہے  
 تیرے روضے کا پاک دیدار کروں تیرے قدموں میں جان نثار کروں  
 تیرے کوچہ میں میرا کاشانہ ہے تیری شمع کا لوحِ پڑانہ ہے  
 میرا حشر ہو تیرے غلاموں میں رہوں محصلۃً سلاموں میں  
 نہ خبر نہ تیرے بغیر کوئی کچھ نہ خبر نہ تیرا نہ ہے  
 تیرے دستِ کرم کا ہو سائے مجھے بس کافی ہے یہ سیراب مجھے  
 یہی دولتِ نو جہان کی ہے گر لطف و کرم شانہ نہ ہے  
 ہے پذیرِ فقیر اسیر تیرا دل بستہ دامنِ گیر تیرا  
 پابند ہوں تیری محبت کا گو حال میرا زندانہ نہ ہے  
 میرے سرواں میں رسولِ کریم میرے دلدار ہیں رسولِ کریم  
 روضہ محشر کا کیا مجھے ہے غم میرے غمخوار ہیں رسولِ کریم

## ترانہ عاشقانہ

چونظرِ بین کشایدِ محبوبِ دلوانے | صد گونہ شکر گویم بہ ہزار ہا نیانے  
 شرفِ قدمِ جاناں چومرا شود میسر | از دیدہ فریش سازم بدو شہِ حجابانے  
 عمر رسید آخر در جستجوئے وصلش | حال است روزِ اول بشمار شاہِ نانے



چہ خبر بخشک از احوال دامن  
از چشیدہ بایذ کلام عشق بانے  
یک سجدہ خشوع بہتر ز صد نمازے  
باشد کہ کار ساز دامن یار کار سائے  
لے یار بے مروت از حال من چہ پرسے  
دارم بہ سینه نہاں صد سوز صد گدازے  
گر عشق عاشقان را در اختیار بودے  
کے جاں شمار کرے محمود بر ایانے  
از مردمان شنیدم کہ سفر گزید جانان  
دردا کہ وقت رفتن نہ کشود هیچ رازے  
ویدم لبیر قامت چو لبیر باغ رفته  
بہر سر و سرنگوں شد بقدم سرفرازے

در یک زبان نہ گنج نہالہ پذیر نالال

باید بہ دست نام یک عرصہ درازے

میک آقا محمد مصطفیٰ ہیں | میک ترخان خیر الانبیاء ہیں  
چھوڑالیں گے مجھے روز قیامت | وہی ضامن میک روز جزا ہیں

## آپکی قوت قدسیہ

رسول عربی خدا نے دنیا کو ایسا اک رہنا دیا ہے  
کہ وحشیوں کو بھی آکے چنے خدا کا بندہ بنا دیا ہے

نہ تھی خبر ہر کون ہیں ہم نہ جانتے تھے کہ کیوں بنے ہیں  
تمام مطلب اسی نے آکر بتا دیا ہے سنا دیا ہے

گرھے میں ٹپ کر جہالتوں کے بخواب غفلت سوئے پڑے ہیں  
وہ ایسا آیا کہ ساری دنیا کو آکے بیکدم جگا دیا ہے!  
دلوں کے اندھے بتوں کے بندے سمجھ کے کورے عمل کے گندے  
جو بھٹکے پھرتے تھے در بدر پر خدا سے اُن کو ملا دیا ہے  
عرب میں لب ریز کا دشوں کا جو ایک پیمانہ چسل رہا تھا  
مٹے عداوت چھوڑا کہ سب کو شراب الفت پلا دیا ہے  
تمام راہیں بناوٹی جو جدا جدا تھیں مٹا کے سب کو  
خدا کے ملنے کا ایک ہی گر خدا کی وحدت بتا دیا ہے  
نہ چھوڑی حاجت کوئی بھی باقی کسی نبی کی نہ اُن کے دیں کی  
بغیر اپنے تمام نبیوں کو آکے اُس نے سلا دیا ہے  
تمام مذہب تمام ملت تمام ادیان ساقطہ کو  
چھوڑا کہ دین محمدی نے ہر اک کا دفتر اٹھا دیا ہے  
کتاب موسیٰ کتاب عیسیٰ کتاب داؤد سب صحیفے  
کرا کے متروک سب کو اُس نے بس ایک قرآن پڑھا دیا ہے  
کمال یہ ہے کہ ایک اُمّی لقب نے بکس تیسیم ہو کر  
تمام عالم میں اپنا سکّہ جما دیا ہے چلا دیا ہے  
نہ چھوڑا سکتے تھے جو بتوں کو نہ ترک کرتے تھے بتکڈوں کو



اٹھا کے سران کا بھی بتوں سے خدا کے آگے جھکا دیا ہے  
 بڑے بڑے جو بستی بتوں کے گھر وندیں شکھیں بجا رہے تھے  
 ہٹا کے ناقوس ان کے منہ سے مؤذن اپنا بنا دیا ہے  
 مجوس جن کو بغیر آتشکدوں کے کوئی نہ تھا ٹھکانا  
 مصاحب اپنا بنا کے انکو سب آتشیوں سے بچا دیا ہے  
 نہ چھوڑا کوئی امیر باقی نہ چھوڑا کوئی فقیر باقی  
 پیام اپنے خدا کا سب کو سنا دیا پہنچا دیا ہے  
 جو ہول محشر عذاب و دوزخ تمام واعظ سنا رہے ہیں  
 شفیع امت کی پیروی نے وہ سارا کھٹکا مٹا دیا ہے  
 پتھر ہے اسے ناز ہم کو تمام قوموں کو جب خدا نے  
 حبیب اپنا بلا کے ہم کو ہمارا رتبہ بڑھا دیا ہے

مرے قبلہ نبی خیر الوری ہیں  
 مرے کعبہ وہ محبوب خدا ہیں  
 انہیں کے در کا میں بھی اک گدا ہوں  
 میرے مولیٰ محمد مجتبیٰ ہیں

## الِیْضاً

محمد وادئے ظلمت میں نیکر آفتاب آیا  
 زمانہ ہو چکا تھا بطرف اہل ہدایت سے  
 پرانا ہو گیا تھا نخل ایماں باغ دنیا میں  
 کوئی مدہوش غفلت تھا کوئی شرارت نہ تھا  
 مدینہ و مکہ لتیاں تھیں رت پرستوی  
 وہ آیا دور کرنے بیچ و زحمت اہل دنیا کی  
 شب تاریک کفرستان میں احمد ماہتاب آیا  
 خدا کا برگزیدہ ہادی ماہ صواب آیا  
 بڑھاپا دیکھنے کے بعد پھر شباب آیا  
 لگا ہر اک سنبھلے جب نبی صاب تھا آیا  
 مقدس ہو گئیں جب انیس وہ عالم جناب آیا  
 خدا سے رحمت تلخیں جس کا خطاب آیا

پذیر گزینہ کو بھی لگی امید بخشش کی  
 شفاعت کیلئے جبرائیل فرما دیا  
 شفیع المذنبین جب آپ ہیں قیامت کے  
 گناہگار ان امت کی کرنیکے جبرائیل شفاعت وہ  
 تو میں سر پر رہے بھی بوجھ عیال کی علامت کے  
 تو ہم بھی نام لیوا ہیں اسی حضرت سلا مت کے

## التَّجَاء

منم کمینہ گناہگارم  
 بغیر تو شافعی ندارم  
 بہ آستان تو سر نہادم  
 کہ خاکپاے تو خاکدارم  
 رسول اکرم رسول اکرم  
 رسول اکرم رسول اکرم  
 مراں مرا بردت فتادم  
 رسول اکرم رسول اکرم



|                              |                                 |
|------------------------------|---------------------------------|
| توئی وسیلہ سیاہ کاراں        | توئی شفیح گناہگاراں             |
| رسول اکرم رسول اکرم          | منم بر جسم تو خواستگارم         |
| کرم بفرما کریم ہستی!         | رؤف ہستی رحیم ہستی              |
| رسول اکرم رسول اکرم          | کہ سخت محتاج و نابکارم          |
| کمال بدکار و ناسزا           | پذیر پر عیب پر خطا              |
| رسول اکرم رسول اکرم          | بہ بارگاہ تو شر مسارم           |
| خدا نے ہاتھ میں لے کر دیا ہے | میرے ہاتھ تو نہیں دامن آ پکا ہے |
| فقط اتنا ہی میرا مدعا ہے     | نہیں چھوڑوں نہ آپ کو چھوڑاؤں    |

## ساقی نامہ

پلا ساقیا مجھ کو جام کرم  
کہ جس سے چلے جائیں سب فکر و غم

کوئی حشر دل نہ باقی رہے | نہ باقی ہو جس جام و ساقی ہے  
رہے تو وہی اک ملاقی رہے | کہ ہے جس کے دم سے مجھے دم میں م

پلا ساقیا مجھ کو جام کرم  
کہ جس سے چلے جائیں سب فکر و غم

بغیر اس کے جتنی تمنائیں ہیں | وہ مٹ جائیں جو دائیں ہیں بائیں ہیں

نفس بوالہوس کی جوار جائیں ہیں | وہ ہو جائیں سب کا عدم یک قلم

پلا ساقیا مجھ کو جام کرم  
کہ جس سے چلے جائیں سب فکر و غم

نہ ہستی کی خواہش نہ ہستی ہے | نہ فکر بند ہی و پستی ہے  
فقط حق پرستی کی مستی ہے | کہ جسکی طلب میں ہی پستی ہے

پلا ساقیا مجھ کو جام کرم  
کہ جس سے چلے جائیں سب فکر و غم

یہی جستجو ہے یہی آرزو | کہ ہو جاؤں مخمور و ذکر گھوڑو  
گذر جاؤں ہستی سے بہ خمار او | جو مٹ جائیں سب رنج و درد و الم

پلا ساقیا مجھ کو جام کرم  
کہ جس سے چلے جائیں سب فکر و غم

نہ سکرات کا کچھ رہے دل میں ڈر | نہ کچھ جان کنڈن کا خوف و خطر  
نہ حرکات سکنت کی کچھ خبر | نہ حیات کی فرحت نہ دوزخ کا غم

پلا ساقیا مجھ کو جام کرم  
کہ جس سے چلے جائیں سب فکر و غم

مکان ہو میری روح کا لا مکان | کہ لاہوت کا قریب ہو وہاں  
رہوں مجھ کو خبر فنا جاوداں | نہیں گنج رحمت الہیہ سے کم







عشاق کچھے آتے تھے پڑانوں کی مانند  
اے کاش کہ وہ دُور ہوا دُور یکایک  
وہ رونقیں وہ چہچہ وہ ڈارعت ادا  
پڑمردہ میں مرجھا ہوئے برگِ شکوئے  
نہ چشمِ بزمِ زکریا کی پریشیاں  
لوگوں کی جو فریاد ہے قمری کی زباں پر  
خسرت کی نگاہوں سے یہ رکھتا ہوں تمنا  
اک یار تو پھر نوح دکھا باد بہاری

کچھ سوچ پدیر آج تو ہے کس سے مخاطب  
باتیں ہیں تیری آہ مگر گورو کفن سے

## دیارِ عرب

جہاں کا مطلع انوار ہے دیارِ عرب  
وہ ملک جس میں خدا کا بھی گھر مقدر تھا  
وہ ملک جس پہ ملک بھی صحیفہ خوان ہوئے  
وہ آفتابِ سالت کا جلوہ گاہ بنا  
تمام ملک جو روئے زمیں پہ نہیں آباد  
ہمارا نورِ الابصار ہے دیارِ عرب  
ازل سے طالعِ بیدار ہے دیارِ عرب  
شبِ حجاز کا دربار ہے دیارِ عرب  
کہ جسکی کرنوں کا بازار ہے دیارِ عرب  
وہ سائے ملکوں کا سردار ہے دیارِ عرب

وہ جسکے خطہ میں جلوہ فرور ہیں حریمین  
اسی سے شخصت پہلے ہوا تبوں کا راج  
اسی میں گونج اٹھا پہلے نصرۂ تکبیر  
اسی کے وسط سے نکلی اذان کی آواز  
اسی سے چشمہٴ سلام پھوٹ کر نکلا  
خدا کے بندوں میں تہمت بھی جب ہوا تقسیم

پیغمبر آئے تو اسمیں رسول بھی اس میں

رہا ہے وحی کا اکثر نزول بھی اسمیں

وہ یاد آتا ہے عاجز کو حبیبِ عرب  
طواف کرتا ہے آنکھوں کے سرِ نگارہ  
وہ گھر خدا کا جو سارے جہان میں ہے کیلتا  
وہ برقعہ پوش ہمیشہ حجاب میں ہی رہے  
نہ کوئی ثانی خدا کا نہ اس کے گھر کا کوئی  
وہ صبح گاہ اذانیں وہ دلکشیں آواز  
وہ صحنِ بہتِ خدا اور وسعتِ زیبا  
وہ حلقہٴ معنوی جبائے طوافِ قندیلیں  
مقامِ ابراہیم اور وہ حجرِ اسماعیل  
تو اختیار میں رہتی نہیں بچاؤ عرب  
جو دیکھ آئی ہیں دربارِ نورِ بارِ عرب  
کہ جس کے واسطے دنیا میں وقارِ عرب  
کہ بے حجاب ہو جایش گلزارِ عرب  
نہ اس کا جسکو بنایا ہے تاجدارِ عرب  
وہ لہجے قرأت پر کیف پر خمارِ عرب  
وہ ارد گرد کے کمرے ستوں منارِ عرب  
وہ چُستِ دمِ کعبہٴ پہرہ دارِ عرب  
وہ حرمِ پاک کے کنکرِ حریر دارِ عرب



وہ غیر زرع زمین سرم کی آبادی  
وہ سر پہنہ صحرا وہ وادی لطحا  
وہ جبل نور کا منظر اوقبیس کی سیر  
وہ سیرگاہ مہنی اور اسمیں اپنا نزول  
وہ یوم عرفہ وہ عرفات و منج غرہ

کبھی تو پھر بھی خدا وہ مقام دکھلا  
نہ جائے حص یہ جنتک جاں چلی جا

میرے وجود میں اتنا ہے کیوں پیارِ عرب  
ایک خاکِ قدم سے عرب کو شان ملا  
اسی کے نام کی برکت سے نامدار ہوا  
اسی کی ذرہ نوازی سے سر اٹھا چمکا  
ندیمہ ایک یہودوں کی چھوٹی بستی تھی  
حبیبِ پاک کی آمد سے وہ مزید ہوا  
کشاں کشاں ہے محبتِ اسکی عالم میں  
ہزار رنج و مصیبت اٹھا کے جاتے ہیں  
نہ رہنروں کا کوئی ڈر نہ جان کا خطرہ  
کششِ اسی کی کہیں ٹھہرے نہیں تہی

وہ آبِ مزم سوغاتِ ہضم دارِ عرب  
وہ جبل نور جو اک طوبہ ہے دیارِ عرب  
صفا و مروہ کی وسیعی وہ قرارِ عرب  
رمی جبار کی رونق وہ دوستدارِ عرب  
وہ جبل رحمت اور اسکے کاردارِ عرب

مگر خیال ہمیشہ وہی ہو مناسگیر  
وہ راہِ شرب اور اسکی جادہ پیمائی  
وہ قافلوں کا اترنا وہ پھر سوار ہونا  
وہ سائلوں کی قطاریں وہ جگمگاتے آنکے  
وہ گنجِ ریت کے ٹیلے وہ چمک رگستان  
وہ سبز پوش کھجوریں بہشت کی خوریں  
وہ اعتدالِ موسم وہ باغِ خلستان  
وہ دن کی تابش سورج وہ آگ کی ٹھنڈ  
وہ مہی مہی زبانی عرب کی گویائی  
وہ خوش لباس لارا وہ شمع اور عقاب  
ہر اک طرح کی آرائشیں شش اندو  
وہ جبل اور وہ جمال وہ قطاروں کے رنگ  
وہ شخروں کی سواری وہ شہرِ لونیہ مز  
وہ گردِ راہ جوئے کے کام تہی تھی  
وہ نیم شب کی حدی خوانی سارِ بانوئی  
وہ کتنی دور سے روضہ کا رونا ہونا  
کبھی وہ جلوہ دکھانا کبھی پھپھالینا

کہ ہوتا پھر بھی کبھی فرشِ ہلدارِ عرب  
وہ منزلوں پہ نزول اور راہِ وارِ عرب  
وہ قہوے کا سر راہ دوکاندارِ عرب  
وہ دو وقارِ شاہی ہوں سے خاکسارِ عرب  
وہ پاسبانِ سیاہ پوش کو ہارسارِ عرب  
وہ زیورات کے خوشے خوشا ثمارِ عرب  
خزاں کے حملوں سے آزاد وہ بہارِ عرب  
پہاڑی جھونکے ہواؤں کے خوشگوارِ عرب  
وہ شانِ شوکتِ عزت وہ انکسارِ عرب  
وہ زریں زینتِ سامان وہ نکھارِ عرب  
وہ عربی گھوڑے اری کے وہ سوارِ عرب  
وہ تیر کام سفر کش عجب حمارِ عرب  
وہ بدویوں کا اکھنڈا جو تھے گنوارِ عرب  
پڑے جب آنکھیں اُٹتی ہوئی غبارِ عرب  
کہ جس سے اونٹ بھی ہو جاتے مستدارِ عرب  
فدا ہوں سپہ سالارِ جاں جانا ثارِ عرب  
یہی ہے شیوہ جن جمالِ یارِ عرب



وہ سر بلند و سر فراز گنبدِ احضر  
پہنچنا مر کے وہ محبوب کے دوائے پر  
نہ بول سکا کہ ہو کچھ ہاں بلند آواز  
وہ چپکے چپکے سے کر لینی آستانِ لوسی  
وہ اشکباری وہ ویدو کی آبریزی سے  
وہ حرم مسجد نبوی وہ منبر و محراب  
وہ پانچ باب پانچوں مناسقف دستوں  
وہ فرش اور وہ قالین چار دیواری  
وہ قبلتین و مسجد قبا و گرد و نواح  
تمام مسجدیں شرب کی اور پاک مقام  
وہ جبلِ اُحد وہ اسکی ہر اک یار گاہ  
گواہ ہونگے قیامت کو میری زاری کے  
رجا ہے آپ بھی میرے لئے شبِ کونین

زہے نصیب کہ فرمائیں وہ زراہِ کرم  
پڑیر کچھ بھی نہ کر غم کہ تیرے ساتھ ہیں ہم

## ٹوپی

ایک دن عربی ٹوپی پہنے ہوئے کترین چارہ تھا کہ ایک ٹیٹ پوش نے دیکھتے ہوئے  
مکڑا کر کچھ تشخیر اڑایا جنکو وہیں کھڑے کھڑے یہ جوابے یا گیا

پھبتی ہے مجھے عرب کے سلطان کی ٹوپی  
داؤد کی ایوب کی یعقوب یوسف کی  
لبرو کی ہولخدا کی یا ملکِ مین کی  
رومی ہو کہ ترکی ہو مرقند سی بخاری  
افغانی ہو ہمدانی ہو شیرازی و مشقی  
پہنا ہے جسے سرورِ کونین نے سیر پر  
انگلیٹنڈ کی اٹلی کی ہولورپ کی کہ دوسی  
افریقہ کی امریکہ کی کلکتہ و زنگوں کی  
سب بیچ ہیں اس صاحبِ لال کے آگے  
گر جاتے ہیں سب تاج جہاں تاجوروں کے  
قدوسی بھی سر دھنتے ہیں تیج سراہیں  
شاہانہ کلاہوں سے فقیرانہ ہے بہتر  
رکھا ہی جسے آپ کے خداموں نے محبوب  
برز ہے ہر اک مملکت و تاجوری سے

یا اور کسی شاہِ مسلمان کی ٹوپی !  
دارا کی سکند کی سلیمان کی ٹوپی  
اور شام کی یا مصر کی کنعان کی ٹوپی  
ایران کی یا ملکِ خراسان کی ٹوپی  
ہر اک سے حجازی ہی بڑے شان کی ٹوپی  
کیا اس کے برابر ہے کسی خان کی ٹوپی  
پولیسٹنڈ کی یا جرمن و جاپان کی ٹوپی  
لکھنؤ کی ہو دھلی کی کہ ملتان کی ٹوپی  
جسکو تیری عرش کے ایوان کی ٹوپی  
جب دیکھتے ہیں اس شبہ خوبان کی ٹوپی  
کیا اعلیٰ ہے اس مظهرِ شجاعت کی ٹوپی  
مل جائے اگر آپ کے آوان کی ٹوپی  
صدیق و عمر حیدر و عثمان کی ٹوپی  
سلطانِ بلال اور وہ حسان کی ٹوپی



کیا سمجھوں میں اس پی کو جو آگ کا گھر ہو  
نہ نہ رہا اپنے کو بس ہی فقط سرِ الہی  
قلیان کی ٹوپی ہے کہ شیطان کی ٹوپی  
ملجا جو اللہ کے غفران کی ٹوپی

پردہ نہیں نہ ییائش دنیا کی پذیراب  
حبس کے لئے کافی ہے ایمان کی ٹوپی

## مقام فنا

نہنے ہر پہلو سے یہ باغ جہاں کا دیکھا  
دیکھ کر بادِ صبا غچوں کو یہ کہتی تھی  
وہ نہ بے سود ہیں دنیا کی اُننگیں ساری  
چند روزہ جو کسی گل پہ بہار آتی ہے  
کوئی بھی چیز فنا سے نہ مبرا دیکھی  
پردہ کتم سے ہر اک عیاں ہو نکلا  
عالمِ عباد بھی باز چٹے اطفال ہے گویا  
کوئی صوت کہیں آرام کی آئی نہ نظر  
نقشِ برآئے جو کچھ بھی ہو اس دنیا میں  
آگئی لہرِ قضا جبکہ ٹٹانے کو تو پھر  
یوں تو ہر چیز یہ غلبہ ہے بنی آدم کا

اس کے ہر رگ پہ اک درخزاں کا دیکھا  
جاذبِ فناء خدا قلبِ مسلمان کا دیکھا  
کرمِ شتابِ باضو گلبنِ خدا کا دیکھا  
ساتھ ہی دور ہر گر و دش و راں کا دیکھا  
جب کو دیکھا وہی اک بلبل طوفان کا دیکھا  
سب بچنواں کسی خطہ کے مہماں کا دیکھا  
آج ہے آباد تو کل منظر ویراں کا دیکھا  
ہر طرف شورِ بیا آہ و فغاں کا دیکھا  
ایک رنگ ہر شہرِ بیا باں کا دیکھا  
جامِ جمشید نہ وہ تختِ سلیمان کا دیکھا  
وقتِ اجل تو نہ کچھ حضرتِ ان کا دیکھا

دیکھتے دیکھتے لاکھوں ہی نہ خاک ہوئے  
بھرنے کچھ کھونج کسی پیرِ وصال کا دیکھا  
ہاں مگر نزدِ خدا ابد الابد پئی ہو  
تندر دیکھا تو فقط کامل ایمان کا دیکھا

زندگی کی خوشی ہے نہ موت کا غم ہے  
نہ ہمیشہ رہی نہ وہ ہمیشہ رہے  
کہ دونوں چیزوں کی میعاد بس کئی دم ہے  
فضولِ عارضی شادی فضولِ ماتم ہے

## فنا و فنا

سناؤں کیا صدائے دل  
رہے نہ ہمٹوائے دل  
چلے گئے چلے گئے  
حقیقت آفریں نہ تھے  
مقیم جاگزین نہ تھے  
چلے گئے چلے گئے  
جہاں بھی ایک کھیل ہے  
مُصیبتوں کی حبیل ہے  
چلے گئے چلے گئے  
رہا نہ کوئی بادشاہ

پوکا رے ہائے ہائے دل  
جو اپنے دل نواز تھے  
مجاز ہی مجاز تھے  
وہ نقشِ دلنشین نہ تھے  
حُبابِ جاں گداز تھے  
مجاز ہی مجاز تھے  
فنا کی داغ بیل ہے  
یہ سانسِ برق انداز ہے  
مجاز ہی مجاز تھے  
نہ تاج و تخت و تخت و جاہ



نہ فوج لشکر و سپاہ  
 چلے گئے چلے گئے  
 نہ شاہی وہ عمارتیں  
 امیروں کی امارتیں  
 چلے گئے چلے گئے  
 جو تھر تھر کے بل گرے  
 بہت اچھل اچھل گرے  
 چلے گئے چلے گئے  
 جہاں تھے ہاتھی جھومتے  
 وہاں ہیں بوم گھومتے  
 چلے گئے چلے گئے  
 نہ شکلیں رعب ناک ہیں  
 وہ آج مُشت خاک ہیں  
 چلے گئے چلے گئے  
 کہاں گئیں وہ ہستیاں  
 نہ وہ رہے نہ مستیاں  
 چلے گئے چلے گئے

جوان کے جنگ باز تھے  
 مجاز ہی مجاز تھے  
 وزیروں کی وزارتیں!  
 غوروں کے جو ساز تھے  
 مجاز ہی مجاز تھے  
 لحد میں خان چسں گرے  
 نیچے وہ اعزاز تھے  
 مجاز ہی مجاز تھے  
 غلام قدم چومتے  
 جہاں پہ بجے ساز تھے  
 مجاز ہی مجاز تھے  
 نہ حُصیت ہیں چالاک ہیں  
 کبھی جو سر فراز تھے  
 مجاز ہی مجاز تھے  
 لبا گئے وہ بستیاں  
 نہ ان کے جوانباز تھے  
 مجاز ہی مجاز تھے

ہزاروں مہ جبین ہوئے  
 وہ ایسے گم کہیں ہوئے  
 چلے گئے چلے گئے  
 نہ شمعِ مودِ گروہ رہے  
 نہ یہ رہے نہ وہ رہے  
 چلے گئے چلے گئے  
 نہ گل نہ گلستاں رہے  
 نہ پنچھی نعمت خواں رہے  
 چلے گئے چلے گئے  
 نہ محفلیں نہ مجلسیں  
 نہ الفتیں محبتیں  
 چلے گئے چلے گئے  
 ہزاروں ہنرمند ہوئے  
 ہزاروں خود پسند ہوئے  
 چلے گئے چلے گئے  
 ہزاروں خوش قلم ہوئے  
 وہ سب ہی کا لہم ہوئے

حسین نازنین ہوئے  
 نہ وہ نہ اُن کے ناز تھے  
 مجاز ہی مجاز تھے  
 نہ اُن کے وہ شکوہ رہے  
 جو اُن کے دید باز تھے  
 مجاز ہی مجاز تھے  
 نہ شود بلبلاں رہے  
 جو لگتے خوش آواز تھے  
 مجاز ہی مجاز تھے  
 نہ وہ پُرانی سنگتیں  
 نہ وہ جو اہل راز تھے!  
 مجاز ہی مجاز تھے  
 ہنرمیں سر بلند ہوئے  
 ہزاروں فتنہ باز تھے  
 مجاز ہی مجاز تھے  
 جو اک سے اک اتم ہوئے  
 رہے قلمطراز تھے



چلے گئے چلے گئے  
 کما کما کے مر گئے  
 کہاں گئے کدھر گئے  
 چلے گئے چلے گئے  
 وہ سارے منہ چھپا گئے  
 نشان بھی مٹ مٹا گئے  
 چلے گئے چلے گئے  
 نہ اُن کے مال و زر ہے  
 نہ ان کے کرد و فر ہے  
 چلے گئے چلے گئے  
 نہ وہ گزشتہ دور ہیں  
 وہ اور تھے یہ اور ہیں  
 چلے گئے چلے گئے  
 نہ اگلے سخن و رہ ہے  
 نہ ان کے بال و پر ہے  
 چلے گئے چلے گئے  
 نہ رومی ہیں نہ جامی ہیں  
 مجاہزی مجاہز تھے  
 بنا بنا کے دھر گئے  
 جو حرص میں ممتاز تھے  
 مجاہزی مجاہز تھے  
 تہ زمیں سما گئے  
 نشیب با فراز تھے  
 مجاہزی مجاہز تھے  
 نہ گھر یہ اُن کے گھر ہے  
 نہ طرے جو دراز تھے  
 مجاہزی مجاہز تھے  
 نہ باقی اگلے طور ہیں  
 یہ ناز وہ نیاز تھے  
 مجاہزی مجاہز تھے  
 نہ مرد با اثر ہے  
 جو صاحب پرواز تھے  
 مجاہزی مجاہز تھے  
 نہ حافظ و نظامی ہیں

نہ سعدی جیسے نامی ہیں  
 چلے گئے چلے گئے  
 رہے نہ دلپذیر بھی  
 چلے گئے صغیر بھی  
 چلے گئے چلے گئے  
 مجاہزی مجاہز تھے  
 سورج زندگی است نر و غروب  
 کلفتِ حیر دور خواہد بود  
 جو مائی شیراز تھے  
 مجاہزی مجاہز تھے  
 نہ اُن کے نکتہ گیر بھی  
 جو ہمرہ حجاز تھے  
 مجاہزی مجاہز تھے  
 دور شب عنقیب سے آید  
 قریب صیل حبیب سے آید

## چند روزہ دنیا

دنیا است چند روزہ دوامی مقام نیست  
 چندین ہزار آمد و چندین ہزار رفت  
 بفریبِ برب زینتِ دنیاے دوساز  
 سفرِ طویل نیست بہ پیش تو اے عزیز  
 در دامِ حرص و بچو گس چوں فتادہ  
 صعل بے بہا است بحسبہ وجود تو  
 گر صد ہزار سال کے عیش می کند  
 در راہِ دین بگوش کہ جنتِ براہِ است  
 این ساحل است مُسأل جائے قیام نیست  
 کس اوریں دیار بقائے دوام نیست  
 این است دارِ فانی و دارِ السلام نیست  
 از بہر زاد راہ تو ہیج انتظام نیست  
 انجامِ این ہواؤ ہوس شاد کام نیست  
 اور ممکن تنباہ کہ مالِ حرام نیست  
 آخر فنا شود کہ نوشتش کلام نیست  
 تو غلامِ او مباحش کہ نبی غلامِ نیست



آسائش روز و متاع فنا مقرر  
چہ خیر خرید کن کہ بدو اعتشام نیست  
اے خود پرست خدمت خلق خدا بگیر  
فرض تو محض خشک صلوٰۃ و صیام نیست  
صائم نہ از غیبت روزانہ میکند  
چہ شود اگر نصیبش آفت طعام نیست

ایں سیر گاہ خواب خیال بہت دلپذیر

دنیا سرے ماندن بہر خاص عام نیست

بچھایا جال ہو ایسا شریر دنیائے  
کہ کر لیا ہر اک کو اسیر دنیائے  
کوئی امیر فقیر اس سے بے اثر نہ رہا  
نہ چھوڑا کوئی صغیر و کبیر دنیائے

## کوچ در کوچ

یہاں سے کوچ تو صبح و شام ہوتا ہے  
نزل منزل پہ پہ کوئی دم کے لئے  
نہ یہ مقام مقام دوام ہوتا ہے  
فید زندگی ماتم کا ایک قاصد  
دم حیات اجل کا پیام ہوتا ہے  
یہ خواب غفلت اور رات منزل ہجران  
شب فراق تو سونا حرام ہوتا ہے  
پہنچ گئے ہیں ٹھکانے پہ قافلے دے  
تیرے تیرے میں محبت پاؤں محنت کش  
تیرا تیرا میں ہی قصہ تمام ہوتا ہے  
نہیں شیعہ شیدائے منزل مقصود  
تجھے یہ بیٹھنا کیسے بکام ہوتا ہے  
محنت کشیدہ ہی فائز مرام ہوتا ہے  
نہ نصیب نہیں انکی نجات بیداری  
کہ جن سے آپ خدا ہم کلام ہوتا ہے

ملا ہے انکو وہ جام کرم جہان نما  
خدا کے در کی غلامی میں بنگئے وہ شاہ  
کہ چہ کاسال جم کا بھی جام ہوتا ہے  
تجھے بھی اس نے بنایا تو تھا شرف کیلئے  
خدا کا ناک بھی ان کا غلام ہوتا ہے  
پیاس جام بقا ہو تو کچھ تو کر کے دکھا  
مگر تو اپنے نسیل نام ہوتا ہے  
کئے بغیر نہ کوئی بھی کام ہوتا ہے  
اگر ہو نام کی خواہش تو نیک کام سے ہو  
کہ تجھے نیکی بدی کا ہی نام ہوتا ہے

پد پیو یہ تو سراء ہے مسافروں کیلئے

کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

## بزم گل

اے عند لب گل کی خموشی پہ تو نہ رو  
خیراں سے وہ تو آپ بھی اپنی بہار پر  
وہ ہنسا ہے دیکھ تو اسکی بہار کو  
خاموشی تو بسم دونوں کی ہے پکار  
جو آج آب تاب سے گل ہو کہ یا نہ ہو  
اس فکر میں ہی اٹکا ہوا سیدہ چاک چاک  
یہ تازگی یہ رونق کب تک ہے بلبلو  
تازہ بہار اسکی ہے مہمان چند روز  
سینا بھی جبکا ہوتہ سکے اک نہیں نہ دو  
ہے اس کا بھی بسم یہ کہہ لیا تجھے  
پھر تیرا ہنیش کوئی اور ہونہ ہو  
کچھ روز کی بہار غنیمت ہے لوٹ لو  
نغمہ لائی تیری یہ اک نوحہ خوانی ہے  
اسکی خموشی کہتی ہے خاموش ہو ہو  
جسمیں فانیہ دیکھو اسے اپنا دل نہ دو  
نادان آنا شور تو کرتی ہے کس لئے



گلچیں کی دست و برد کا کھٹکانہ ہوا اگر  
اس نریم گل کے پیچھے خزاں کا بھی دورے  
ماتم سرا سا ہوگا یہ اُجڑا ہوا چمن  
دیتے ہیں چوت تیاں وہ نہیں دروغگو

دُنیا کی یہ بہار تو سب دیکھ لی پدیر  
کچھ آخر کے واسطے بھی ساتھ لیچلو

بلبل رُوح کبھی عرش کے ایوان میں ہے  
اور کبھی فرشِ زمینِ سکا کے بُلتان میں ہے  
نغمہ لفرق کبھی گاتی ہو آزادی سے  
اور کبھی نالہ کنالِ کس کے زندان میں ہے

## ہر کمال کو زوال

سپہرِ دہرہ پہ تالیاں جو مہ جبین دیکھے  
طلوعِ انکا بھی دیکھا عروج بھی دیکھا  
نہ اُنی کوئی خبر رفتگانِ عقیقی کی  
ہر اک کمال کو آخر زوال میں دیکھا  
نہ کوئی بالہ نشیں ہے نہ سرساز کوئی  
کوئی بھی گردشِ فداں سے واگزار نہیں  
ہے نہ ناز نہ انداز ناز والوں کے  
کبھی تو تو بھی سنبھل جاتا دلِ نال

پن پر جو کہ حقارت سے دیکھتے تھے تمہیں  
وہ خود حقیر بھی ہوتے ہوئے نہیں دیکھے

غنودگی ہے قواؤں پہ آج چھائی ہوئی  
نہیں سیانس مگر ایک کس حالت ہے  
اسیرِ جسم کہاں تک ہی رُوحِ حیات  
نہ کام آئیگا کچھ بھی بوقتِ مرگ تجھے  
لہوں پہ جان ہے جیسے تنگائی ہوئی  
پیامِ موت ہے خود زندگی ہی لائی ہوئی  
یہ حرص جھوٹی ہے دلیں سے سمائی ہوئی  
شرابِ حرص ہے جسے تجھے پلائی ہوئی  
اسی کے فضل پہ اُمید لگائی ہوئی  
کماٹی اپنی بھی ناقص ہے سبائی ہوئی

نہ کرنا خشر میں سوا پدیر کو یارب

کہ تیرے در پہ ہے گردنِ سدا جھکائی ہوئی

دردِ دل کس کو کہوں کوئی بھی دلدار نہیں  
کون سے کون کرے میری حمایت یارب  
غم تو نہیں آہ کوئی مونسِ غمخوار نہیں  
تیرے سوا اور کوئی یار و مددگار نہیں

## فانی محبت

اے کاش دل کسی پہ کبھی مُبتلا نہ ہو  
مُحبوب ہو تو وہ ہو جو دائمِ حُدا نہ ہو  
اگر ہو تو اُس پہ کچھ بھی فتنہ نہ ہو  
کیا دل لگانا اس سے کہ جس کو بُقت نہ ہو  
وہ زندگی ہی کیا ہے کہ حسین و فانی نہ ہو  
دارالفا کی عیش پہ نازاں کوئی ہو خاک



ہم بنایا جن کو وہ خود دم بخود ہوئے  
وہ دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے چھپ گئے  
دل سے قریب اور نظر سے بعید ہیں  
آہیں نکل رہی ہیں جگر پھاڑ پھاڑ کر  
کس سے کروں شکایت دل اپنی یا الہ  
پوچھوں تو کس اور خود دھونڈوں تو کس طرح  
راضی ہوں میں تو اسکی رضاؤں پہ دلپذیر

ناراض میں کمال میں سیرا خدا نہ ہو

موت و نشین ہے اک آرزوئے دل  
دل کا جو راز دان ہے پڑاہ نہیں اسے  
اپنی ہی بھیبی نصیبوں پہ چھپا گئی  
ساقی کا کیا تصور ہے اور جام کیا کرے  
سمجھا رہا ہوں دلوں کو یہ چھوڑ دے خیال  
بے تابئی و دیدہ دروں جائے کس طرح  
کر کر کے ضبط آہوں کو ہے دم بخود پذیر  
کس کو بتاؤں کوئی نہیں چارہ جوئے دل

خدا جانے دم مردن مرا بستر کہاں ہوگا  
خیال دل کہاں ہوگا خیال تن کہاں ہوگا

میں تجھ پر اور کھین کی تجویز کیا ہوگی  
نمائش گاہِ محشر میں جنم بھی ہی جنت بھی  
لے پھرتی ہے دشتِ سوسو اور کوہِ بھوکو  
وختِ شب سے عاصی جھولیاں بھر بھر کے لائے  
نوک کارانِ امت جب چلیں گے باغِ جنت کو  
سہ بخشی سکیہ رخی ساتھ اتنا نہیں چھوڑا  
جدھر جاؤں ادھر سے ہی جواب تلخ ملتا ہے

پذیر زار کو شیکہ شفیح المذنبین کہے  
وگر نہ پُرگنا ہوں کا کوئی ضامن کہاں ہوگا

## قسمت کا رونا

مرا طالع ازل سے ہی ذلیل و خوار پھرتا ہے  
طاہر زندگی کا جام بے آرام کرنیکو  
کچھ بھی کام آیا یہ مرا حینا مرا مرنا  
خدا را اسطوف بھی اک نظر اپنے مریضوں پر  
خدا جانے وہ کب آئیں مری بیمار پرسی کو  
جنت وصل جاتی ہے نہ مانگے موت آتی ہے

مرا مقصوم مجھ سے برسرِ پیکار پھرتا ہے  
میں ہوں بنیر اس مجھ سے وہ بنیر پھرتا ہے  
وہ کیا زندہ جو اپنے آپ سے بنیر پھرتا ہے  
ترے کوچہ میں اک بیمار جنوں وار پھرتا ہے  
سیرِ بالینِ فرشتہ موت کا طیار پھرتا ہے  
اسیرِ زندگی یہ طالبِ دلِ ابر پھرتا ہے



زہے قہمت اگر تشریف لائیں وہ محبت سے  
 رہ جاناں میں گشت پذیر زار پھر تار ہے  
 مرے دلنواز کو کیا بنی نہ سلام ہے نہ کلام ہے  
 نہ تو بھیجیں کوئی مراسلہ نہ کسی کے ہاتھ پیام ہے  
 میں بلا کر تھک گیا ابھی ان کے دل سے نہ شک گیا  
 نہ سنیں نہ دیکھیں اس طرف نہ جواب خط ارقام ہے  
 ایسے ہوئے خاموش ہیں گویا کہ وہ مذہوش ہیں !  
 نہ وہ آج بادہ فروش ہیں نہ وہ بزم ساقی نہ جام ہے  
 کوئی پوچھ دے اُن سے مجھے رُوٹھے ہیں وہ کس بات سے  
 دیکھی ہے مجھ سے کیا خط کہ کلام سے بھی سلام ہے  
 کبھی وہ بھی نیک ایام تھے جب ایک جائے قیام تھے  
 نہ وہ دن رہے نہ وہ میں رہا نہ وہ میری صبح نہ شام ہے  
 نہ وہ آسکیں نہ میں جاسکوں جو یوں تو کس تدبیر سے  
 اسی سوچ میں اسی فکر میں ہر لحظہ بے آرام ہے  
 کوئی ہمنشین نہ ہم نہیں یہ الم بھی موت سے کم نہیں  
 اسی زندگی کے لباس میں میرا نام ہی بدنام ہے  
 گئے چھوڑ محرم حال سب ہوئے چین خواب خیال سب

کبھی صبح ہے کبھی شام ہے بس یونہی سمر تمام ہے  
 میرا ناک میں دم آگیا چین سے دل اکتا گیا  
 یہ زندگی زندان ہے حرص و ہوا کی دام ہے !  
 مولا تیرے دربار ہوں شرمندہ ہوں نادار ہوں  
 میرے پاس تو کچھ بھی نہیں نہ سجدہ ہے نہ قیام ہے  
 نہ وہ منہ ہے جس سے دعا کروں وہ لفظ ہیں جو ادا کروں  
 نہ ہی دلیں وہ ایمان ہے جسے چاہتا اسلام ہے  
 اب تو ہی تو اک یار ہے رحمت تیری درکار ہے  
 ترے ہاتھ میں سب خیر ہے تیرے سپرد انجام ہے  
 تو رحمت سے تو کریم ہے تیرا فضل عظیم ہے  
 یہ پند پرست قصیر بھی آخر تیرا ہی غلام ہے

|                                   |                                     |
|-----------------------------------|-------------------------------------|
| افسوس آج کوئی مرا نہ ہوا نہیں     | ہم درد و ہنشین کوئی آشنا نہیں       |
| جتنے شرابی تھے وہ سب ہو گئے       | غمخوار و غمگسار کوئی غم سرا نہیں    |
| آشتی سے ہو گئی و بستی مجھے        | یہ مرض لاعلاج ہر جگہ کی وہا نہیں    |
| تنہائیوں کی حبس ہے اور دشت پر بلا | مونس کوئی رفیق کوئی اقتربا نہیں     |
| شبنم کی آب تاب نے دیوانہ کر دیا   | اے کاش کیا خبر تھی کہ ہمیں فنا نہیں |



جالہ ہے غلبہ کا دنیا کی آب تاب  
ہر کس طرف نہ ہے عیش و طرب کے وقت

یاد تیرا تھی تھی ہے عاجز پذیر کو  
تیرے بغیر کوئی بھی حاجت نہ تھی

## زندگی

بچ چکا جتنا کہ بچنا تھا رہا زندگی  
کیف بدستی نے بہکو آہ ٹھنڈا کر دیا  
کچھ نظر آتا نہیں اس خانہ ظلمات میں  
کیا بتائیں گے وہاں جا کر خدا کے روبرو  
طرفہ اخینی میں اگلا ہو گیا سب انکشان  
کیا بھروسہ نہ کا جو اتے گھر ملتے گھر  
لکھ بھیندوں گے کروڑوں احتیاطوں سے رکھو  
لذتیں فانی نہ رہیں دشمن انجام ہیں  
رک گیا ہوں دیکھنے سے منہ ل مقصود کو  
زندگی بھی اپنے ماتحتوں ایک زندہ ہو گئی  
میں تو ہوں خاموش لیکن نفس دل بیتا ہے

اتے بالکل خاتمہ پر یہ کتاب زندگی  
رنگ لائی کسی دن یہ شراب زندگی  
لیکھا سب نور اپنا آفتاب زندگی  
حشر میں دینا ٹپکنا حساب زندگی  
فتنہ محشر نہ تھا انقباض زندگی  
زندگی کے سانس بھی ہیں اک حساب زندگی  
ٹوٹ جائیگا کبھی آخر طنائی زندگی  
موت سے گو نہ ہوا یہ یہ کیا زندگی  
آگیا آنکھوں کے آگے اب حجاب زندگی  
دشمنوں کو بھی نہ پیش آئے عذاب زندگی  
ڈھونڈتا پھرتا ہے اب بھی آب تاب زندگی

دور ماضی تو کسی صورت بھی پھرتا نہیں  
اور مستقبل سے بھی نہیں خواب زندگی  
یاد آتا ہے سماں گزرا ہوا ایسے پذیر  
خواب تھی یا شعبہ اک تھا شباب زندگی

## پیرت زندگی

آئے تھے ہم اس جہان میں کھٹکھٹا کیلئے  
انقلاب زندگی نے آگے سو کر دیا  
چین سے سوئے پڑے تھے عالم ارواح میں  
کیا خبر تھی ہوائے غم ہے خوشیوں کی بہار  
بھجنے والے نے بھی تھا یہاں جس کام کو  
کیا کہیں گے جا کے ہم اسکی جناب پاکی میں  
ہو ہوا میں سمرانی وقف غفلت ہو گئی  
رفتہ رفتہ ہو گئی آخر نہ رہا زندگی  
دیکھ کر احرارِ چین یہ چھپ رہے جانیگے  
جو کیا ملکِ مہ وہ ہو گیا خواب خیال

آہ کیوں پیدا ہوئے تکلیف پانے کیلئے  
ہم غریبوں کو جہنم میں بھینانے کیلئے  
آگئی بدستہتی ناحق جگانے کیلئے  
غم کدہ میں آئے غم کے گیت گائے کیلئے  
وہ نہ کچھ بھی کر سکے اسکو دکھانے کیلئے  
آگئے جب نینے والے لیکے جانے کیلئے  
کیا علاج اب سکتے حسرت مٹانے کیلئے  
بلبل باز سخن ہے چھپانے کیلئے  
خاک پھر ہو گا کوئی نفلے رلانے کیلئے  
مٹ گئے نام و نشان بھی یاد لانے کیلئے

ہیں مبارک لے گئے جو راہ راہ اپنا پذیر  
کیا بنایا تو نے آگے کام آنے کیلئے



تمناؤں میں دنیا کی حیاتی گذری جاتی ہے  
 نہ سمجھی آج تک کچھ بھی غرض اس زندگانی کی  
 مگر افسوس ہم نے کیا کو خاک کر ڈالا  
 طویل امید پر کرتے رہے وہ اپنی تدبیریں  
 نہ برائی وہ امیدیں دل ان سے ہوا فارغ  
 مقدس میں مگر ہو گیا نجس دم و ت بھی  
 کہاں وہ حرص جبکہ دامن آغوش میں لا  
 سبکی تاباں دل میں حیرت اپنی غفلت کی  
 جو کاسہ زندگی کے تھی انہیں کمر ز جان سمجھا

الہی تیری رحمت پر ہے امید پذیرائی

وگرنہ بدترین کی کیا حیاتی کیا ماتی ہے

ہوا کبھی نہ لیشیاں گناہ کر کر کے | اور اپنے عمل کا نامہ سیاہ کر کر کے  
 رہی نہ تاب تو ان جب گناہ کرنے کی | تو خاک قہر ہے سب کچھ تباہ کر کر کے

## طمانیت

ہوائے نفس سبج تک مرا پیار رہا | کسی جہان میں نہ عزت نہ کچھ وفار رہا  
 چین پایا نہ آرام اسکی پوچھا میں | نہ دل میں صبر نہ تیر میں قرار رہا

نہ کام آئے وہ کچھ بھی کسی مصیبت میں  
 یہ وہو کا باز نہ رہا سہرا! اسکے لچ میں  
 نہ دیکھی فحش دراحت نہ فکر دور ہوئی  
 جو یار غار مصاحب تھے ہو گئے اغیار  
 بتوں کے عشق میں دیکھی ہزار سواری  
 طمانیت نہیں حال بغیر ذکر خدا  
 اسی پہ عزت و عظمت تمام ہی موقوف  
 نہ دیکھے باغ طواہر کی تازگی کو کوئی  
 یہ خوبصورت نیل ہے سانپ کی مانند  
 ہزار پیار کر داس سے یہ کرے نہ وفا

پذیر اس کا نشہ ہے تفکرات کا گھر

وہ دستوار ہے جو اس سے ہوشیار رہا

میرے خفتہ نجات تو بیدار ہو جا | ذرہ کھول آنکھیں خبر دار ہو جا  
 بہت دن گئے غفلتوں ستیوں میں | خدا کیلئے اب تو ہشیار ہو جا  
 نہ رکھ مجھ سے بیگانگی کا تعلق | میرا خویش ہو جا مرا یار ہو جا  
 نہیں پوچھتا مجھ کو کوئی جہا نہیں | تو ہی اب تو میرا خریدار ہو جا  
 تہی ست ہوں اے مری کم نصیبی | ملے کیا تجھے مجھ سے بیزار ہو جا



خلیل خدا کا میں ہوں ابنِ ملت  
تبدیل تغیر ہے سارا زمانہ  
خدا جانے اب تو کوئی دم ہے باقی  
دکھا دے گھڑی آخری تو خوشی کی  
فرشتہ اجل کا کہے مجھ کو آ کر

پنیر آبِ ود کی اگر آرزو ہے

تو مولے کے در پر نگو سار ہو جا

بنالیا دل عارض کو قبلہ گاہ اپنا  
کبھی کو اپنے قصور و حق کیوں کروں نام  
اُسی میں کر دیا نامہ عمل سیاہ اپنا  
نہیں یہاں کسی کا! ہے سب گناہ اپنا

## حضرت انسان

کچھ بھی خبر کیوں تجھے انسان بنایا  
مُسجودِ ملائکہ بھی کیا تجھ کو خدا نے  
ہے اسکی عرض یہ کہ کرے اسکی غلامی  
فرمانِ الہی تیرے چلنے کی خاطر  
جو کر گیا وہ پالیگامیہ گنبد کی صدا ہے  
نہے فرض تیرا اپنے قواؤں کی حفاظت

خالق نے ہر اک خلق کا سلطان بنایا  
اکڑا جو ترے سامنے شیطان بنایا  
جسے تجھے اکرام سے ذی شان بنایا  
ہر اک کو ترا تابع و فرمان بنایا  
کیا صاف ترے عدل کا میزان بنایا  
اللہ نے تجھے صحن کا گہبان بنایا

جو کچھ بھی ملا اپنے عمل سے ہی ملیگا:  
جنت بھی عمل تیرا ہی دوزخ بھی تیرا فعل  
لکھ دیا تیرے سنا کر کے وہ سب کچھ  
کچھ سوچ تو بدل اپنے نام کے مسلم  
خدا شکر کہ اللہ نے پدیر اپنے کو اپنا

اور اپنے محمد کا شناسا خوان بنایا

خدا بخشید رخصت زندگانی  
پدیر اس صرف دولت انچناں کن  
مکن ضائع پئے دنیا سے فانی  
کہ یا بی دُور متاعِ جاودانی

## صراطِ مستقیم

راہِ خدا یہ چلنا آسان ہو تو یہ ہے  
تحمیدِ کبریا کی صلواتِ مصطفیٰ کی  
بہ قول و فعل میں ہو طلبِ رضا مولا  
جس نے خدا کو چھوڑا بدلیوں سے منہ نہ ٹورا  
اپنے خدا کو جس نے واحد خدا نہ سمجھا  
نعمتِ خدا کی کھانا غیروں سے دل لگانا  
اپنی خودی میں آکر کرتا ہے جو تکبر

بچنے کا مشکلوں سے سامان ہو تو یہ ہے  
جنت کی بلبلوں کا بُستان ہو تو یہ ہے  
اسلام ہو تو یہ ہے ایمان ہو تو یہ ہے  
فرعون ہو تو یہ ہے ایمان ہو تو یہ ہے  
دنیا میں سب سے بڑھ کر نادان ہو تو یہ ہے  
منعم کو بھول جانا کفران ہو تو یہ ہے  
ابلیس ہو تو یہ ہے شیطان ہو تو یہ ہے



تکذیبِ قیامتوں کی کرتا ہے جو مکتذب  
شکرِ خدا نہ کرنا شکر یوں میں مرنا  
اس زندگی کا مقصد دنیا میں کھو چکے ہیں  
انسو سے تو یہ ہے ارمان ہر تو یہ ہے

فضلِ خدا کی مرہم چاہے پدیرِ عاصی  
عصیان کی مرض کا درمان ہر تو یہ ہے

ہزار پند و نصیحت ہزار وعظ و بیاں  
بہ یکشادہ موت آشنا باشد  
ہزار عبت و آمیز انقلابِ زماں  
چو بانگِ فحہ بر آید کہ ٹٹے مرد و فلاں

## فخط الرجال و تنگی زمانہ حال ۱۹۴۳ء

آجکل دنیا میں کوئی بے ضرر ملتا نہیں  
آج بیچاروں کو کوئی چہرہ گر ملتا نہیں  
تینگوں تارکیوں کا وہ زمانہ آگیا  
اک طرف ہے فخطِ سالی اک طرف فخطِ الرجال  
استقدر ہر چیز کی تنگی جہاں میں ہو گئی  
مالے مالے پھر رہے ہیں بدرایدھر اُدھر  
شاہکاروں کے گھر و منیں قید ہر اک چیز ہے  
بورہ کی لوریاں ہیں کھانڈا پٹوں کے لئے  
پُر خطر عالم ہر کوئی بے خطر ملتا نہیں  
غمزدوں کا غم با کوئی بشر ملتا نہیں  
کچھ بھی جسکی بد بھواسی بے اثر ملتا نہیں  
بے نواؤں کو کسی جانب گنڈر ملتا نہیں  
دام بھی ہوں ہاتھ میں سوداگر ملتا نہیں  
کچھ ادھر ملتا نہیں اور کچھ ادھر ملتا نہیں  
داب کر بیٹھے ہیں جو حل و گہر ملتا نہیں  
عاجزوں کو قند بھی اک پاؤ بھر ملتا نہیں

خشک روٹی مل سکے تو آج وہ بھی عید  
بڑھ گئے ہیں خرچ و اخراجاتے بشمار  
اغنیاء اہل تجارت لاکھ تپتی بن گئے  
رات کا انا مٹیہ آئے تو دن کا نہیں  
کچھ کھانا تھا کسی کا گر نہ ہوتا کنٹرول  
جنگ کے طوفان میں بیمار یوں کے زوڑیں  
جس طرف دیکھو کوئی قلت نہیں جناس کی  
یہ خدا کی طرف سب ناراضگی کے ہیں نشان  
وہی چالیں تریں ہیں وہی بھیر مایاں  
جھوٹ دھوکہ بازیاں ہیں ظلم نہیں اندھیری  
خود پسندی خود پرستی گھر لو میں کر گئی  
صوتیں تو ہیں بشر کی سیریں نایاب ہیں  
چھوڑ کر اللہ کو دنیا کے پیچھے لاک گئے  
پر گئی ہے راتِ غفلت میں غلطی سو گئی  
کون سمجھائے انہیں سنتے نہیں بانگِ دل  
وقت یہ رو کر خدا کے در پہ گر جائیگا تھا  
سکرت ہیں ملٹری میں جو ملازم ہو گئے  
صاف پانی ہر غنیمت دودھ گر ملتا نہیں  
جسکے اندازوں کا کوئی پیر و سر ملتا نہیں  
اور غربا کا کوئی حالت نہ گرتا نہیں  
ماسوا فاقول کے کچھ بھی ان گھر ملتا نہیں  
باوجود اس کے بھی کوئی مستقر ملتا نہیں  
بے طمع کوئی طبیب و ڈاکٹر ملتا نہیں  
پھر غصے کے کچھ بھی ستے زرخ پر ملتا نہیں  
اس ہلاکت میں بھی کوئی چشم تر ملتا نہیں  
کچھ خدا کا ڈر کسی میں خاص کر ملتا نہیں  
صاحبِ الضایف کوئی داد گر ملتا نہیں  
خیر خواہ غیر کوئی خود نہ گرتا نہیں  
نیا صورت ہیں مگر نیکی سیر ملتا نہیں  
لوگ اندھے ہو گئے نورِ نظر ملتا نہیں  
چھپ گیا مھر عملِ ضوعِ مقرر ملتا نہیں  
حضرتِ اقبال شاعرِ نامور ملتا نہیں  
کاش! لٹیکہ بدول درو جگر ملتا نہیں  
جنکو دم آرام کا شام و سحر ملتا نہیں



آؤں صدافیں اس طبقہ جاں باز کو  
ہو گئے آزاد وہ ہر ایک کے پی فکر سے  
اپنے ملک کیلئے جو کر گئے جانیں نثار

ان جوانوں کی صفت سونے کی لکھنی چاہیے

پر پندیر بے نوا کو آب زربلتا نہیں

## چرخ گردوں سے دو باتیں!

گردوں سے یہ فرقت مرا بھگڑا رہا ہے  
کچھ تیرا بگاڑا ہے ذرہ یہ تو بتا دے  
تو چرخ کہن اور کہن میں پیر کہن ہوں  
ہوں میں تو ضعیف آگے ہی افسوس کہ تھے  
مگر ضعیفوں سے اٹھنا نہیں اچھا  
سن لیگا خدا میری بھی فریاد کسی دن  
اڑ جائیگا تو اور تری فوج کو اکب  
گر میں ہوں سخت تو ہے تو بھی سپہ پوش  
جو تیرا ہے خالق وہی میرا بھی ہے خالق  
بیشک ہے تجھے بھی بلند ہی کا بسک

کیوں اتنا خفا ہو کہ مے پیچھے پڑا ہے  
جس سے یہ خطا کار سزا وار سزا ہے  
اس بات کا بھی پاس تجھے بھول گیا ہے  
کیا خَلَقَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا نَّسَا ہے  
کیا تجھ کو کوئی اور خفا کش نہ ملا ہے  
پھر تو نہ ترا دور نہ یہ جور و جفا ہے  
جس پر ہے تجھے ناز کہ تو نور بھرا ہے  
گر مجھ کو فنا ہے تو تجھے بھی نہ بقا ہے  
جو تیرا خدا ہے وہی میرا بھی خدا ہے  
کیا جب بلندی کو جوستی میں ملتا ہے

کر دیتا ہے پستوں کو سر فراز وہ قدا  
ٹل جا مجھے ٹکھ دینے سے لے چرخ خبر دار  
یار قب پندیرا اپنے کو ہر شے بچالے

بہر پر جو چرخ گردوں چکر لگا رہا ہے  
کیسی تلاش میں ہے کیا اس نے گم کیا ہے

## ٹڑھایا

افسوس کہ وہ سمر کی سلطانی نہ رہی  
سب ہو گئی تبدیل بہا راہ خزاں سے  
وہ رت نہ رہی اور نہ بھولوں کا تبسم  
وہ بلبلوں کے جم گھٹے وہ نسیم سرائی  
وہ جوش و خروش اور وہ جذبات طبعیت  
وہ طاقت وہ ہمت وہ قوت وہ زور  
وہ قامت وہ صورت وہ شکل و شباہت  
وہ عقل نہ وہ ہوش نہ وہ فہم نہ اور اک  
نہ بیان ہی نہ بیان ہے بس اور نہ کچھ  
وہ آمد و انداز سخن اور نزاکت

وہ دن نہ رہے شوکت شامانی نہ رہی  
وہ بخت و رونق بستانانی نہ رہی  
گریانی ہی گریانی ہے خدائی نہ رہی  
وہ دلکش آواز خوش الحانی نہ رہی  
وہ ناز و طرب طبع وہ مستانی نہ رہی  
وہ ہمت و حشمت انسانی نہ رہی  
وہ سمع و البصار وہ نگرانی نہ رہی  
وہ حافظہ وہ اگلی زبان دانی نہ رہی  
اپنی بھی کتھا یاد زبانی نہ رہی  
آوازی اور طبع کی جولانی نہ رہی



وہ دل کے خیالات فیوضاتِ ماعی  
 کیچھ بھی نہ تھا جب کہ ہا کچھ بھی نہ اپنا  
 محبوبہ خرافات تھا جو کچھ بھی کہا تھا  
 وہ محفل و مجلس وہ دورِ محبت  
 سب چھوڑ گئے یا رچمن دیکھ اجڑتا  
 دن نکلا تو پر دانے جو تھے کر گئے پراز  
 موجود جو ہر وقت تھے مفقود ہوئے سب  
 سب دست و دشمن کا لیسا دیکھ نہ مانہ  
 آنا بھی جواں بازی کا اور جانا بھی دیکھا  
 رو جاتے ہیں شہ زور بھی کمزور کے آگے  
 گو کفر بھی کمزور ہے اسلام کے آگے  
 بیماری سے ہو جاتا ہے حل سارا مہمہ  
 یہ راگ ہی الٹا تھا جو آیا نہ سمجھ میں  
 تھا وقت جو کرنیکا غفلت میں گذرا  
 آئے تھے یہاں رہنے کو دور و زریح  
 مگر بے تلف ہو ا کچھ نہ خریدا  
 اک فضلِ خدا پر ہے پذیرا تو توقع

قدم قدم پہ چو اخترش ہے ناتوانی کی  
 کوئی قوت بھی سلامت بجا لے نہ رہا  
 یہ ایک لہر ہے گزری ہوئی جوانی کی  
 کہ طو لعمری نے آخر یہ مہربانی کی

## یادِ بزمِ شباب

اس بزم میں کوئی بھی مرا ہمارا نہیں  
 سمعصرِ ہمنشین جو ہمارے تھے کبھی  
 نصرت ہوئے وہ ایسے کہ کافور ہو گئے  
 ہمارے دلنواز وہ پرواز کر گئے  
 ٹھیریں تو کس مقام پہ بیٹیوں تو کس جگہ  
 جس باغ کا ہوں بے بس وہ اور کھا کوئی  
 حیراں ہوں کچھ دیکھ کے صحراؤ کی اجاڑ  
 پچھڑا ہوا ہوں ڈاڑھی اک کوچ کی طرح  
 لالے کو لیکٹا ہے سینے میں قدرتا  
 ہو جائے الف لیلہ تو آخر کبھی تمام  
 گم کر دے شعور ہوں مارا دکھوں کا ہوں  
 کچھ شعر و شاعری کا نہیں ہ گیا شعور  
 کہتا ہوں اے سیدھے نیا راستہ سخن  
 سمعصر ہم مذاق کوئی بھڑیا نہیں  
 ان کا تو دیکھنے کو بھی نام و نشان نہیں  
 کس کو سناؤں دل کی کہ وہ دستان نہیں  
 ہمدم نہیں کوئی بھی کوئی ہمنما نہیں  
 جس آشیان کا طیر ہوں وہ آشیان نہیں  
 اب گلؤں کی محفل وہ گلستان نہیں  
 وہ قافلہ ہنگت وہ کارواں نہیں  
 بے خانماں ہوں کوئی میرا خانماں نہیں  
 میسر جگر کے داغ تو قابل بیان نہیں  
 میسر غموں کی ختم کبھی اتنا نہیں  
 زیرِ ک نہیں عقل نہیں نکتہ داں نہیں  
 شہر کا خاک پا ہوں مگر شعر خواں نہیں  
 مخدور ہوں کہ عاجز اہلِ زبان نہیں



آیا ہوا غریب مرا خاندان ہے  
وہ جبکی چشم پوشی پہ عاجز کو ناز تھا  
دم دے کے دم تشار حسیل عدم ہوئے  
ہو جائیگا وجود بھی نابود ایک دن  
لیکن مردوں تو گر کے اسی آستان پر

دن رات کونج کوچ کی آواز ہے پذیر

ماتون اس سے کوئی بھی پیڑ جو ان نہیں

آرزوئے شباب

اور اسکی غرض

دل چاہتا ہو ایک دفعہ پھر جواں بنوں  
جھک جھک کے ہو ماہوں و ناتواں کس طرح  
لڑ کر خدا کی راہ میں ہو جاؤں جانشاں  
مرا جواں مر کے زندگی پاؤں نہ پھر مر  
گر ہوں نصیب نیک شیریں میں پہنچ کر  
اس آستان پاک کی نس خاک کی طفیل  
ہو کر سوار جائینگے جنت میں جب حسین

غازی بنوں لیر بنوں پہلوں بنوں  
اے کاش پھر خدنگ بنوں یا سناں بنوں  
تبت کے سرفروشن میں تازہ نشاں بنوں  
دربار احمدی کا وہیں خاکداں بنوں  
محبوب کبریا کا سگ استاں بنوں  
سلمان بنوں بلال عزیز جہاں بنوں  
میں آپکا رکاب بنوں پائیڈاں بنوں

شہدائے احد و بدر شہیدان کربلا  
جائیں جد بھوکوں بھی دھرس و ان بنوں  
بلجائے ایک چھوٹے پڑوس میں پذیر  
اپنے رسول پاک کا پھر مدح خواں بنوں  
شباب فتنہ بہ پیرے کہن نئے آید  
کلام گھنٹہ بسوئے دہن نئے آید  
نہ تیر واپس گرد و چو از کماں برخواست  
گل شکستہ بہ شاخ چمن نئے آید

مرور زمانہ

مرے دل کے چاک جنہوں نے کرنے تھوڑو وہ کہاں گئے  
پھڑوں ڈھونڈتا انہیں سو بسو اور کو بہ کو وہ کہاں گئے  
دلکش جو صوت حجاز تھی وہ اذان کی آواز تھی  
پڑھنی ابھی تو من ز تھی کر کے وضو وہ کہاں گئے  
ایسے کہیں گم ہو گئے جیسے لوح میں سو گئے  
یا قلیتا سنتے نہیں مری ماؤ ہو وہ کہاں گئے  
گذرا زمانہ عیش کا چارہ نہیں اب طیش کا  
دیتے تھے جو کہ تسلیاں مرے ماہ رو وہ کہاں گئے  
ہوا خارِ عمر کا گلستاں بیکل ہے رُوح باغبان  
رہی دل کی دلیں ہی نہاں مری آرزو وہ کہاں گئے



گل خشک حال زبان سے کہتا ہے آہ و فغان سے  
 بکلا میں جب بستان سے میرے رنگ بُو وہ کہاں گئے  
 وہ بھور بلبل قمریاں مجھ پر جو عاشق تھیں وہاں  
 رہتی تھی جن کو ہر زمان مری جستجو وہ کہاں گئے  
 مری آب و تاب شباب کی اک خواب مثل حباب تھی  
 جنہیں خودی کی شراب تھی جام و سبو وہ کہاں گئے  
 میری چمک دمک بہار وہ مری تازگی گلزار وہ  
 میری سرسبندی و قمار وہ میری آبرو وہ کہاں گئے  
 میری ہر ادائے ناز میں میری نرم و صحبت عنبریں  
 میرے ہمچلیس و ہم نشین مرے ہم گلو وہ کہاں گئے  
 آئی رُت پذیرِ زوال کی رہی نہ رنج و ملال کی  
 سُننے جو میرے حال کی یہ گفتگو وہ کہاں گئے

## بیقراری

شب ہجر موت سے کم نہیں اک عشق کے بیمار کو  
 نہ وصال آجیات سے کچھ کم ہے عاشق زار کو  
 دنیا میں نارِ فراق سے بل کر جو احگر ہو چکے

ان کے جلائے سحر ماتھے کیا آئینکا دوزخ و نار کو  
 وصلِ خلیب نہ ہو جہاں راحت نصیب نہ ہو جہاں  
 تو کرینگے کیا جا کر وہاں جزت کے باغ و بہار کو  
 محفل ہو عشرت آفریں صہبا و جسام عنبریں  
 کچھ بھی پسند آتا نہیں اک طالب ویدار کو  
 جیتاک نہ دلیں تیرا ہو سامانِ عیش ہزار ہو  
 چھٹتا ہے جیسے خار ہو دل دیدہ خوں بار کو  
 ہر ایک نعت ہو اگر رحمتِ رسیق نہ ہو مگر  
 بیکار ہے سب مال و زر بیمار کو لاچار کو  
 روشن شب و بچور ہے جس میں خدا کا حضور ہے  
 دن سے بھی وہ پُر نور ہوشب خیز شب بیدار کو  
 دنیا کی عزت آبرو مثل حباب ہے ہو ہو  
 لیکن خدا کے روبرو عزت ہے نیکو کار کو  
 پرش نہ شوکت و شان کی اس دنیوی سامان کی  
 وہاں قدر ہے ایمان کی اللہ کی سرکار کو  
 پوچھینگے یہ نہ تو کون ہے مونس ہے یا فرعون ہے  
 پہنچینگے خود اپنے عمل ہر نیک کو بدکار کو



ہے سوال پاک جناب میں رکھنا مجھے نہ حساب میں  
مرے پاس تو کچھ بھی نہیں جو دکھاؤں روز شمار کو  
پتہ نہ ہوں تقصیرات کا طالب ہوں مفت نجات کا  
تیک سے تیری ذات کا بدکار بد کردار کو  
یہ پذیر ہے پر تقصیر سے حرص و ہوا میں اسے

تو نصیب ہے تو نصیب ہے دے نصر اس نادار کو  
زندگی مستعار ہے اپنی | چند روزہ بہار ہے اپنی  
زلزلتِ سنان کی ہر مثلِ حباب | عسمر ناپائیدار ہے اپنی

## بے اعتنائی و بے مہری مہر ویاں

جہاں میں دُر تک پھرتا رہا میں بھی حسینو نہیں  
ستم کی تیغ ہاتھ میں لئے ہر وقت پھرتے ہیں  
محبت جو کرے اُن سے اسی سے ہی عداوت ہے  
خدا کی واسطے کہہ دو انہیں اوقاتِ دالو  
نہ ماریں اپنے دلداروں کو وہ تر چھی ہوں سے  
وفا داروں فدائوں سے جفا کاری نہیں جائز  
اگر اکبر الہی سے بلا لیں اپنے قدموں میں  
خدا جانتا کیوں نہیں ان جہینو نہیں  
جو ہیں لہر اری مظلوم شیداؤں کے سینو نہیں  
غضبِ الہی نہ دیکھا آسمانوں میں زمینوں میں  
مہذب صوبتیں لیکر نہ داخل ہوں کیتو نہیں  
جفا اندوز شیوہ ناز ہے یہ نانہینو نہیں  
کہو کیوں حسم کا مادہ نہیں ان چشم کیتو نہیں  
تو آجائے کمی کیا ان جہینوں کے خزانو نہیں

شع کا قرب بھی سوزِ ہر دلی بھی شکل ہے  
بلایے عشق بھی شاق پر اک ستمِ قاتل ہے  
یہ وہ منزل ہے جس میں گدا شاہ کیاں ہیں  
شرابِ شوق میں جو کچھ تر و لطف ہوتا ہے  
بقا کی واسطے اک چاہیئے فیضِ لطف کی  
اگر حجاجِ محرم سال میں اکبار پوچھتے ہیں  
نہ چھوڑے گئے کبھی ہم مذہب شاق کا دامن  
کہاں جاؤں بیرونِ مقید میں خزانو نہیں  
لئے پھرتے ہیں زہری سانپ اپنی استینو نہیں  
نہیں نصرت کوئی مکتربوں بہترینوں میں  
نہیں وہ بادِ گلگونِ زریں آجینو نہیں  
کہاں آرامِ انسانی مکانوں میں مکتبو نہیں  
تو ہر عشاق کا احترام ہر بلکہ مہینو نہیں  
میں وہ دُوب کر مہرے میں جو اپنے پسینو نہیں

پذیر اس عشق میں جو جو حقیقی لذتیں دیکھیں  
کہاں خلوت نشینوں میں کہاں گوشہ گزینو نہیں

## شرابِ شوق

اگر خیال ہو پی کر وف کیا نہ کیا  
تو پھر شرابِ محبت پیا پیا نہ پیا  
نہر وہ ہو جو اگر نہ جائے محشر تک  
وگر نہ ہاتھ میں ساغر لیا لیا نہ لیا  
ہمیشہ یار ہم آغوش ہو تو ہو یارِ ب  
بغیر صحبتِ جاناں جیا جیا نہ جیا  
کسی کو اپنا بنانا ہے خود فنا ہو کر  
نہیں تو دل کو لالچ دیا دیا نہ دیا

طبیعی دل کے دکھانکو اپنے زخم پذیر  
جگر و ریدہ ہے اچھا سیاسی نہ سیاسی



## استقامت

باغ سے بسبل نہ نکلے آشیانہ چھوڑ کر  
جل کے مر جانا گوارا ہے دل پروانہ کو  
جان تک جو یار کے قدم نہیں دیتا نہیں  
گو ہر مقصود جانا بازی ہو بلجائے اگر  
دین پر دنیا مقدم نہ نہیں سکتی کبھی  
پوچھتا کوئی نہیں بسبل مجھ سے  
کوچہ جاناں میں فن ہو تو پھر کیا چاہیے  
زندگی دارین کی ہر موت اسکی راہ میں  
ہے نگاہ یار بھی اک اصل تیر قصا  
کیا نظر آیا ہے چشم گردش آیام کو

بن سکا ہندم نہ ہندم بھی پذیر زار کا  
دل بھٹکتا ہی رہا اپنا ٹھکانہ چھوڑ کر

## مجوی

جبے دل آرام مے چھوڑ مجھے دور ہوئے  
عیش و عشرت کے جوایا تھو کا فور ہوئے  
دل کے آرام بھی سب تھیں مفروز ہوئے  
خواب کی طرح شبِ بحر میں ستور ہوئے

آہ کبھی موت تھو دیوانوں کے ہم زبندگا  
کون پوچھے کہ تجھے کیا ہی جنوں کس کا ہے  
کس سے کہوں ہائے دلا زار فدا اپنا  
کیا کبھی ہوگی کوئی بچھڑوں کے ملنے کی سبیل

تیرے مقصود بھی کچھ ایسے تھو گم گشت پذیر  
روزِ اول سے جو مجوری میں منظور ہوئے

گلوں کے تختے جو گلشنوں میں بہار اپنی دکھا رہے ہیں  
کسی کو حشر سے اپنے گل کی وہ یاد گویا دلا رہے ہیں  
نصیب مجھ کو نہ اسکی بُو ہے نہ میری اس گل کو جستجو ہے  
وہ ایسا اپنے وطن سے نکلا کہ پھر نہ آیا بلار ہے ہیں

میں اُسکی فرقت میں جان بلب ہوں وہ میری حالت سے بے خبر ہے

خدا ہی جانے قصور کیا ہے کہ ہم یہ صدے اٹھا رہے ہیں

نسیم سحری اگر کسی دن ہمارے گل پر ہو گذر تیرا  
تو کہنا اس سے کہ تیری بسبل کے دم نبوں پر پی آئے ہیں

نہ تجھ کو مل سببیا گوارا نہ مجھ کو تیرے سوا سہارا

اسی تفاوت سے دیدہ منور کے آئینہ بہار ہے نہیں

کبھی تو آؤ کہ اپنی آنکھوں سے ہم بھی دیکھیں بہار اپنی



کہ نخل امید کو یہ بادِ خزاں کے جھونکے جلا رہے ہیں !  
 پذیر اپنے نیاز مندوں کو اب تو شرفِ قدم بخشو  
 کہ فرش آنکھوں کا تیری خاطر لبِ دمتنا بچھا رہے ہیں

## قطرہ عرفان

جہاں کی آبادستیوں کو بغور کر کے عبور دیکھا  
 نہ مہرِ جبین میں حسد دیکھا نہ عاشقوں میں غرور دیکھا  
 وہ اپنے حُسنِ آدابِ نازاں یہ اپنی فتنہ کو رو رہے ہیں  
 نہ انہیں لطف و کرم کا مادہ نہ انہیں صبر و صبور دیکھا  
 وہ کیوں ہیں بیزاری سے دم سے میں کیوں ہوں اُن سے شکستہ طار  
 نہ اپنی غلطی انہوں نے دیکھی نہ میں نے اپنا قصور دیکھا  
 شرابِ عرفان کی حقیقت نہ پوچھ کچھ او مجاز والے  
 کہیں بھی ایسا نہ لطف دیکھا جو اس نشے میں سرور دیکھا  
 لقاءِ حق بھی نصیب پر ہے ہر اک کو حال نہیں یہ نعمت  
 وہ اور ہی تھا کہ طورِ سینا پر جس نے اللہ کا نور دیکھا  
 تمام عالم کی روشنی میں جو ذرہ ذرہ چمک رہا ہے  
 اویسی قدرت اس کا جلوہ اسی کا سب میں ظہور دیکھا

ہے اپنی اپنی غرض کا بندہ امیر ہو یا فقیر یہ بھی ہو  
 غرض سے خالی نہ کوئی ناداں نہ کوئی اہل شعور دیکھا  
 نہ کوئی مشکاک کسی نہ کوئی حاجت روا کسی کا  
 ہر ایک مشکل کو دور دیکھا تو اک خدا کے حضور دیکھا  
 پذیر اپنے خدا کو ہم نے تمام دُنیا کے عاجزوں پر  
 حریم دیکھا کریم دیکھا غفور دیکھا شکور دیکھا  
 تاثیر نہ دیکھی کچھ اپنی تقریروں میں تحریروں میں  
 جز حیرت کچھ نہ ہوا حاصل ان لا حاصل تدبیر نہیں  
 کردی سب سہرتِ تباہ اپنی تزدیر کی زنجیروں میں  
 آخر کو بلا مقسوم وہی جو مقدر تھا تقدیر نہیں

## جامِ حسرت

|                               |                              |
|-------------------------------|------------------------------|
| اب تک دلربا نہ آ پہنچے        | حُب میں دم لبوں پہ آ پہنچے   |
| مرے دم بھی نہ آشنا پہنچے      | داعِ حسرت یہ لے چلیں گے ساتھ |
| یار پہنچے نہ آشنا پہنچے       | کوئی پہنچا نہ الوداع کرنے    |
| کوئی پہنچیں اگر تو کیسا پہنچے | بعد مرنے کے قبر پر آ کر      |
| قبل اس کے کہ جب قضا پہنچے     | ہے پہنچنا تو وقت پہنچیں      |



اب تو شاید کوئی ہے دم باقی  
قدسیوں میں بھی شور ہے برپا  
میکر آنسو بصورت اشعار  
مشکومیں کوئی بھی یاد نہیں  
بے کسوں عساجزوں کی نصرت کو  
جب بھی پہنچے تو اک خدا پہنچے

یا الہی نکل کے رُوح پذیر

پہنچے جنت میں جوں ہوا پہنچے

فنا دم در بلا عشق خود بخود جفا کردم  
نہ ماند آرام رُوح و لذت این بستن دل  
لبا گفتند باران در قفائے او مرو و هرگز  
بہا خویش کمتر از پر پر و از دانستم  
چہ گویم با تو در این منزل مشکل چہ میگردد  
ز خود کامی را غیظ و غضب بر کس نمی آید  
نیاید هیچ درستم نہ تا بستم ام از سے

پذیرا ز این غلط کاری خود و گیر چہ گویم

خطا کردم خطا کردم خطا کردم خطا کردم

## ملاقات حسرت آیات

آئے تھے دوستوں کی ملاقات کیلئے  
سمجھے تھے ہم کہ دور کی مجبور یوں کے بعد  
کافی شب فراق تھی امید وصل پر  
پھرات آنیوالی تھی انجام صبح پر  
کیا جانی وصل یا بھی اک پڑہ پوشش  
جتنا ہے وہ اپنی ہی مرضی سے خود ہے  
کہتا رہا میں آج یہیں ٹھہر جائیے  
رہنا ہمارے پاس گوارا نہ کر سکے  
سب کو وہ آج جام مراد دیکھنے  
نکلے ہمارے گھر سے وہ ایسے شوق سے  
جاتے ہوئے وہ دیکھنے فرقت سے محزون دل  
آرام جو ہمارے تھے وہ ساتھ لیگے  
تہا تھو ہم تو پہلے بھی تہا ہی آگے

یا غمزدہ دلوں کی فتوحات کے لئے  
آئے ہیں اتنا فنی مافات کے لئے  
نکلی صبح بھی پردہ میں آفات کے لئے  
گویا وہ پیش خمیہ تھی ظلمات کے لئے  
آئے تھے تازہ کرنے کو حسرت کے لئے  
ٹھہرے ہمارے پاس نہ اک رات کے لئے  
فرمایا دل ادا اس ہے گجرات کے لئے  
حاضر تھے جان نثار تو خدمات کے لئے  
ہم دیکھتے ہی وہ گئے خجابت کے لئے  
حجاج جیسے نکلے ہیں عرفات کے لئے  
لائے ہی تھے دینے کو سوغات کے لئے  
چھوڑا ہمیں حصول مہمات کے لئے  
اک چھوٹی سی ہوشیاری کو جذبات کے لئے

دیکھا نہ حال زار پذیرِ فقیہ کا

بولے نہ جب بلایا کسی بات کیلئے



زمانہ انس و محبت پیار کا نہ رہا  
کسی کو خیال کسی جاں نثار کا نہ رہا  
دلوں کے غنچوں کو بادِ صبا نہ کھول سکی  
کہ باغِ دہم میں موسم بہار کا نہ رہا

### درد نامہ منظور

جو کہ چند روز اس کے ہاں رہ کر عاجز کے دہس چلے آئیے بعد اس نے ایک خط میں لکھا۔

آپ کے دم سے ہماری جھونپڑی آباد تھی  
آپ کی موجودگی تھی برکتیں ہی برکتیں  
عہدِ ضعیف چل رہا تھا میری آنکھوں میں تمام  
یاد تھا بھیرے اپنا وقت رخصت یاد تھا  
ہے تصور میں ابھی تک اس کا لٹھینا!  
بعدِ مدت کے کہیں حاصل ہوا تھا وصل یا  
کیا خبر تھی پھر ہی تار یکاں میں سیل نہا  
لیگے سب آپ میری جھونپڑی کی واقفین

وقت رخصت بند تھی منظور گو اپنی زباں  
آنکھ لیکن کہہ رہی تھی دل کی جو سر یاد تھی



ایک ٹیڑھی ڈاکٹر و حکیم صبا کی خدمت میں التماس

یہ مانا ہم نے کہ آچا ذوق حکیم بھی ہیں ادیب بھی ہیں  
مگر بتائیں کہ بے نواؤں کے ہمنوا و حبیب بھی ہیں  
کبھی تو ہم بھی جناب والا کے ظلِ قرب جوار میں تھے

جو سمجھیں اب بھی تو آپ سے ہم بعید بھی ہیں قریب بھی ہیں  
پڑا ہوں بیمار دُتوں کا علاج کر کر کے تھک گیا ہوں

کبھی نہ پوچھا نہ پوچھ بھیا عجیب اسی طبیب بھی ہیں  
غریب لوگوں کے پوچھنے میں وہ اپنی گر گزشتان سمجھیں

تو میں بتاؤں کہ اسمیں حاصلِ رضا میں مولا محب بھی ہیں  
نہ ایک حبیبی ہے ساری دنیا نہ ایک حبیبی ہیں نختِ سب کے

ادیم چرخ کہن کے نیچے امیر بھی ہیں غریب بھی ہیں!  
پذیر کچھ بھی گلہ کسی پر نہیں ہے اس اپنی بے کسی کا

میں سے جیسے ہزار جو خوش نصیب بھی بد نصیب بھی ہیں

### مذمت سوال

دہم سوال جو سائل کا حال ہوتا ہے | وہ کیا بتاؤں کہ کس کی مثال ہوتا ہے



خدا دکھائے یہ وقت غیر کو بھی کبھی !  
 ہر اس گدائی سے بہتر زمین میں گرجانا  
 مگر بغیر ضرورت سوال ہے مذموم  
 بشر کے آگے بشر کو ذلیل ہونیکا  
 نہیں ست کسی کو بھی حال مل کہنا  
 ہے مال مال خدا اور غنی نہیں اسکے دل  
 خدا کی راہ میں کرتے ہیں خرچ اہل کرم  
 نہ خرچ کرتا ہے اللہ نہ آپ کھاتا ہے  
 کرے سوال بھلا کون ایسے نمک سے

پذیر جس کے نصیبوں میں صبر ہے ان کو

سوال کرنا نہایت محال ہوتا ہے

## ایک عزیز کی ملاقات و تعیت

میاں گل محمد خلف میاں خدا بخش صاحب کلیار مرحوم رئیس کوٹ گل پوسٹ فروکہ ضلع سرگودھا

ملا ہے گل محمد تو مجھے جو شادمان ہو کر  
 کہاں منتی مری شکر یہ اس کا میں جب لاؤں  
 زبان قاصر ہے کہنے تو قلم قاصر ہے لکھنے سے  
 خدا بخشے گا کچھ کو اجر اس کا قدر دان ہو کر  
 کہاں وقت کہ ہوا شادمان گو ہر نشان ہو کر  
 طبیعت عمر غصہ لگتی ہے ناتواں ہو کر

نہیں الفاظ ایسے جو کہ ہوں شایان شان اس کے  
 دعائیں ہی عائن ہیں غریبوں کے نواہل کی  
 پھلو پھلو جہاں نہیں شب طوبی کی طرح ہر دم  
 محمد شیر کا اور گل محمد کا خدا حافظ  
 نیکو مجلس کو صحبت کو الفت کو ہر دم  
 نہ ہو خدا شہ کبھی کچھ بھی کسی رنج و مصیبت کا  
 سکندر جاہ عمر خضر دی بخت سلیمانی  
 تنہا ہے کہ بر خور اریوں سے دین دنیا میں  
 کبھی بھی گردش ایام کی ظلمت نہ ہو حال  
 نسیم جانفرا گل پر بہار لڑ ہے لاتی  
 نواہے شیر سے مرغوب ہو ہر سدا سخن  
 الہی یہ عائن سب مری مقبول ہو جائیں  
 بٹا دے داغ وقت رنگاں ان کچھینوں سے  
 مصیبت پر مصیبت آگئی یہ ناگہاں ایسی  
 غنیم موت نے چھوڑا نہ کوئی صلح و زاہد  
 نہ اللہ یار کو وقفہ ملا کچھ بھی سنبھلے کا  
 کریں کس کس کا ماتم اور کس کس پر یہ گریانی

تکلم سے حیا آتی ہے نااہل زبان ہو کر  
 بکلتی ہیں دل سے نیم شب نالہ کنان ہو کر  
 نظر آئے گل گلزار گل کا گلستاں ہو کر  
 ہمیشہ فی امان اللہ رہو عالی مکاں ہو کر  
 رہو دنیا میں بہر پھلو سے مقبول جہاں ہو کر  
 رہو محفوظ ہر رنج و بلا سے شاد ماں ہو کر  
 رہے خادم بلند اقبال نہ یہ پستیاں ہو کر  
 رہو تم کام بخش و کامیاب کامراں ہو کر  
 رہے طالعہ منور ماتاب آسماں ہو کر  
 نہ آئے ضرر غم گلشن گل پر خزاں ہو کر  
 چودہ در بہا گیس بہ گیس نیم جاں ہو کر  
 فلک لوسی کریں تیری بزرگ کہشتاں ہو کر  
 کہ لالہ کی طرح بیٹھا ہو گل آذر و جاں ہو کر  
 کہ لڑا جس نے سار قافلے کو معجزاں ہو کر  
 نہ بخشا کچھ توقف آگیا جب کراں ہو کر  
 پری آواز رحلت جب ائے کارواں ہو کر  
 ہزاروں سپ لے نیا سے بے نام فشان ہو کر



بھلا اُس الدہ کی زندگی کیا موت کم ہے  
 بہار چند روزہ اس کی جلدی ہو گئی پوری  
 دعا مغفرت ہے اس کے غم میں اور کیا کہئے  
 توجہ بجز غم میں تھی اس ناؤ کو یارب  
 بچانے سے مجھ کو دل کو تو اپنے سہارے  
 ہر ک منزل میں الہ یارب الہ یارب کا ہو جا

پتیر غمزہ بھی ساتھ ہو اس کے ہشتون میں  
 پھر رونما نہ اس کے ہجر میں ہی حوال ہو کر

## احرام کی چدر گم ہوئی

رخصت ہوا جو آپ سے میں سو موار کو  
 چھٹا سا ایک حادثہ رستے میں بن گیا  
 گو کچھ نہیں وہ حادثہ تیری نگاہ میں  
 کرتا ہوں عرض آپ کی خدمتیں کھول کر  
 چہ تھی ایک خال کی سی جو اس سلام پر  
 رکھی ہوئی تھی میں نے وہ تکھن کیسے  
 پچیس سال کھاتا تھا اُس کو سنبھال کر

گی ہونے کو

اڑھے ہوئے ہی آپ کے دربار میں گیا  
 واپس ہوا تو راہ میں لقت در آملی  
 اب تیرے بدلے اس کوئی اور اڑھیکا  
 پہنچا جو سلاوالی سٹیشن پہ آن کر  
 لینے کو ٹکٹ اس کے بڑھائیں بھی گھس کر  
 کاندھے پہ اپنے میں تھی چدر دھری ہوئی  
 کرتا پھرتا ماشِ صغیر و کبیر میں  
 انوس وہ تو مجھ کو بہت ہی عزیز تھی  
 ویسے تو مل سکینی ہزاروں ہی چدریں  
 حبیب دُعا میں کی تھیں خدا کے حضور میں

یارب بھی تو پھر بھی وہی دن نصیب ہو

بیت الحرام ہو اور پذیرِ غریب ہو

اس وح دل کا جوش جو آیا ظہور میں  
 صد شکہ پاک ذات کہ سن لی خدائے آہ  
 بنیا بن کے پہنچا خدا کے حضور میں  
 پھر لیگیا دوبارہ خدا جیل نور میں

## ایک ناکہ سے مکالمہ

کہتا ہوں مجھ کو زائد تیرا چلن ہے اور  
 ظاہر ہو اور ہر باطن لگن ہے اور



کہتا ہر جہاں سے کرتا نہیں آپ  
کیوں قول اور بل ترا متفق نہیں  
کچھ شعر شاعری بھی ہر بے بطاسی تری  
احال میں بھی تجھ پر میں نیک ظن بہت  
آتی نہیں سمجھ کہ تو ہے کس قماش کا  
سینے جناب بد میرا بھی کچھ جواب  
زیبا نہیں میں آپ کو عیب چنیاں  
خلوت کی اور طعن کی ہو کیا مناسبت  
گر صفوں کا بھیس بنایا تو کیسا ہوا  
رکھنا مگر گنہگاروں میں سخت  
جو کچھ کہتا ہے آپ سب کچھ ہو وہ بجا  
جیسا ہوں اپنے آپ کو میں جانتا ہوں خوب  
ہے شکر پاک فات کہ جس نے زہشت خاک  
تو ڈھونڈ تا ہر آب بقا چاہو شک سے  
میری نظر بھی دور ہے حد نگاہ سے  
اس آب تاب دم پہ نہ اتر ایسے جناب  
بہل سیاہ نہ دیکھ تو آواز اسکی دیکھ

لوگوں کو ہر نصیحت اپنا بھین ہو اور  
افعال تیرے اور میں قول دہن ہو اور  
منہوم شعور ہے طرز سخن ہے اور  
تھوڑے میں لوگ جنکا تیرے حق میں ظن ہو اور  
ساحر ہے یا کہ پاس ہے کوئی فن ہو اور  
بیشک میں آپ بد لیکن بھجن ہے اور  
ہے زہد و دوع اور سخن نشین ہے اور  
کنج ریاضت اور ہے یہ انجمن ہے اور  
تقویٰ کا جامہ اور ہے یہ پیر میں ہو اور  
لیکن روئے فضل خدا فو المنن ہو اور  
اس سے بھی بڑھ کے میری تو حالت ٹھن ہو اور  
پر آپ کے جگر میں بھی کوئی جلن ہے اور  
پتہ بنا کے مجھ کو لگا دی لگن ہے اور  
زہرم کا چاہ اور ہے چاہ زقن ہے اور  
نہا تو ہوں میں صبر صلی وطن ہو اور  
شبنم کے موتی اور ہیں در عدن ہے اور  
تیری نظر ہے خار پہ بوئے چمن ہو اور

کیا فکر ہے پذیر سیہ کا رکی تجھے  
انجشا نیوالہ عیوب کا شاہ زمں ہو اور  
گر پیشوائے قوم ہے زاہد تو کیسا ہوا  
تسبیح کا امام نہیں ہے شمار میں

## مرقع نصیحت

امش کی توحید انکار نہ کرنا  
کوئی بھی نہیں اس ک شریک نہ بن کرنا  
وہ ایک ہی محبوب ہو اور ایک ہی مسجود  
دے سکتا ہو سب حاجتیں وہ ایک ہی سبکی  
سچ بات کو سچ ماننا حق کو نہ جھوٹانا  
احکام الہی میں کبھی سست نہ ہونا  
جائز ہو کوئی چیز تو لے لینی خوشی سے  
وعدہ میں وفا کر کے اسے پورا نہجانا  
دشمن سے کبھی سبکی کی امید نہ رکھنا  
تنگی میں نہ بے صبری کی عادت ہو کبھی بھی  
نادار فقیروں سے اچھٹا نہ غضب سے  
غنیان کی صحبت کا بہت شوق نہ رکھنا

اور شرک سے ایمان کو بیکار نہ کرنا  
ساتھ اس کے شریک اور کو نہ بنار نہ کرنا  
کوئی اور عبادت کا سنا وار نہ کرنا  
جز اس کے کسی اور کو تختار نہ کرنا  
سچ بولنا جھوٹوں سے کبھی پیار نہ کرنا  
اور اس کی مناہی کی کوئی کار نہ کرنا  
ناجائز عادات میں اصرار نہ کرنا  
گر پورا نہیں کرنا تو اقرار نہ کرنا  
یاروں کو کبھی اپنے سے بیزار نہ کرنا  
ناشکری کشائش میں کسی بار نہ کرنا  
طاقت کا کبھی شینخی ہو نہ کار نہ کرنا  
غرباؤں کی مجلس سے کبھی عار نہ کرنا

خوبی سے ہو عار کب سے ہو نفرت  
نہمیت میں کبھی شکر خدا بھول نہ جانا  
محتاج کوئی اپنے سے کمتر سمجھنا  
سائل کو کبھی جھڑکے خالی نہ بٹانا  
بیمار کو جا پوچھنا ہمدردی دکھانا  
ہے خدمت مخلوق بزرگی کا ذریعہ  
نفس اپنے کی خواہشات کا محصور نہ ہونا  
بہتر ہے فتناعت متوسط ہو گزارہ  
آجائے اگر طغیانی تو غصہ کو دہانا  
انپوس سے کوئی بات ضروری چھپانا  
کرنی ہو کوئی بات تو وہ سوچ کے کرنی  
بیہودہ ہر اک بات سے ہر لغو سے بچنا  
کھیلو نہیں متا شومیں تباہ عمر نہ کرنی  
غیبت سے کسی فرد کے دل کو نہ دکھانا  
ہو بعض تو للہ محبت بھی ہو للہ  
بس یہی نصیحت کہ ہر کسی کو لینا  
ہو جائے پذیر آپ بھی ان باتوں کا عمل

ظالم کو خوشامد سے منسکار نہ کرنا  
آرام میں خوف اس کے سے ادا نہ کرنا  
مغذ و مرغیوں کو شرمسار نہ کرنا  
طاقت نہیں دینے کی تو تکرار نہ کرنا  
دشمن کی خوشی فریادیار نہ کرنا  
شراری کا کچھ خسر اور سزا نہ کرنا  
اور اسکو کبھی اپنے پر اسوار نہ کرنا  
اسراف سے آپ اپنے کو نادر نہ کرنا  
جوشوں میں کوئی بات دلازار نہ کرنا  
غیروں کی سپی راز کا اظہار نہ کرنا  
بن سوچے کبھی کوئی بھی گفتار نہ کرنا  
بے فائدہ بکواس خبر دار نہ کرنا  
اور قرض کے سرمایہ سے بیویا پار نہ کرنا  
اور حسد سے نفس اپنا گنہگار نہ کرنا  
نفسانی کوئی دشمنی اور پیار نہ کرنا  
بدیو نہیں وجود اپنا گرفتار نہ کرنا  
مولا! اے شہر میں کہیں خوار نہ کرنا

دنیا میں ایسا ہو کہ ہو جیسے خاک ہو  
جو بھی تارے تجھ کو نہ تو غضبناک ہو  
اس صبر کا نتیجہ یہ آخر ملے تجھے  
تو تو رہ سلامت اور وہ ہلاک ہو

## ایک شرفنامہ

منجانب نادیدہ دوست مہربان کرم مولینا محمد اکرم صاحب کوی سہماں  
ساکن اولیہ واک خانہ سیو ضلع گجرات پنجاب جو اپنی احسن طبعی پر سعیدی زمانہ فردوسی  
دوران وغیرہ کے خطابات سے یاد فرما کر عاجز کو شرمندہ کرنے ۱۲

اگر سعدی و فردوسی نمائندہ  
جواب شاں اگر کم داشت علم  
دل عالم ز قدراں بود پارہ  
سفائی اگر مایا بے زبانی  
چہ حاجت مدح ماہ چارہ را  
دل از ضعف پیری خبابش  
بجملہ اکنون لپ زیر است  
فخر آں جناب بنیظیر است  
ہزاراں شکر اس شکر بہ شیر است  
ز تو ناپائے واد خود شہیر است  
چو مہر آسمان آفاق گیر است  
مول است و خریں اندوہ گیر است

خدا دایا تا جہاں باقی است ماناد  
زا کرم اس دعا با صد نفیر است

## جواب نامہ

نہ سعدی ہوں نہ فردوسی نہ حسان زماں ہوں نہیں  
نہ قابل ان خطابوں کے ضعیف ناتواں ہوں نہیں



پر گندہ خیالات کہیں کا اک مرقع ہوں !

پڑانا ایک ناکارہ دریدہ داستان ہونمیں

نہ علم الادب سے واقف نہ ہے فوق سخن مجھ کو

نہ عربی فارسی کی بندشوں کا راز داں ہونمیں

نہ آتش آستان ہونمیں نہ طرز نو سے محرم ہوں

نہ اردوئے معلیٰ کا کوئی اصل زباں ہونمیں

مرا مولد مرا سکن تو ہے پنجاب کا خطہ

مگر پنجاب کا بھی انوری لطفی کہاں ہونمیں

مجھے اک خوش چیں پہلوں کا یا زلہ ربا کہیے

یکے پس خوردہ خواران کا گدائے آستان ہونمیں

گلوں کے فیض خوشبو سے اثر کچھ شاخ کو پہنچا

بغیر اس کے وہی اک خشک خاکستان ہونمیں

نسیم صبح کا جھونکا کبھی آیا تو کھیل اٹھا

وگر نہ ایک غنچے کی طرح بستہ دہاں ہونمیں

سخن آرائیاں یہ آپ کو دایم مبارک ہوں

مجھے بھی اپنی ناہمی کہ جس کا پاس ہونمیں

پذیر بارِ معذور ہے اردو نویسی میں !

مگر ادنیٰ سا پنجابی زباں کا پہلو ہونمیں

## آپ کے ایک اور خط کا مختصر جواب

|                                    |  |
|------------------------------------|--|
| نامہ اکرم رسید و رحمت ارحم رسید    | ساغر پریشانی نہ رہا بہتر ز جام جم رسید |
| شکر حق کز رحمتش در گود تنہائی یاس  | چوں دم عینے ضعیفے مرده را ہمد رسید     |
| مرحبا گفتہ نہاد مہر پر چرخشمان خود | ز آنکہ من مجروح را ایک مژدہ مرہم رسید  |
| بر توکل کردہ بودم التجا پیش شما    | شکر اللہ وقت حاجت داروئے دوم رسید      |

با دل فرحان شاداں اس پذیر بنے نوا

بس چراک اللہ بخوید آنچہ من جستم رسید

## ایضاً بخد مت ممدوح الصد

بزرگ چند کتب مطلوبہ آں مکرم

|                             |                          |
|-----------------------------|--------------------------|
| ابتدا میکنم بسم اللہ        | بعد ازاں لا الہ الا اللہ |
| ہست این قعہ جانب اکرم       | ربنا اغفر لہ ولی وارحمہ  |
| بعد تحفہ سلام ہم دعوات      | پیش نظر است عذر تقصیرات  |
| من کہ ہستم درین زمانہ مذکور | شرح آں جملہ مے کنم مسئلو |
| ضعف پیری مہ از سرگزشت       | شرق چوں کماں زبیری گشت   |

دائمًا در رکوع میبایم  
 و گیرے بہت سخت ضعف بصر  
 چند امراض نیز لاحق حال  
 اندرین حال آمدہ مکتوب  
 و طلب کتب موعی بندہ بیس  
 در شب جمعہ کردہ شد تعمیل  
 پارس نسبت و کرد خط مرقوم  
 صبح رستم بہ ڈاکخانہ عجیل  
 روز دوشنبہ رفتہ بودم باز  
 گشت زائید ز وزن چار اٹار  
 پوست آفس نے مستدائے مرد  
 و اسپیں آدم بدو کمال  
 بلٹی اش و ہمیں لفافہ رواں  
 خرچ وی پی وریلوے محمول  
 صرف باقی است شانزدہ اوراق  
 پنج کتب اندر جناب ارسال  
 بہت یک جامع اللطیف لطیف

گرچہ از سجدہ مثل شیطانم  
 از جوانی نہ مانند نیم نظر  
 گشتہ کردند عقل و ہوش زوال  
 از جناب شائبہ امیر عروب  
 نیک آوان عصر روز خمیس  
 لیکارے نیامدہ تجبیل  
 اندکے نشر و اندکے منظوم  
 مردماں گفت بہت تعطیل  
 پارس وزن کرد یک در باز  
 گفت بابو مزید شد بیار  
 ریلوے پارس بیاید کرد  
 لاجرم ریلوے شدہ ارسال  
 کرد وی پی ز بہر قیمت آن  
 خود ادا کرد این مکتوم و جہول  
 قیمت کتب این ہمہ بیباق  
 حسب ارشاد آن مبارک فال  
 در فضائل حمیم مکہ شریف

دوم مختار در صراح لغات  
 یک مدارج نبی شہ کونین  
 ہرچہ پیشی کمی بود ز خطا  
 این بواعث شدند دیر درنگ  
 نامہ ختم این بنام خدا  
 چشم پوشی بہ سہون فرما

بہت عاجز پذیر پر تقصیر

اگر ماعذرا از کرم بپذیر

کسی میں کوئی مہنت کسی میں کوئی مہنت  
 کسی مہنت میں بھی میرا بلند نام نہیں  
 ہے اپنی پیچیدانی کا اعتراف مجھے  
 نیاز مند ہمہ دان ابوالکلام نہیں



## لیر و حصہ

اس میں سب وہی نظمیں درج نہیں جو اپنے مکرم مہربان جناب  
میر صاحب ملک خان محمد خاں صاحب المتخلص بیابان مدظلہ کی خدمت  
میں وقتاً فوقتاً گزارش کی گئیں

## دعا

جب تک فلک پور شمس قمر ہے  
نورِ نظر محمد ششیر اور رب نواز  
پھولیں پھلپھل جہان میں کھین کی زوال  
دنیا و دین دونوں بالانشین ہوں  
اللہ کی حفاظت نصرت رفیق ہو  
نخل مراد اپنے مقاصد میں ہر طرح  
روشن ہے یہ نخل نور چراغ سے

آباد ملک خان محمد کا گھر ہے  
رب کی نوازشوں سے ہر اک ہر دہے  
ہر رخ سے بہار چین بے خزاں ہے  
ہر کام ارتفاع پر شام و صبح ہے  
سر پر ہمیشہ سایہ خیر البش ہے  
سر سبز و کامیاب ہے پُر ثمر ہے  
یہ نخل شب چراغ سدا جلوہ گر ہے

مقبول ہوں تمام دعا میں پذیر کی  
نیکے خوابات دل سے وہ کیوں بے اثر ہے

## ضیاء چراغ

آپ کے والد ماجد قبلہ جناب ملک محمد چراغ خان صاحب رسالدار مرحوم کی یاد

|                                       |                                   |
|---------------------------------------|-----------------------------------|
| روشن ہوا بھئی مد دل داغ داغ کا        | پروانہ تھا کبھی جو ضیاء چراغ کا   |
| ہو جائے باغ باغ براسینہ داغ داغ       | آجائے اکھٹے ہکا جو اس گل داغ کا   |
| ہو جائے اس کے نقش قدم پر میں جان نثار | بلجائے گر مراغ کہیں بے سراغ کا    |
| آب حیات پینے میں وہ نطفے کہاں         | الفٹ میں جو مزہ ہے اصل کے ایان کا |
| کس سے سنیں پذیر کی وہ داستان غم       | باد صبا بھی وقت نہ پایا فراغ کا   |

## ہدیہ تبریک

پنشنری کے بعد یہ ہدیہ میری حضرت سیائل صاحب فائز ہونے پر

|  |  |
|--|--|
| مبارک ہو مبارک ان سرتی مکو مبارک ہو      | مبارک ہو مبارک میری تبریک مبارک ہو     |
| بڑھو بڑھتے ہی جاؤ تم پھلو پھلو زمانہ میں | ہر اک دنیا و دین کی برتری مکو مبارک ہو |
| پذیر ناواں کی سب عاؤں کا نتیجہ ہے        | ملک صاحب اکیں پروری مکو مبارک ہو       |

|  |                                       |
|--|---------------------------------------|
| کچھ لڑا صغر ہی ہے اور کوئی اکبر ہو گئے | کوئی نیچے گر گئے اور کوئی برتر ہو گئے |
| پنشن کو پھر ملانے میں یہی اک لا ز تھا  | منصب کیتان سے مجیر مقرر ہو گئے        |

اس خوشی میں ہدیہ تیر کی ہے نذر پذیر

ہو مبارک انکو جو عہدہ میں محسوس ہو گئے

ترقی پر ترقی و مہم ہر آن ہو تیری  
مبارکبادیوں کی بھولیا تجھے پہنچا دیوں  
بڑھائے اور بھی اس خدا صاحب انت میں  
نسیم روح پرور جانفزا شرع سے لاتی  
نہ محفوظ تو ہر رنج سے حفظ الہی میں  
محمد شیر کو بھی لب توانے دین دنیا میں  
بری جانب سے انکو بھی مبارک باد کہدینا

ملک بھی شک کھائیں دیکھا وہ شان تیری  
خدا کے فضل سے یہ سبیری تابان تیری  
اسی راہ میں ہر اک گھری قربان تیری  
بہار جادو ادا دین میں دربان تیری  
ہمیشہ رحمت کا سایہ بان ہو تیری  
تیری اولاد کی خوش فتنی ہمشان تیری  
عمل قرآن ہو تیرا مدد در حسان ہو تیری

چراغ حسن نور و دیگران انوار سے بارو

پایہ خستہ پر بھی شمع نور افشان ہو تیری

## ایک غلطی کا اعتراف

میجر آئی تو کپستانی گئی  
کیا خبر تھی شہر نادان کو  
محض بیخبری میں یوں لکھتا رہا  
آپ سے یہ فائدہ پہنچا مجھے

چاند کی سورج سے سلطانی گئی  
اب ہوا یہ علم نادانی گئی  
اپنی جو غلطی تھی وہ مانی گئی  
ہو گئی اصلاح غلط خوانی گئی

آپ کا ممنون ہوں مشکور ہوں  
نور آیا رات ظلمانی گئی

من بہ ایں سہو خوشی معترفم | | انچہ گفتم ہمہ غلط گفتم  
حق بجانب شما و قول شما است | | عفو خواہم کہ من خطا کردم

## تہنیت

بہ تقریب ولادت باسعادت (عزیز محمد خالد خاں طال حیوتہ) سپر اول انکسیر  
ملک محمد شیر خان صاحب خلف الرشید جناب محبہ رضا سائل مدوح سلمہم ہم

چہ خوش مبارک آل حبدا مجد و والد  
کہ شد لقب سبت الیشاں محمد و خالد

محب اصدا محبا این نو نہال  
شحفہ نو سال حبسری عیسوی  
نست و سہ ذوالحجہ در دوشنبہ روز  
وقت نوری صبح کاٹے از رخس  
چوں محمد خالد اور نام داد  
باجد شیر والدہ نام او  
نام والد و ولد سال ولادتش

کر و حید فضل ایزد متعال  
چوں ہلال عید آمد در جمال  
شد تولد خالد فرخندہ خال  
شد منور خانہ حسن و جمال  
جد امجد خاں محمد خوش خصال  
صنم بکن سالش بود حسن و اذوال  
بادل والدہ در آمد در خیال



بخشش حق آمد شیریں مثر  
در تلفظ حسنِ جبری آمد  
یازده تاریخ ماه جنوری  
ایں محمد خلد روح حیات  
باطفیل محمد شش محفوظ دار  
در کنار جسدہ و ہم والدین

صد صلوة و صد سلام از دل پذیر

بر رسول پاک ہم اصحاب و آل

## مختصر اور جامع تاریخ

صبح دوشنبہ نسبت و سہ ذوالحج  
یازده جنوری مسیحی سال  
ماہ پوہ نسبت و ہفت و موسم سرد  
شد و رخشان جمال خلد خاں  
ہست خوش بخت بادل شاداں  
سمت ایں خلد چہرہ از زمان  
۱۹۰۲ ۱۹۰۳

۱۹۰۲

کیا خوب محمد خلد خاں تاریخی نام بتایا ہے  
جب حرف آکارے چھوڑ دیئے تو سال تولد آیا ہے  
اب گن لو باقی حرفوں کے اعداد و احوال سے  
سب میں تیرہ سو ساٹھ پندرہ سیر دی سنئے بتلایا ہے

۱۹۰۲ ۱۹۰۳  
مہجری و عیسوی سنہ ایک ہی مصرعہ میں  
جنم محمد خلد دانہ کہن جانی پکتے  
اسے سارے مصرعہ وچوں کہے پذیر نما

ناں مے عداواں نال ملا دیو تن داتے تن کیے  
دونوں سنہ برآمد ہوں گن لئے جو گن سکے

## رباعیات

مبارک روز تھا جسد محمد شیر خان آیا  
چہرہ خاندان ہوگا یہی سال تولد ہے  
محمد خلد راہب کچراغ خاندان آیا  
پذیرید رح خواں کے واسطے گوشتاں آیا

سمی حضرت خلد تولد شد عجلت اللہ  
چراگوں باتو قدر و منزلت ان شمت خلد  
ننگر و دو بہ برکت نام اصحاب رسول اللہ  
نبی فرمود خلد بہت سیف عزیز اللہ

شیر زیا علی است آسہ اللہ  
شیر را تیغ چوں بدست آید  
تیغ حق خلد است سیف اللہ  
میزند گردن عدو اللہ

## سجہ

ارضیاے چہرہ شد روشن  
رب نوازید زو محمد شیر  
خانہ آباد خاں محمد خاں  
خلد از شیر شد چہرہ از زمان

## ایضاً

از خان چراغ شدہ روشن این خانہ خاں محمد خاں  
وز خان محمد شیر شدہ وز شیر محمد خاں

محمد خالد سے پہلے کا سب سے

سائل! بیا تکان بر نطف بے نیاز نے

کہ زمشت خاک ساز و سوار و سرفراز

چہ عنایت است بردے کہ بخانہ اش مقرر

ز چراغ خان محمد شیر است و رب نواز

## اظہار مسرت بنام محمد خالد طلوع

مجھے اس نام کی اتنی خوشی ہے

کہ لوح دل خوشی سے بھر گئی ہے

یہی دن رات دھن دھن بج رہی ہے

زبان اسکی اگرچہ پھٹ گئی ہے

برقص و وجد زہرہ مشتری ہے

لگا دی موسلی دھارا اک ٹھہری ہے

فَسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

ہیں بھی جسم خالد کی خوشی ہے

نہیں کچھ اور اب اسمیں سمائی

قلم بھی شوق سے نغمہ سہا ہے

عطار و دیکھ کر ہے محو حیرت

مبارکباد ہے بام فلک سے

ترنم میں ملائک کی زباں پر

غرض ہر جسم میں تاباں شاداں

یہ ہے یہ نام اور اس نام والا  
جہاں تک بزم دنیا بس رہی ہے

## نذر خالد

ہر یک از دیگر است پیش ز پیش

پیش کردہ شود ز خیمہ اندیش

آب زمزم شفاء ہر دلریش

نذر کردم بہت در بہت خویش

بہت چیز است تحفہ درویش

نقشہ روضہ رسول اللہ

شمع مومی و سیرمہ و تسبیح

ہم قودشاین از پئے خالد

بہت تعویذ یک برائے عزیز

از دعا گوئے خاکپائے قریش

## مبارک باد

بہ آغاز سال جدید ۱۹۴۲ء

ہو مبارک آپ کو یہ سال نو

آپ کا ہر سال با اجلال نو

سال نو احببال نو اقبال نو

طاقت و توفیق نیک اعمال نو

ہو گیا آغاز سال جدید کا

نوبہ نو اور دم بدم تازہ رہے

ہو ترقی پر ترقی دن بدن

عزت و برکت ہو جان و مال میں



گلشن ہستی میں آب و رنگ دبو  
دائما خوشحال با اہل عیال  
نویسندہ ہے آج یہ دورِ جدید  
ہر طرح کے جتنے بھی سامان ہیں  
عالم تہذیب قطع و وضع سب  
خوب رویان جہاں کچھ اور ہیں  
مجلسیں آداب طویر گفتگو  
اسلحہ تو نہیں مرکب بھی نئے  
مقترض نو سائل و مسئل نو

نذر کرتا ہے پذیر اشعار نو

طرز نو مضمون نو احوال نو

نئی بہار ہے گلشن میں گلستاں بھی  
نئے علوم نئی روشنی نئی تحقیق  
نئے خیال زمانہ کے ہیں نیاں بھی  
نئی زمین بنا دینگے آسماں بھی نئے

۱۔ یہ مصرعہ دعا شیعہ تائید عیسیٰ نے شاعر کے مہنت سے ایسا نکلا دیا جو کہ فوراً  
تیرہ ہفت کی طرح منزل مقصود پر پہنچ گیا اور اسکے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے عزیز  
محمد خاندان طال حیوتم کو بھیج کر انکی مقبولیت کا ثبوت دیدیا۔ طریقہ کہ  
اس مصرعہ کے عدد بھی ۱۳۶۰ ہیں اور عزیز کے تولد کے بھی ۱۳۶۰۔

والحمد للہ علیٰ ذلک - ۱۲

## مبارک باد معہ تاریخ تولد

۱۳۶۲

(عزیز محمد طارق طال اللہ بقاء) پسر و بچہ ملک محمد شیر خان و

پنیرہ حضرت سائل صاحب المہم بہم

نور العین چراغ محمد نور منور نور نشان  
مژدہ نیک مبارکبادی لطیف رقص کنان  
واو خدا فرزند دگر بہ محمد شیر عزیزان  
روز مبارک پائس مبارک ماہ مبارک مہر رضا  
عمر مبارک بخت مبارک جاہ و جلالت عالیشان  
باد مبارکباد و تہو در ہر لحظہ و زو شاں  
خیر مبارک خیر مبارک کرم بہم و زبان  
نام نہاد محمد طارق حبش خان محمد خاں  
وقت مبارک صبح مبارک نجم سعاد گشت میاں  
خادمین متین محمد یاد سعید و حیدماں

سال مبارک بحری عیسوی گرد پذیر فقیہاں

بعد تولد و - وہ شیریں - شہد محمد طارق خاں

## ایضاً

نونا مال باغ احمد شاہ کونین آمدہ  
پیشانی شد عطا طارق محمد شیر را  
مرحبا صد مرخا گویم بہ ہر اندام او  
گرچہ دور افتادہ ام از قرب ظاہر ولے  
ہدیہ تبرکات ایں است از پذیر بے نوا  
از برائے دانش نور معینین آمدہ  
جفت شد خالکہ اور امانی شہین آمدہ  
صد مبارک امتی یک جہد حسنین آمدہ  
نزد و این مسکین ہمچو قاف سین آمدہ  
اگر قبول افتد زہے اعزاز دابین آمدہ

## سجہ نو

چراغ خان محمد کے ضوی ہے باریق | ضیا محمد شیر اور خالد و طارق  
نواز سے اپنی نوازش سوز ب نواز کو بھی | خدا کرے کہ جہان میں رہیں بشارق

## مبارک باد سال نو

۱۹۴۳ء مطابق ۱۳۶۲ھ ہجری و ۱۳۲۲ھ شمسی

مبارک بادے نو سال تا صد سال مے باشد  
ترا فضل خدا ہر سال شامل حال مے باشد

مرحبا مرحبا اے سال جدید  
چھپے ڈائے قلم نئے نغمے  
عیسوی سال اور ہجری بھی  
سات دن کا ہے فرق دو نوٹیں  
شمسی ہجری بھی عیسوی کیسا تھ  
جنوری سے ہوا نووری ہماہ  
ہو محرم ہمارا محرم حال  
ماہ صلح است اولین شمسی  
خیر و برکات کا ہو استقبال

ہو مبارک لقا اے سال جدید  
ہو گیا ابتداء اے سال جدید  
زل کے آئے ہیں دنوں سال جدید  
مشترک ہے بنا اے سال جدید  
ہو گیا ہمنوا اے سال جدید  
ماہ و شمس ہو ضیا سال جدید  
داغ دل کے ہٹائے سال جدید  
صلح سب میں کرائے سال جدید  
برکتیں ہم پہ لائے سال جدید

جگمگاتے نہیں دلوں کے چراغ  
آپ کو اور ہم سر سبوں کو  
دور ہو قحط آئے ارزانی  
خستہ حالت غریب لوگوں کو  
جنگ کی وجہ سے جو ہیں بے تنگ  
شہ ہمارے کو فتح کا جھنڈا  
جو ہیں بیمار ہر طرح اُن کو  
بے ہدایت جو ہیں خدا اُن کا  
نیک لوگوں کو نیک عملوں کا  
میسرے جیسے گناہ گاروں کو  
سالہا سال کر دیئے برباد

ظلمتیں سب ہٹائے سال جدید  
سب کو خوشیاں دکھائے سال جدید  
ہر بلا سے بچائے سال جدید  
از سر نو بنائے سال جدید  
رنگ اُن کو رنگائے سال جدید  
سہ پہر لہرائے آئے سال جدید  
بخشے صحت خدائے سال جدید  
بادائیت بنائے سال جدید  
نیک بدلہ دلائے سال جدید  
ہر گناہ سے بچائے سال جدید  
دیکھئے کیسے جا اے سال جدید

اب تو سائل پذیر عاجز کے

بخت خفتہ جگائے سال جدید

## ایک اور سال نو

۱۹۴۳ء مطابق ۱۳۶۲ھ ہجری

ہو گیا سنہ آج چوتالیس اور انیس سو  
ہو گیا ہندس سال عیسوی ہجری کیسا  
ہر طرح سے ہو مبارک آپ کی سیال نو  
منتہی ہے عیسوی ہجری ہے اس کا پیشرو



کر رہے ہیں یہ اشارہ دونوں نے قریب  
دو ہوا نفس میں نفس ضائع مکن  
اے فتاوہ دور اندازہ خدا نزدیک  
ابراہیم قریب حق ہر نفس با یگر  
صد مبارک صد مبارک ہے دعائے لیدر  
مگر چھ وقت اس دعائے او نباشد نیم جو

ضیاء نور چراغ تو دا ہما بادا

ہمیشہ خواں سخائے تو پڑیا یادا

آپ کے فرزند ارجمند سپر اکبر ملک شیر خاں کچھڑا لکھنؤ پوسٹ فائیز ہونے پر!

## دُعائے مبارکباد

ترا سا قیا دور چلتا رہے  
بجوش فوضاں تجر کریم  
چراغ شب وصل جلتا رہے  
کناروں سے بھر بھر اچھلتا رہے  
ترے باغ بیدا کا ہر شجر  
سدا اچھولتا اور بھپکتا رہے  
تیری رفعت و جنت و اقبال کو  
عدو دیکھ کر ماتھ ملتا رہے  
نہ دیکھے کبھی کامیابی کا منہ  
فقط موم کی طرح گلتا رہے  
تیری آرزوؤں منتاؤں کا  
خوشی میں زمانہ بدلتا رہے

پذیر دعا گو کی خوش قسمتی کو

نیا روز موقع نکلتا رہے

## ایک اجزہ کی طرف سے دعا

اک حاجن عاجز کہتی ہے تم شاد رہو آباد رہو

ہر رنج و بلا و مصیبت سے آزاد بہ آل اولاد رہو!

اے مرد خدا مسکین پرور رہو زندہ جہان میں تاحشر

ہر لحظہ خدا کے فضلوں سے شاد رہو دل شاد رہو

ہو بہت بلند اقبال ترا بابرکت ہو وہ مال تیرا

جس مال سے حاجتمندوں کی لبت کرتے امداد رہو

رہیں رنگ ترے دیوانوں میں بتانوں محل مکاؤ نہیں

جانبا ز اپنے پروانوں میں مسرور چراغ آباد رہو

شکریہ ترے احسانوں کا نہیں ہو سکتا پن دانوں کا

پھل دیکار ب جہانوں کا اس مالک کے حمد اد رہو

رہے محو پذیر دعاؤ نہیں اللہ کی حمد ثناؤ نہیں

تم یاد خدا میں محو رہو ہر وقت اسے بھی یاد رہو

## خیر مقدم رمضان شریف

مُحِبًّا اہلاً و سہلاً ماہ رمضان آمدہ | مُوجِب بركات بہر روزہ داراں آمدہ

شَهْرَ مُضَانَ الَّذِي قَالَ إِلَهُ الْعَالَمِينَ  
فِيهِ آيَةُ الْإِلَهِ وَبَيِّنَاتٌ مِنَ الْهُدَى  
هَسَتْ وَزَا فَرَزَ فِي مَهِ مَنُورِ صَائِينَ  
أَمْرًا يَأْتِي خُذَا مِنْ شَهَادَةٍ مِنْكُمْ فَلْيَعْلَمُوا  
أَنْ طُلُوعِ صَبْحٍ صَاقٍ تَابَهُنْكَامِ غُوبٍ  
فَدِيرَ بِرَاطَاقٍ وَنُومِيدِ هِمٍ بِسِرْكَسٍ  
عَزَتْ وَكَرَامِ رَمَضَانَ كَرْدَهُ بَائِدِ الْخِي  
تُوجِدُ أَنْ رُوزَهُ رَمَضَانَ حِينِ نِعْمَتِ  
شَافِعِ الصَّائِينَ صِيَامُهُمْ قَالَ الرَّسُولُ  
يَقِيهِ اللَّهُ تَبَارَكَ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ  
فَوْحَةُ لِلصَّائِينَ صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا

شکر لکھو ملو می شد خور و نوش و پذیر

از پی در ماندگان دار و در ماں آمد

اے خان محمد خوان کرم ہر وقت ترا ایزا دے  
ہر نعمت دولت برکت سے آباد چراغ آباد رہے  
(مبارک ماہ رمضان ہو مبارک)

ماہ رمضان ہو مبارک باد با صیام و قیام و زادِ معاد

شہر این شہر برکت و خیر است  
جمع کن خیر وقت تو خیر است  
چند ایام این غنیمت وال  
شکوہ نغیہ کس نہ نغیہ  
صد صلوة و سلام صد بہ پذیر  
عام خوان کرم خدا بخشاد  
تاشوی فائز از حصولِ مراد  
تجملوا میکن رجس فریاد  
کرده باید نفیس خویش جہاد  
بر رسول کریم و آلِ امجد

## تحفہ رمضان شریف

آمدہ منجانب سائل صاحب

تحفہ رمضان آمد برعد و ایام او  
از دل و جانم بر آید صد غنا و صد سلام  
پس جزا ہ اللہ ربی حسن الحسن جزاء  
رحم ساز و بر فقیران رسم یابد از خدا  
ہر کہ کوشاں است و ایمان من سلام من  
فضل حق شامل لے و بابا ابا اجداد  
ہدیہ دعوات بفرستند پذیرد بنوا  
خوب میگذرند با آرام جسم و صیام او  
از برائے آنکہ بفرستند و این العام او  
و اکما با و سلامت نام با کرام او  
گفتہ شد من رحم رحم در کلام پیام او  
زادہ اللہ دین رومیان و اسلام او  
آل او اولاد او ہر خوشی یار نظام او  
اے خدا در دین دنیا نیک کن انجام او

کرنا ہوں نذر خدمت موتی پر کین

آئیں پسند آپ کو یا ناپسند ہوں



## تختہ درویش

خدا کرے کہ فراغت ہو اک نظر کیلئے

زہیں نہ شرفِ ملاحظہ سے وا دخواہ محروم

چند کتب است تختہ رمضان  
سیم و زر تختہ اغنیا باشد  
لست آل کتب میسگنم مرقوم  
ہست مجموعہ خطب ایک از من  
سوم پنجسورہ ہست باغ بہشت  
نام چہم حقیقت الاسلام  
ہست مجموعہ وظائف یک  
نیز گلدستہ معجزات رسول  
یک کتاب محمدی گلزار  
وہم گلزار چار یار کبار  
نیز گلزار حضرت موسی  
سورت والضحی بہ نخبابی  
ہست دو حصہ زہیت الاسلام

نذر بجناب خاں محمد خاں  
سخن شیریں است تختہ درویشان  
تاکہ تعداد دے شود آساں  
دوم احوال آخر است کلاں  
نیز دعوات اوعیہ تراں  
شرح تفصیل مجملہ پنج ارکان  
از رسول کریم فخر ماں  
ناصح المسامین وعظ و بیان  
در سوانح رسول پاک عیاں  
ہست دروے سوانح الیشاں  
جملہ حالاتش اندرین برخواں  
نام اکرام سرور دو جہاں  
خوان لیغا است یک مزید برآں

نام حق ہم بدائع منظوم  
ہست گلزار یک مدنیہ پاک  
غزلیات خلاصہ حافظ  
نظم رفعات نیز مکتوبات  
نہیت موجود یوسفی گلزار  
نعت سہ حصہ ہست یک معراج  
ہمچنین چار پنج نسخہ خورد  
صد مبارک اگر قبول افتد

شرح ہر دو است و پنجاب ماں  
نیز گلزار مکہ ہست رواں  
کردہ شد انتخاب از دیواں  
چہل احادیث ہچو باغستان  
ورنہ ارسال کردہ باشد آں  
مدح حبیلانی پیر غوث زماں  
سی و سہ ہست جملہ خورد و کلاں  
از پیرے فقیر پیش کناں

جواب لکھنے کو بھی یاد خاکسار ہے

کہ انتظار میں عاجز نہ بمقید رہے

## ہلال عید

گذشت ماہ صیام و خدا فراغت داد  
پذیر گرچہ بعد است از جانب عید  
ہلال عید نصیب ہما مبارکباد  
خدا گف کہ فراموش این عید مباد

ع (مبارک باد عید الفطر فی مابین و سکرۃ)  
مبارک باد عید الفطر ماں  
بخیر و عافیت دائم سلامت  
خدا در دو جہاں دارد شمارا

کہ دروے یاد کردی این گدارا  
خدا در دو جہاں دارد شمارا

ہزاراں شکر با محمد ﷺ  
مکمل ماہ بصیام و قیامش  
ہمہ این ثمرہ سعی جناب است  
مبارک صد مبارک تا لوگوں  
جَزَاكَ اللهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا  
بدولت دین و دنیا سرفرازی

شدہ رمضان میسر خاکپارا  
خدا توفیق داد این بینوارا  
کہ نصرت کردہ مارا خدا را  
خدا برکت و ہدایت سخارا  
مضاعف مینویں اس عطارا  
ترا ہم جسد خویش اقرارا

خدا حافظ بہ ہر جائے کہ باشی  
عفو باید پذیر پر خطارا

## عید مبارک ۱۳۶۳ھ

ماہ رمضان نخب و فضل گدشت  
بیکراں اجرا از صیام و قیام  
فہم قرآن تلاوت و تہران  
بر مساکین صدقہ و خیرات  
از خداے کریم ہر لحظہ  
مال و اولاد و صحت و برکت  
خبر خیریت چراغ آباد  
عید رمضان تو مبارک باد  
ہمچو باران تو مبارک باد  
ختم قرآن تو مبارک باد  
از دل و جان تو مبارک باد  
فضل و احسان تو مبارک باد  
بخت خداں تو مبارک باد  
نورافشاں تو مبارک باد

نہر مرادے کہ از خدا خواہی  
ہنشین بد و ستاں امروز  
کلبہ حسن سیرگاہ من است  
سہل و آسان تو مبارک باد  
بزم یاراں تو مبارک باد  
سیرستاں تو مبارک باد

از برائے نیاز مند پذیر  
دست و دامان تو مبارک باد

عرض کرتا ہے پذیر بنو  
محترم شیبہ مبارک عید ہو  
عید بھی کہتی ہے اپنے قلب سے  
محسنی حضرت مبارک عید ہو

## تخیل

اس نظر کم ہر شعر کا ایک ایک پہلا حرف جمع کرنے سے دو نام مرتب  
ہو جاتے ہیں ایک آپ کا نام نامی خان محمد اور دوسرا آپ کے والد ماجد  
کا اہم شریف محمد چراغ خان غفر اللہ تعالیٰ

خیال آں مایہ و در دل بیتاب چوں آید  
الم نشرح پیے تسکین دل تو خیزد بزوانم  
نویں وصل جاننا بے عید الفطر نفرو ششم  
محبت ماسوی اللہ را خدا بر باد گرداند  
حلاوت این حیاتی تلخوش معکوم میگردد  
ملود دل نہ بر آید بغیر از منزل فانی  
بکاؤ آہ و وادیلانہ درد دل بروں آید  
الم ترکیف از بہرے عدد و بدشگون آید  
کہ ہست این رب بیرونی از و فرحت دل آید  
نہ از فے لذت بیرون ذوق اندر دل آید  
نظر این کا رخا نہ او چو سقف بے ستون آید  
بحر جام فنا فی اللہ دلائل اسکون آید



فے در صحبت جانان نشستن بادل فارغ  
 چہ روشن آفتاب مہتاب انجم گردد  
 رسیدم و فراق او به این فوجت که چون نام  
 الا سے محراب منزل جانان چه مقام  
 غلام آن شهنشاهم که ملک و جهان دارد  
 خمیده بر دوش ایم سر تسلیم کل عالم  
 اسیر ام الفت از کند غیر آزاد است

نه رخ و زحمت دروالم ز پندیر کم گردد  
 بهر لحظه از لیشاں هر چه می آید فزونی آید

## عید الاضحی

(آمد آمد به عید الاضحی کی)

عید اضحی قریب می آید  
 صد هزاراں شوند سر قرباں  
 از صدا یائے لغره تبکیر  
 بارغ عالم شود گل و گلزار  
 شاد ماں اندریں بهار تان

قبر یوم النجیب می آید  
 زانکه روزی عجیب می آید  
 روز که صلیب می آید  
 زونق عندهایب می آید  
 هر امیر و عریب می آید

هر کسے خوش لباس می پوشد  
 دوستان را پیئے مبارکباد  
 از دل غمزه منال از نو  
 دور افتاده پیر کنعان را

راحت و رنج از برائے پندیر  
 هر چه باشد نصیب می آید

## عید مبارک

کشاده خوان محمد بنی کل جہاں کیلئے  
 پذیر نعمت ایں خجسته نصیب کیلئے  
 بهر ایک قوم ہر اک ملک ہر ماں کیلئے  
 انہیں یہ عید مبارک ہے جاوداں کیلئے

عید اضحی بہ تو مبارک باد  
 ہست ایں روز جامع احسان  
 ہر چه خواہی تو می کنی قرباں  
 رنج کعبہ شود نصیب شما  
 ہست براخت تمام سال رواں  
 با ہمہ تر باؤ اہل و عیال

روز حسنے بہ تو مبارک باد  
 ز بد و تقوے بہ تو مبارک باد  
 ایں صبح پایا بہ تو مبارک باد  
 سیر بطحا بہ تو مبارک باد  
 سال آخر بہ تو مبارک باد  
 دین و دنیا بہ تو مبارک باد

عزت و جاہ خالداً ابداً  
و اما ہست این دُعائے پذیر  
قُبْر اعلیٰ بہ تو مبارک باد  
فضل مولا بہ تو مبارک باد

عید ہوتی ہے تندرست و نکی

ہم مرلیوں کا عید کیا کام

آج خوشیاں ہیں عید خواہوں کو  
خوش لباس اور خوش خراکین ہیں  
نیم بسمل ہیں ایک فترت میں  
آج ڈھونڈینگے لوگ قُرب خدا  
سال بھر مسجدیں رہیں ویراں  
ایک وہ ہیں جو کلمہ خوان ہو کر  
اہل توحید محض اللہ سے  
ہے غریبوں کی عید کا اک دن  
عید کا دن انہیں مبارک ہو  
کون بخشے الہی تیرے بغیر

عید کر دے پذیر کی یارب

تیرا تکیہ ہے بے پناہوں کو

## ایک اور عید نامہ

ہمیش آتے رہیں جہان میں کئے دن  
ہوں بقیر اور چو سیاب تیری فرقت میں  
خدا کرے کہ وہ دن بھی مجھے ہو جلد نصیب  
مجھے توقع ہے میرے خدا کو قدرت ہے  
ہیں آج لگوں کے دلیں تو عید کی خوشیاں  
منا لو آپ تو عید او میں تو ہوں بے چین  
الہی عید بنا دے کبھی تو عید کی بھی  
ہے عید عید میں بس ایک نقطے کا فرق  
بڑھائے عید کا نقطہ کہ عید ہو جا

خدا نصیب کرے مجھ کو تیری دیدن  
یہ دن میں عید کے میرے لئے عید کے دن  
کہ تیری بزم میں مل سٹیوں میں بھی عید کے دن  
اگر بدل دے خوشی سے غم شدید کے دن  
مجھے میں عید سے بڑھ کر ہے نوید کے دن  
کہ عنقریب میں ابن الی شہید کے دن  
گذر نہ جائیں غموں میں تیرے عید کے دن  
رضا کے نقطہ سے بھرتے مری امید کے دن  
سحید کر دے سعادت سے اس عید کے دن

نگاہ عفو ہو یارب پذیر عاصی پہ  
کہیں دلیل نہ ہوتا بھیسے عید کے دن

## بچوں کی عیدی

بطور نذر

خالد کی بھی عیدی طاق کی بھی عیدی | اور ساتھی ارسال ہے اک رب مجیدی



سوغات ہو یہ ان کیلئے ملک عرب کی  
دسمے کا بھی اک ڈبہ ہے ارسال بخیر  
ہے آپکا احسان کہ جب پہنچے یہ جا کر  
بس اس کے سوا اور نہیں کوئی بھی حاجت  
ہو روز قیامت بھی میرے ساتھ وہ شامل  
بولیں پیمبر بھی دالغنی و نفسی  
کدوی ہے تباہ عمر خرافات میں اپنی  
اک الحدیث کی ہے صرف محبت  
بل جائے پذیر آپ کا غسل شفا  
کر دیگا گناہوں کی وہ سب دُریابی

## عید گزشتہ مبارک

عید اضحیٰ بخیر و فضل گذشت  
من شستم بہ ہجر تو حیراں  
صد ضحایا اگر چہ گشت ذبیح  
نہر کسے یافت از مسرت طشت  
مثل گم کردہ راہ اور وشت  
نفس امارہ وائے ذبیح گشت

گر بہ صبح را شود وصال حبیب

وشت باشد مثل حال حبت ہشت

## ۴۰ (آئی تھی عید جو گذر بھی گئی)

یا رب یہ عید آئی تھی کس کام کیلئے  
ہوتا ہے ہمیں اور بھی پن ان کچھ کچھ  
قریبیوں کا خون گرانے میں ہے یہ از  
ہو جاؤ اسکی راہ میں سربان ہمہ تن  
دولت میں ایک حصہ مسالین کا بھی ہے  
آرام اس جہاں کا تو بس چند روز ہے  
یہ دن تو جس طرح بھی گزراے گذر گئے  
کیا پوچھتے ہیں آپ میرے غم کی داستان  
تحسین آفرین سو جاتے نہیں ہو دکھ  
چشم حریف کم نہیں دوزخ کے پٹیسے  
ساتی نے اپنی بزم کو محسوس کر دیا  
بیوقت گر ملا تو ملا کس شمار میں  
رندوں کو کہہ دو جا میں کہ یہ عید شکست  
لاکھوں اسیرام ہیں سریناں کے آج  
کرو یہ طلوع پذیر فقیر کو  
کیا صرف فوج کرنیکو انعام کے لئے  
یا ہے نماز عید ہی اسلام کے لئے  
سب کچھ خدا کو سونپو انجام کے لئے  
اگلے جہاں کی عزت و اکرام کے لئے  
یاسب کی سب سے اپنے ہی آرام کے لئے  
آرام وہ ہے جو کہ ہو مادام کے لئے  
ضوء چراغ چائے کچھ شام کے لئے  
چھوڑا نہیں دکھوں نے کسی کام کے لئے  
کچھ مانگتا ہے پیٹ بھی اطعام کے لئے  
ہل من مزید شور ہی اس نام کے لئے  
ہم دیکھتے ہی رہ گئے اک جام کے لئے  
کافی تھی فاقہ مستی بھی سرسام کے لئے  
کیوں بیٹھے دیکھتے ہیں وہ انعام کے لئے  
فصت کہاں ہے آپ کو بنیاد کے لئے  
غریبا کی عید ہوتی ہے بس نام کے لئے

مردماں میکنند عید امروز  
نے وضو نہ غسل و نفل نماز  
من شستم بخت و دل سوز  
نام من وائے مسلم است ہنوز

مکرر

آئی تھی عید بقرہ آ کر چلی گئی  
عیش و طرب کی بزم میں برسا کی طرح  
پر کیف ایک گونہ نسیم تھی وہ  
اک لحظہ کر کے مسلم آبادیوں کو شاد  
دستی بھی جس کے آنے پہ قربان ہو گئے  
اک سکر کو عید مبارک کے نامہ جتا  
میں دیکھتا ہی رہ گیا آفا کی ڈاک کو  
خوش آمدید کہنا بھی ہو نہ مل سکا  
مدت کے بعد آئی تھی اک روز کیلئے  
پھر زندگی میں دیکھئے آئیگی یا نہیں  
آنا نہ آنا اس کا برابر رہا پذیر

ہوتی ہے عید لوگوں کی ہر سال سن کے بعد  
ہوگی ہماری عید تو گور و کفن کے بعد

کیا تو چھتے ہو کونسا انعام چاہیے  
سب کچھ اسی کیساتھ ہی وابستہ جزو کل  
کر لیجے درج اپنے غلامو میں میرا نام  
نور و قصور و جنت ہیں اسکے آگے بیچ  
مر مٹ چکا ہوں تجھ کی کھا کھا کھو کر  
اک ٹھونک سے ہی عمر کی نقدی تو اڑ گئی  
ہیں خاص خاص مرتبہ حاصل کے واسطے  
میسے لئے تو وصل کا اک جام چاہیے  
غیروں سے کاٹ دینا میرا نام چاہیے  
کیا اس سے بڑھ کے اور دل آرام چاہیے  
مسلم کو صرف کامل اسلام چاہیے  
کچھ اب تو بعد مرن آرام چاہیے  
گنج کرم سے دولت مادام چاہیے  
عاموں کو لطف اور کرم عام چاہیے

دنیا کی الجھنوں میں رہا اب تاک پذیر  
دم واپس تو نیک سرخجام چاہیے

شکر عید  
بعد عید

بہار شکر خداوند قادر و قیوم  
اگر کمینہ گنہگار ورنہ کوباشد  
رسید عید عطیہ جناب عاجز را  
مٹان کردہ شود جلد باز را تعجیل  
کہ مے رساند ہر خاص عام مقسوم  
زلطف خویش کسے انے کن محروم  
جزاء خیر بہ وہ چند حق کند مرقوم  
کہ بہت عجلت و انساں لازم و ملزوم  
ہمیشہ روشن خانہ چرخ غیاں مرقوم



بہ زخیرِ سَلِّ الہی تو خوش باشی  
بہدیشہ کو کب اقبال تو درخشاں باد  
بجملہ خوش اقبال ہر بلا معصوم  
ترقیاتِ بدینا و دین ہم معلوم

پدیرِ نوروچر ساز و بغیر دعا و ثنا  
ہمیں است تحفہ خادم بدرگہ مخدوم

## آپ کا عید نامہ آپہنچا

سوزِ دل جب فلک پہ جا پہنچا  
بوسہ دیکر لگایا آنکھوں پر  
بھر گیا جامِ دل مسرت سے  
جانِ جانیکسی انتظار میں تھی  
مَرَحِمًا مَرَحِمًا جَزَاكَ اللہ  
ہو گئی عیدِ یومِ عید کے بعد  
ہے یہاں انتظامِ ڈاکِ خراب  
وقت پر خط کئی نہیں ملتے  
خیر جو کچھ ہوا وہ ہو گذرا  
یَوْمِ تَشْرِيقِ تونہ جانے دے  
بارش اس ملک بھی رہی دوروز

آپ کا عید نامہ آپہنچا  
جب وہ مکتوبِ جانِ فرما پہنچا  
یاس میں گنجِ بے بہا پہنچا  
وقت پر نسخہ دوا پہنچا  
مردہ کو ساغ شفاء پہنچا  
جب کرمِ نامہ عید کا پہنچا  
جب سے آکر ملیا پہنچا  
جیسے یہ آج آپ کا پہنچا  
جو مقدس میں تھا وہ آپہنچا  
کیا ہوا صبح یا مساپہنچا  
فصل کو فضل از خدا پہنچا

قحط سالی بھی دور ہو یارب!  
کر دیا تنگ اسکی خشکی نے  
نرخِ اشیا بہ انتہا پہنچا  
عید کو بھی اثر بُرا پہنچا  
جو بھی آتا ہے غرق ہے سب کچھ  
گر چہ صد ہا لکھو کھہا پہنچا

نالہ اشکِ ریزہ کلک پدیر

سولسو اور جا بجا پہنچا

خدا جانے کہاں تک وبائے قحط سالی  
کہاں جائیں کدھر بھاگیں کاغذِ ناز  
اور اسپر و بھی کیا کیا مصیبت نیلی  
الہی رحم کر تو ہی ترا دبارِ عالی ہے

## قحط سالی ۱۹۴۳-۴۲ء

موت پہلے ہی ہم پر کیا قیامت آگئی  
پہلے محشرِ بطرحِ دل پر تر نزل آیا  
قحط سالی میں تھی ستونکی جا گھر آگئی  
دیدہ حیران آگے ایک طغمت جھاگئی  
نرخِ گندم بی رہے خوں ہمارا و مبدم  
دھوٹے پھرتے گرانی میں بھگت فرم ویش  
لوگ تو کھاتے گندم ہو گندم کھاگئی  
رات دن بی بی تڑپ آنکھوں پر چھاگئی  
ہم غریبوں کو خریداری لے کر دکھاگئی

یا الہی کون ہے تیرے سوانا دار کا

کر نگاہِ لطف یہ کیسے مصیبت آگئی

چڑھا طوفانِ جانِ نبی عالم میں بلاؤ کا  
سہارا ہے سیکو اپنے جلی ناخداؤں کا

کسی کو ساز و سامان مال و دولت کا سہارا  
 اٹھی تو ہی حفظ ہے غیروں کے نواؤں کا

## ہڑتال وغیرہ ۱۹۴۲ء

بازاروں میں ہڑتال ہے دکانوں میں ہڑتال  
 ہے بہت بُری خوردنی سامانوں کی ہڑتال  
 ڈر ہے اسی شورشِ بدتر کے اثر سے  
 ہو جائے کسی روز نہ انسانوں کی ہڑتال

رعایا کیوں نہ ہو بے چین بیدل  
 لگے ہیں آج تالے منڈیوں میں  
 کدھر جائیں نہ مینداروں کی چشموں  
 نہیں وہ آج لیتے ایک دانہ  
 بنے تھے جو کہ شاہوکار ہم سے  
 جو کرتے تھے ہماری منتیں کل  
 جو ملتے تھے کبھی خود موم ہو کر  
 مہاجن بن کے بیٹھے ہیں مرنے سے  
 بھلا آرام سے وہ کیوں نہ بیٹھیں  
 ہمارا خون چوسا خوب لوٹا

ابھی تک انکی قرضہ خواہیوں کے  
 ہے اپنی غلطیوں کا یہ نتیجہ  
 نہ اپنے ماتھے میں رکھی تجارت  
 سمجھ کر خیر خواہ بیگانگان کو  
 نہ دُنیا کو سنبھالا اور نہ دیں کو  
 زمیں کے فخر پر عاجز زمیندار  
 اسی میں ہو گیا عاجز وہ برباد  
 ادھر اجناس کو کوئی نہ پوچھے  
 مصیبت پر مصیبت آ رہی ہے  
 کہیں جنگوں کی آتش شعلہ زن ہے  
 خدا جانے کہ کیا ہے ہونے والا  
 گئے آرام کے دن اب تو جاگیں  
 خدا کے پیش جھک جائیں ہمہ تن  
 وہی اس وقت ہے نصرت دہندہ  
 ہٹا دے وہ غضب اپنا جہاں سے  
 اسی کا ہو کر دم و دل جہاں میں  
 بغیر اس کے کسی کا کیا سہارا

ہماری گردنوں میں ہیں سلاسل  
 رہے بیکاریوں کے آپ حاصل  
 نہ ہی اپنا نبایا کوئی عامل  
 ہوئے ہم آپ ہی خود اپنے قاتل  
 رہے کورے کے کورے بے شواغل  
 رہا لالہ پرستی میں ہی شاعِل  
 پھر اب کاٹتا اپنے اتارل  
 ادھر سرکار کا دینا ہے حاصل  
 کہیں اندھی کہیں پر ہیں زلازل  
 کہیں پر ہیں بلائیں اور نازل  
 مگر غفلت میں ہیں نادان جاہل  
 یہ کیسے سخت ہیں ایام حائل  
 کہ بھیجے اپنی رحمت کے وہ بادل  
 وہی آساں کرے ہر ایک مشکل  
 اسی کے ہیں سبھی محتاج و سائل  
 اسی کا فضل ہو ہر حال شامل  
 نہیں نبٹا کوئی مشکل میں حائل



نہاؤں پر ندائیں ہوا دھسے  
لیکن یہ جواب آدے اُدھسے  
نچل تم عجل تم عجل  
فامہل تم فامہل تم فامہل

پذیر بے نوا ہے مشکلوں میں

فسہل رب فسہل رب فسہل

طولانیہ عنقیہ سے بیزار دل نہ ہو  
میرا سیاہ نامہ وہاں مضحک نہ ہو  
پھر اس طرح کی ہوگی نہ یادہ گوئی کبھی  
تاکے سکون میں جا کر نخل نہ ہو

## خاموشی و لنواز

وہ چپ ہیں کی خاموشی مجھے لگ کر کھتی ہے  
صبا جا کر انہیں کہہ کے لکھیں غنیمت اپنی  
یہ خاموشی بھی اک جادو بھرتی تاثیر رکھتی ہے  
کہ تحریر ان کی بھی تقریر کی تصویر رکھتی ہے

چکمت است الہی کہ بادہ درجوش است  
بہ میکشان قدیمیاں بدنہ ایچ جواب  
نہ حسابال نو لیسہ نہ مسکنہ آگاہ  
منم بجز عہ وصل آن نگار عطشانم  
بغیر صحبت جاناں عمر چہاں گذرو  
اقتم واجبم قاصد خاموشی بفرستد  
نہرا حیلہ اتنی کنیم و خاموش است  
چہاں سکوت گرفتہ کہ مست و مدوش است  
چہ عیب ید کہ از زندگان و پوش است  
نہ نصیب کسے کو بدو ہم آغوش است  
ولم بولولہ این ہمیشہ بخروش است  
نہ لب کشاؤ نہ شوا و چون پندہ در گوش است

ہمیں طیر و زریں یکے پیام خوش است  
غنیمت است بریں ہنچ اوچہ میگزدم  
کہ کمترین بیاد است و فراموش است  
ازیں جہاں کہ کلیم سوار بردوش است  
پذیر چلہ جہاں است زندہ بر امید  
چہ پاکدامن صوفی چہ ندے نوش است

## ہر چہ در خطوط سلم را شکافتم از جانب جناب جوابے نیافتم

کہم نامہ مبارک آپ کا جیتا نہیں آتا  
دعاؤ نہیں ہوں دُرات شاغل خیر ہو یا رب  
دل بچپن کو آرام بھی تب تک نہیں آتا  
بہت دن ہو گئے مکتوب کیوں اتنا نہیں آتا  
مشرق آگے میرے لئے جام سترت ہیں  
صبح سے دیکھنے لگتی ہیں آنکھیں منتظر اپنی  
قرآن بقیاروں کو لب شب تک نہیں آتا  
سکون قلب اب بھی دیکھئے کب تک نہیں آتا  
پذیر رطلات نہ بر خیریت کا طالب ہے

بلاؤ رنج و رحمت آفتیں بچاں میں لاحق ہیں

خدا جانے کہاں آرام وہ میرے لاحق ہیں

درداکہ مراد است شبابے نہ وہد  
بجز خبر و آرام دل آرام نہ گیرد  
کہر نامہ نویسم جوابے نہ وہد  
خود ایچ خبر فیض آباے نہ وہد  
صد تو بہ کف دیہج ثوابے نہ وہد  
پیری سپہ رفتن تالے نہ وہد  
گر نامہ نویسم جوابے نہ وہد  
خود ایچ خبر فیض آباے نہ وہد  
صد تو بہ کف دیہج ثوابے نہ وہد

مطربہ ہزار میرزا نشتک و مضرب  
اے پیرمغاں چہ کنم ایں بادۂ گلگول  
بنے خوابی و بے لطفی بدو دوش سوارا  
من نشنہ لہم طاقت گفتار نہ ارم  
اے گلک پندیر اینچہ غریباست خبردار  
خاموش کہ آں یار عتابے نہ دید

## وجہ خموشی کی لاعلمی

آہ ایہ ام محبت بھی بلاتا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
جسکو لگتا ہو اسے ساتھ ہی لے جاتا ہو  
کر لیا آپ نے منظور مرے نالوں کو  
کچھ دنوں آپ کے مکتوب جو محبوب ہے  
تیس تاریخ کو اک کا وار سال کیا  
آگیا ایک دو منٹ کے بعد آپ کی خط  
میں نے سمجھا کہ فرح بخش ہو ملفوف مگر  
پڑھ کے دیکھا تو ہوا بہت تر و دو کو  
غم نہ ٹھیکین غم اور بڑھانے آیا  
بلکہ اک تیر قضا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
قاصد ملک تھا مجھے معلوم نہ تھا  
یہ بھی اک فضل خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
یہ توقف تو بجا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
اس طرف حال مگر کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
جو کہ اک دردنا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
نغمہ ہوش رہا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
درد انگیز لکھا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
بالہ وہ دل کی دوا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہو یہ ہر قسم کی تکلیف نصیب اعداء  
کچل دیاؤں سے مل کے ملیں ریا کو  
ہو گیا اسکی خبر پڑنے سے میں بھی بزدل  
پڑ کے اس دام محبت میں نکلنا کیسا  
دل کا سودا ہے کسی اور پہ کوہ کیوں ہو  
بعد مرے کے بھی کہتا ہی ہو گیا یہ پندیر  
وقت بہت دُعا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
ایلا پھر جو گیا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
خط نہ لکھوں سے بھرا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
یہ تو عنقا و ہما تھا مجھے معلوم نہ تھا  
اپنے ہی آپ کو سودا تھا مجھے معلوم نہ تھا  
میں ہی پر عیب خطا تھا مجھے معلوم نہ تھا

## ملیر یا و مزاج پرسی

الہی دشمنت بیمار بادا  
چنان شگفاں شود باغ وجودت  
ملیر ہے کا جو نوذی بخار ہوتا ہے  
نہ یہ خبر تھی کہ ایسا ہے بے ادب کجنت  
یہ چھوڑتا ہے سواروں کو اسکی خیر نہیں  
مرے سے بیٹھیں اس کے مقابلے والے  
دوا ہے اس کی وہی جو کہ تیرین کی ہو  
کوئی برابر صدقات کے علاج نہیں  
ہر ایک سیال میں ہوتا ہے عکس اک دن  
ترا صحت ہمیشہ یار بادا  
کہ از ہر برگ او گلزار بادا  
سمجھتے تھے کہ گردوں پر سوار ہوتا ہے  
سواروں پر بھی سوار ایک ہوتا ہے  
شفا کی گولی کا دیکھو شکار ہوتا ہے  
یہ خود ہی گھر گھر جا کر خوار ہوتا ہے  
اسی سے کھلے نہزیت فرار ہوتا ہے  
ہر اک بلاؤں میں صدقہ بکار ہوتا ہے  
ملیر ہے کا بھی موسم بہار ہوتا ہے



مگر بہار کے پیچھے خزاں بھی لازم ہے  
 نہ نورِ صبح ہمیشہ ہے نہ ظلمتِ شام  
 یہی ہو حالتِ انسان کے انقلاب کی بھی  
 ہزار شکر کہ اب آپ رو بصحت ہیں  
 چراغِ زندگی روشن سلامتی سے ہے  
 دعائے صحت کرتا ہے دلپذیر فقیر

ہمیشہ شامل حال تو عافیت بادا

شفا و صحت ہر لحظہ خادمیت بادا

مجھے بھی گرچہ کئی دن بہت بخار رہا  
 ادھر تو اپنی علالت کی بقیہ رہی تھی  
 ادھر سے ڈاک کے آنے کی انتظار رہی  
 نہ آئے ڈاک نہ جائے بخار کا ڈاکو  
 چونکہ گریختے عاجز کے ہوئے خاموش  
 پڑا ہوں گوشہ تنہائی میں تن تنہا  
 نہ دیکھے کوئی بھی حالت یہ کس پرسی کی  
 گذرے ہیں عمرِ خوار و مہم جاتی کے  
 پذیر لکھ برس وہ سلامتی سے رہیں

قریب دامنِ گل بھی تو خار ہوتا ہے  
 جہان میں نورِ عیسیٰ نہ ہوا ہوتا ہے  
 کبھی قرار کبھی بقیہ قرار ہوتا ہے  
 خدا کا فضل سخیوں کا یا ہوتا ہے  
 مجھے نہ جیتک روزِ شہاد ہوتا ہے  
 یہ تیر وہ ہے جو تھپے سے پار ہوتا ہے

س

زمانہ آگیا جب دارِ دنیا غیابت کا  
 نہ کام آئیگا کچھ اس وقت جلتے سے بچا ہو  
 خدا کی راہ میں ہو جان بازی تو شہادت  
 الہی جب تک یہ زندگی کے سانس ہیں  
 غلطے روح میں سے لڑنے کے کرم نامے  
 مجھے اک شہادت ہی ہو اسکے جلدانی کی  
 درخشاں سے دماں اک کو کتبِ خیرِ سلیمانی  
 بھلا اک کرمِ شہادت کے سورج کو کیا بت  
 مگر امیت شہادت کی ذرہ نوازی پر  
 تعجب کیا اگر وہ بخششِ شرف پذیرائی  
 پذیرِ ناکوں کا کون، حامی اسوا اسکے

تو کچھ چارہ نہیں حلیا طینت کی طبابت کا  
 نہ ہو گا پاس علم و عقل و دولت کا خیانت کا  
 ذریعہ ہے یہی اس تک رسائی کا اصابت کا  
 یہ جاری ہمارا سلسلہ خط و کتابت کا  
 ملین اک دوا ہے یہ میرے دلی صلابت کا  
 نہ ہو سکتا ہے کچھ اس وقت غلظہ قیامت کا  
 ہے استدعا یہاں مورِ سلیمان کی نیابت کا  
 یہ اک کمزور شاہِ زور ہے صاحبِ مہابت کا  
 اسی کو شرم ہے ہم بنیاد کی اجابت کا  
 ہمیں دل چاہیے اسی طرف سچی انابت کا  
 نہ ملجائے اخوت ہے نہ ماوا ہے قرابت کا

ہر دم مری دُعا ہے یہ پورے دُعا سے

فارس نہ ہو کبھی بھی یہ دلِ انتظار سے

بیزنگ خط کا بیزنگ جواب

ایک پیسہ کی کمی کا خمیازہ دس پیسے

حمدِ خدا پاک کہ خبر دے الہامیت | مارا بغیر بارگش سجدہ گاہ نیست

بعد از سلام سنت یک عرض میکنم  
بر هر عریضه گرچه جوابی نه لازم است  
از یک صواب بدله بد چند میرسد  
بیشک تصور کرده شد از من بیک فلوس  
باشد که این زیادت هموار شد از شما  
آن ظرفیہ بخیر دست ارسال میکنم  
تفسیر این معنی از آنکس نهی مباد

گرچه خلاف ادب است این پذیر  
اما چه میکنم که مرا انتباه نیست

## کفایت شکاری

دُنیا میں گرچه لاکھ امیر و فقیر ہوگا  
موتے رہیں گے تیرے عا کو تو او بھی  
مجھ سا کوئی فقیر نہ تجھ سا امیر ہوگا  
لیکن شریکِ نرم نہ یہ پذیر ہوگا

بجٹ منظور ہو کر کار و فنی بھی امیر کو  
ضرور آرام ہے ہمیں قلم کو اور کتاب کو  
یہی اک سلسلہ تھا درو مند کی تسلی کا  
تو پھر کیسے ہو محبوبِ ناداروں فقیر کو  
لیکن ناشکیبائی رہی مستحیروں کو  
اگر یہ گیا تو کون پوچھیکا حقیر کو

جو ہیں آزاد اُن کو تو نہیں پڑا کسی بھی  
یہی خط و کتابت اک فریجہ محبت کا  
اسی دور افتادوں کی خبریں لوگ پاپر  
پذیر اک دُک سے میں جو چھوٹا ڈالنے والے  
مگر ہے چھوٹا مشکل محبت کے اسیر کو  
اسی سچین آتا ہے صغیر کو کبیر کو  
تسلی بخش قاصد میر جو روح حیرن کو  
خدا اپنے کرم سے دور رکھے ان شریر کو  
خدا کرے کہ سخن گو کوئی فقیر نہ ہو

جو ہو تو شعر و سخن اسکا دلپذیر نہ ہو

## فوائد و مواقع کفایت شکاری

کفایت شکاری ہر اک کام میں  
کفایت قناعت ان ایام میں  
خصوصاً کتابوں کے ارقام میں  
خدا جانے کیوں آگیا دام میں  
ہوا ضبطِ بچارہ حکام میں  
ابھی اسکی تیزی ہی ہر کام میں  
نہ بجتا ملے اور نہ الخام میں  
یہاں سبکی قلت ہے اقوام میں  
چلو اسکو کم بر تو ہر کام میں  
جو کرتے ہیں بہتے ہیں آرام میں  
ضروری ہی غرض میں عام میں  
کہ کاغذ بھی پکڑا گیا لام میں  
ہوا قید کس حُرم و الزام میں  
قدر دس گنا بڑھ گئی دام میں  
بڑھا جائے ہر صبح ہر شام میں  
نہ آواز آتی ہے نیلام میں  
ملیکا کہاں روم میں شام میں  
کہ ہی منح اسرف اسلام میں



کفایت شعاری کریں نیک نحو  
مگر خرچ جو کچھ ہو در راہ او  
اسی کا ہے سب مال جاں آبرو  
جہاں ہے اجازت کھلو و اشرفو  
جہاں خرچ لشد کا ہے امر ہو  
مگر اک جگہ ہے اِذَا اَنْفَقُوا  
نکوئی کی جتنی بھی ہو مستجو  
گلوں میں ہو جتنا بہت ننگ بو  
پذیر گنہگار ہے یا وہ گو  
مگر آپ ہیں ہر طرح خندہ و

کفایت مجھے کام آتی نہیں  
کہ کارڈ میں نظمیں سماتی نہیں

اگر بطوالت سے بیزار دل  
وگر نظم ناموں میں تھک گئے

مجھے مختصر لکھنا آتا نہیں  
جنوں بھی تو لکھنے کا جانا نہیں

## تکلیف معاف

دیکھا تھا ایک شعلہ جو مونے نے طور کا  
ہوتا ہے ایک رائے نہاں بات بات میں  
ہیں آپ تو مجھ پر یک بغض مسل حق  
تکلیف بار بار جو دیتا ہوں آپ کو  
کرتے ہیں معاف اگر آپ بار بار  
وہ چند جس کا اجر ملیگا جناب کو  
منظور ہے تو لیجئے ورنہ کیجئے  
ہے اب تو اختتام کا بھی دور غنیمت  
کس نے وہاں سے لکھنے میں جا کر کسی خط  
کچھ اور ہی معاملہ چھڑ جائیگا وہاں  
نما عزم کو جو گئے خاموش ہو گئے  
دنیا کے سب لائق وہ قطع کر گیا  
یارانِ فتکان کی آئی نہ کچھ خبر  
جل کر اسی تلاش میں سب راکھ ہو گیا  
ایسے گھر کہ جاکے وہیں محو ہو گئے

در اصل ایک بڑا تھا اللہ کے نور کا  
خالی نہیں سیکھ سارے ظہور کا  
عاجز تو ایک تپلہ ہے صنق و خور کا:  
اسمیں بھی ایک راز ہے میرے قصور کا  
ہر بار ایک نیک عمل ہے حضور کا  
اس سے بھی بڑھ و وعدہ ہو مولا غفور کا  
لکھنا اگر ان سمجھئے اس پر فتور کا  
ایک کھڑا ہے پیش سفر ایک دور کا  
ہم دروگون ہوتا ہے ال تہجور کا  
دورخ کا اور حنبت و حور و قصور کا  
ایسا شے جامِ اجل کے ہر دور کا  
ممکن کہاں تعلق ظلمات و نور کا  
منا نہیں ہے کھوج بھی انکے عبور کا  
جتنا تھا سارا دفتر عقل و شعور کا  
لاچ بنا کے دبیں شراب طہور کا

مترے ہیں تشنگانِ تو اک گھونٹ لے | ملتا ادھر وعدہ، یوم النشور کا  
ہے دو گھڑی کی بات گذر جائیگی پدیر  
واللہ نہیں مقام کیے سر و غرور کا

## حالِ ملال

نہ پوچھو مجھ سے میری حقیقت بتاؤں کیا کچھ میں حال اپنا  
نہیں مناسب کسی کے آگے بچھانا دکھوں کا حال اپنا  
بہت دنوں مرض کہنہ کو در و گردہ ستارہا ہے  
نہ چین آیا نہ امن پایا نہ لکھ سکا کچھ مقال اپنا  
سمجھ میں آتا نہیں کہ یوں الیا میرے پیچھے یہ پڑ گیا ہر  
نہ اپنی دولت ہے جسم اپنا نہ جان اپنی نہ مال اپنا  
نہ صورت اپنی نہ شکل اپنی نہ چال ناز و ادا ہے اپنی  
نہ رنگ اپنا نہ روپ اپنا نہ کوئی حسن و جمال اپنا  
نہ زور اپنا نہ قوت اپنی نہ اپنے اندر ہے ہمت اپنی  
نہ زندگی کے ہیں سانس اپنے نہ موت کا انتقال اپنا  
نہ عزت اپنی نہ دولت اپنی نہ فخر اپنا نہ کبر اپنا  
نہ اپنے بس میں کمال اپنا نہ ہاتھ اپنے زوال اپنا

نہ عقل فکر و قیاس نہ ہوش اپنی نہ سوچ اپنی  
نہ قصد پراختیار اپنا نہ اپنے دل کا خیال اپنا  
نہ علم اپنا نہ تہنر اپنا نہ کسب اپنا نہ کام اپنا  
نہ تندرستی نہ صحت اپنی نہ شرح و رنج و ملال اپنا  
نہ دیس اپنا نہ وطن اپنا نہ شہر اپنا نہ گھر ہے اپنا  
نہ خوش کوئی نہ یار اپنا نہ ہے یہ اہل عیال اپنا  
نہ بادشاہوں کا ملک اپنا نہ فوج لشکر سپاہ اپنی  
نہ تخت اپنا نہ تاج اپنا نہ بخت جاہ و جلال اپنا  
نہ ظاہر اپنا نہ باطن اپنا نہ ضعف نشو و نما ہے اپنا  
وہ اور ہستی ہے جس کے قبضے میں قیصر بال بال اپنا  
بغیر نیکی کے اپنے ورثہ میں کچھ بھی ہم کو ملا نہیں ہے  
اگر ہر نیکی کی روح و لمیں تو سنسے مال و منال اپنا  
وگر نہ ہے مستحار سب کچھ بطور خواب و خیال حبکو  
بنائے بیٹھے ہیں مال اپنا یہ سبے ناقص خیال اپنا  
عبث ہیں اس کی امنگیں ساری جو اپنے ولین بنا رکھی ہیں  
خدا ہی جانے کہ کیسے ہوگا وصال اپنا مال اپنا  
نہ کچھ بھی نہیں اپنا اگر رضائے خدا نہیں ہے | وہ رکھے اپنی رضا پھر یہی ہر سوال اپنا



سمندا سب ہر مے پیچھے پیچھے  
شکاری ہو جوں صیک کے پیچھے پیچھے  
پذیرا سکا کچھ بھی نہیں نہ کر تجھ کو  
کہ کون آ رہا ہے ترے پیچھے پیچھے

## درد گردہ

درد گردہ نے کر دیا مُردہ  
ہو گئی سلب طاقت گفتار  
چھا گئی سنسنی قواؤں پر  
کچھ نہیں دیر اب تیار ہی ہے  
جب نہ اگلے رہے تو میں بھی نہیں  
خاک در خاک ہو گئے وہ سب  
زود تر بشنوید این کہ پذیر  
بلکہ مُردوں سے بڑھکے آزدہ  
کیا کہوں اپنا حال انسردہ  
ہو گیا شجرِ روح پڑ مُردہ  
سمن پیک اجل بیا درد  
جو کہ شاعر تھے سر بر آردہ  
چنکا مجھ کو بلا تھا پ خوردہ  
از جہاں رخت زندگی بُردہ

## کمزوری

سخت کمزور ہو گیا ہوں میں  
چلنے پھرنے کی گھٹ گئی طاقت  
بوم کی طرح چھپ کے بیٹھا ہوں  
مونس ہنشیں کوئی نہ رہا  
زندہ درگور ہو گیا ہوں میں  
مار سے مور ہو گیا ہوں میں  
مفت کا چور ہو گیا ہوں میں  
شیر شور ہو گیا ہوں میں

اپنے اندر کے مخفی رازوں کا  
دن بھی ہے رات، رات بھی ہوا رات  
راحت قلب ہو گئی مفقود  
مٹ گئی اب تو خواہش لاہو  
اک خلیجِ نور ہو گیا ہوں میں  
مثل شب کو رہ گیا ہوں میں  
غم کا اسٹور ہو گیا ہوں میں  
خود ہی گلا ہوا ہو گیا ہوں میں

اپنی تصویر کی ابتائے پذیر

اور کا اور ہو گیا ہوں میں

دور ہو منزل مقصود پہ تو دھیلے  
دیکھ تو اٹھ شہِ شرب کے قدم پر آجا  
راہ تاریک میں سیلی فلکیاں لہے  
کامیابی کا تری ایک ہی حیلہ ہے

## درد کمر جا نبین

ایک دفعہ عاجز بھی درد کمر میں مبتلا تھا کہ آپ کا نوازش نامہ بھی آپہنچا کہ کئی دنوں  
درد کمر کی سخت تکلیف رہنے کی وجہ سے خطا نہیں لکھ سکا جس کے جواب میں عرض کیا گیا

کمر میں درد مجھ کو بھی ہے سخت  
بسترے سے بھی اٹھ نہیں سکتا  
بلکہ کروٹ بھی ہے بدلنا محال  
لیٹیٹے یہ بکھر رہا ہوں حرف  
رات دن کھا گیا مجھے کم بخت  
ہو گئی کمر بچو مُردہ کر سخت  
کیا کروں عرض اے مے خوش بخت  
کب اٹھے گر پڑے جو کہنہ درخت  
نابکاری میں زندگی کا رخت  
ہاٹے برباد کر دیا اپنا

دُم بھل جائیگا اسی غم میں  
آپ کے درد سے ہے درد مجھے  
ہے دعا آپ تندرست رہیں  
بچ رہا زندگی کا نخت پہ نخت  
اور صحت ہی میری صحت و فخت  
ہے یہ سب نعمتوں کا تاج و تخت

## آپ کے ایک خط کا جواب

جو آپ نے لاہور سے اپنے تبادول کی خبر پاکر دعا کیلئے لکھا تھا گو تبادول تو رسالہ پہنچاؤنی  
میں ہو ہی گیا لیکن چند روز بعد پھر آپ کو واپس بھیج دیا گیا - ۱۲

کہاں وہ برکتیں میری زباں میں  
لیکن دردِ دل کا ہے تقاضا  
پڑھی جب یہ خبر بد اثر ناگاہ !  
مؤثر زہر کی مانند گویا !  
دعاؤں کے بغیر اب کیا ہے چارہ  
دھو سر پر ہمارے سا گہتر  
زین حفظ و امن تجھ پر نچھاور  
نہ ٹوٹے بلبلوں کا آشیانہ  
ہمارے بادشاہ کو تاقیامت  
سدا مفتوح ہو مد مقابل

دعاؤں کے سوا کچھ اور سائل  
نہیں طاقت پذیر ناتواں میں

## وفا

جسے اپنا دل ہم دیا کرتے ہیں  
سمجھ لیں جسے اپنا ہمدرد و حامی  
نہیں ہونی فانی کی بچپن سے عادت  
اسی انجساری کا ہے نتیجہ  
سلامت رہیں وہ سدا باکرامت  
حکایت مری کو سمجھ کر شکایت  
وہ ہر بات میں خیر ہی ہماری  
مصائب میں ہر طرح سے دستگیری  
پذیرا جو اس کا خدا ان کو دیگا

## عطر سے گفتگو

عطر ویدیم نر و محبوبے از پُرسیدہ ام  
عطر گفتا من چہ گویم حالت خود پیش تو  
کاشنکار کاشنہ در آب گل ناچیز را  
از کجا آوردہ بُوئے کہ از تو شنیدہ ام  
اولیں یک دانہ بودم در زین غلطیدہ ام  
مئے چوں خاکسارانِ زیر پا مالیدہ ام



بعد نہ سر بر آوردم از آن ندان خاک  
کرده شد سر سبز مارا با فتم نشو و نما  
تا کہ بر من آمده از برگ گلہائے بہار  
و گلچین تم کو آب تاب من کہ بود  
سر بر بدوست از شام بید و کمال  
پارہ پارہ کرد او در آجوش انداختہ  
نیکو کردہ شد زہر جانب ہوا بر من اسیر  
شد وجودم کا عدم بوسید و مالید ہم  
چون گذشتہ زین مراحل پر تکلف پذیر

## امیر عیبر

دانہ چون قید تا خار صفت میدام  
چند وز از کامیابی آب آشامید ام  
شد فضائے باغ خوشنماں چون خندید ام  
ناگوار کرد و از دستش ستم دیدہ ام  
بر زجر و طرکش لغوخت آن شوریدہ ام  
ہمو خوشاندہ در آب کشید چون شیدہ ام  
از عقوبت این ہمہ لیکن من ترسیدہ ام  
عرق زیر و اشک ز فطرہ قطرہ پکید ام  
تا بصد کل این فصل نگارید ام

بلند اقبال یوں نیست عابر بھول جاہیں  
نہیں قابل تحسین شویہ اہل ثروت کا  
بتاروں کو اگر چہ فخر سے بالاشنی پر  
گلوں کو صحبت خاروں سے نفرت نہ ہو سکتی  
ہوئے جب ان کے نصرت والے پر خار کو چھوا  
زین لپٹ پر شیدا ہے دریا موج دریا بھی

بہیں شاخ پر میوہ سر خود بر میں ارد  
نہیں منت کش اعزاز سوتے کچھ خدا دے  
بیاموزا سید اے رستم ضعی چراغوں سے  
نعم دنیا پرستی سے ہر بہتر فائدہ دستی ہی  
تلاش گو ہر ہفت عبث ہو کوہ مستی میں  
فنائے خاک ہو کہ سر فرازی نہ پاتا ہے  
پذیرے نوائے نام پایا انکساری سے

## بلبل کے متعلق ایک نیا خیال

کہیں لوگ بلبل پر شیدائے گل  
کہ جس گل سو ہوتی ہے یہ منشیں  
مگر یہ عدو ہے ز اعدائے گل  
کے پارہ پارہ ورق ہائے گل

## سوال

بلبل کا گل سو بیر ہے یا اس کا پیار ہے  
جس گل پہ بیٹھتی ہو اسے توڑ دیتی ہے  
کیوں گل کی آب تاب اسے ناگوار ہے  
پھر گل کا وہ نہ زیب نہ اسکی بہار ہے  
کیا یہی اسکا عشق ہو اور یہی پیار ہے  
یہ عندلیب کیے گلوں پر نثار ہے

تشنہ ہو اسکے خون کی یاد دیدار  
پی پی کے خون اس کا سیاہ فام ہو گئی  
لاکھوں گلوں کے سر کو تہ خاک کر دیا  
مہر سکوت لب پہ وہ خاموش بیٹھے ہیں  
آتا نہیں سمجھیں کہ ہمیں ہی راز کیا  
قاتل ہی یا انیس ہے یا تم گار ہے  
پھر بھی ہی فغان ہی چیخ و پکار ہے  
کیا یہی شیوہ عاشق پرانہ وار ہے  
ہر آئے روز جن سے اسے کارزار ہے  
کہے کوئی جو واقف اسرار یاد ہے

## جواب سائل زبان حال

اک روز اک جمن پہ جو میرا نوا گذر  
کچھ بلبلیں بھی غم سے اکٹیں ہوں  
پھولوں سے اچھنے لگیں دوڑ دوڑ کر  
دامن جو تھے گلوں کے وہ سچا کر دے  
کلیوں کو توڑ توڑ کے نیچے گر دیا  
میں بھیکر تماشا بہیرانہ کیا  
ہو تم تو عشق پھولوں میں شہر بلبلو  
عاشق کا یہ ہی ہوتا ہے عشق سو سلوک  
بتلاؤ ان گلوں نے بگاڑا تمہارا کیا  
بولیں کہ یہ جموش ہیں کیوں لوتی نہیں  
نکلے گھرے تھی پھول بڑی آب تاب ہے  
آواز جب کی کم نہ تھی چنک رہا ہے  
کچھ موتیا وغیرہ سے اور کچھ گلاب ہے  
سب سر رہنہ ہو گئے اپنے حجاب ہے  
مجرم گرائے جاتے ہیں جیسے عذاب ہے  
پوچھا بلا کے بلبلوں کو اس خطاب ہے  
اور آج ہم نے کیا ہے اٹلے حساب ہے  
مجرور کرنا چھینکنا حال خراب ہے  
جب کی منزل میں اکو بھٹا ر اعتقاد ہے  
بیٹھے ہیں جیسے مست ہو کوئی شراب ہے

ہم سب انہیں بولاتی بولاتی تو تھک گئیں  
پڑا نہ نہیں، ان کو نہ ہوتا ہے کچھ اثر  
غیظ و غضب ہماری طبیعت میں آگیا  
سکر زبان حال سے انکی یہ استاں  
نالوں سے درو آہ و فغان سے عتاب ہے  
دیتے نہیں جواب اٹھتے ہیں خواب ہے  
بس یہی جواب ہمارا جواب ہے  
چپ ہو گیا پھر سوال جواب ہے

## تخیل سائل حساب

نو گرفتار نفس اے عندلیب خستہ حال  
وہ تری فریاد جس سے قلب نہیں ہو سوتا  
میر ترا وہ صول کی لذت اٹھانا یاد ہے  
صحن گل کو یاد ہو اتنا کہ مدہوشی تری  
پھول کے دامن کو کرتی چیخ سے ہوتا تار  
کیا کہا! تجھ کو گلہ ہو یہ کہ وہ خاموش ہے  
کیوں وہ چمکے سن کے تیری گریہ زاری آہ  
مائے نادان عشق کی منزل سے تو واقف نہیں  
یہ وہ منزل ہے جہاں خبراں ہی اصل صول ہے  
بواہوں جب وصل کی نعمت دامن بھر گیا  
راز خاموشی سنا ہی زبان حال سے  
یاد ہو اتنا کہ تجھے وہ نالہ فریاد حال  
شاخ گل کی آبیاری یاد ہے تجھ کو منہ  
پھول کر صیاد کا وہ چھپا نایا دے  
پھر اچانک کیوں لیتی ہو طرب کوشی تری  
اس کے نازک جسم پر یہ سرنش بے اختیار  
حسن کی پرکھیں صہبانی کے وہ مدوش ہے  
تو سمجھتی ہو غور حسن یہ آہ آہ  
راہ و رسم عشق سے تو دراصل عارف نہیں  
لذت صحرانوردی دور سے منزل میں ہے  
تیری تر داماہوں سے عشق تو رخصت ہوا  
تیلیاں میں نفس کی انتقام حس ہے



## عرضیہ دلپذیر

ایک دفعہ حاضر خدمت ہونے کیلئے درخواست بھیجے پر ارشاد ہوا کہ یہیں لاہور چھاؤنی میں ہماری ایک نئی کوٹھی تیار ہو رہی ہے مکمل ہو جائے کہ اطلاع دیجائیگی تو پھر آجانا آرام سے رہو گے۔ اس پر عرضیہ لکھا گیا۔

بچھڑی ہوئی گلوں سے جواک عندلیب ہو  
گر موسم بہار کی مہلت ملے اُسے  
تعمیر کوٹھیوں کی مبارک ہو آپ کو  
اکلات کی ہے ات گزر جائی کہیں  
گھر میں جے چٹائی بھی ملنی محال ہو  
فرش زمین کافی ہے بسترِ عریب کا  
آخر یہی ہے بسترِ مر ایا کے لئے  
ماں بے اجازت آ کے آنا فضول ہے  
آخر یہ یہ دعا ہے پتی فقیر کی

## جواب سائل صاحب

بچھڑی ہوئی گلوں سے جواک عندلیب ہو  
مہلت اگر ملے اسے موسم بہار کی  
اگر ملے گلوں کو تو وصلِ حبیب ہو  
کیا خوف پھر کند ہو یا کہ صلیب ہو

جب استہی اک ہے امیرِ غریب کا  
تعمیر کوٹھری کی مکمل ہو یا نہ ہو  
بسترِ تول ہی جا بیگا جب آگے یہاں  
سائل تو بس کہ اس پر جو کچھ کہہ چکا

احباب کا کرم ہے اگر نکتہ چینی ہوں  
ورنہ ہم آپ معترفِ اپنی خطا کے ہیں

## جواب الجواب

اسیرانِ محبت کو وہی آزاد کہتے ہیں  
قلم ہو جنکے ہاتھ میں وہ لکھ سکتے ہیں چاہے  
میرے اشار پر تضمین کا آیا کر منامہ  
نبا یا خوب ہر اک شعر کے محکوم ہیں مضمون کو  
زہے آما دگی طبع رسا رنگینی مضمون  
تمنا ہے کہ پھر بھی جامِ شیریں یہ رہے ملتا  
اجتاؤ چھتے ہیں کون ہیں حضرت سائل  
بتایا انہم عیوب کے لئے شمعِ شبتان  
نذیرِ نار سا کی گور سائی ہو ہو واتنک

محبتِ یاسوی سے اکو جو بنیاد کہتے ہیں  
اضافہ ال الف سے صبیہ کو صبا کہتے ہیں  
اعادہ شعر گوئی پر مبارک باد کہتے ہیں  
کہ جو سنتے ہیں ہر سن ہر سن آفرین کہتے ہیں  
اسی کو شستگی طبع رواں آد کہتے ہیں  
سمجھ کر کو لکھن مجھ کو جسے فرما د کہتے ہیں  
جو اس نواز سے اشعار قابلِ داد کہتے ہیں  
جہان میں جن کی لہری کو چراغ آباد کہتے ہیں  
نہ بھولے یہ عا کو صبا فرما د کہتے ہیں

## تعمیر کوٹھی

اسی اثنا میں خط آگیا۔ کہ کوٹھی کی بنیاد قطع وضع نقشہ بگایا۔ جواز سر نوید  
سب کچھ درست کرانا پڑ گیا۔ اس پر یہ عرضیہ لکھ گیا۔ ۱۲

### کسی کا کیا گیا میرا تو سارا گھر کا گھر بگڑا

میری خوش آمدن کے بنتا کام گر بگڑا  
کلید قفل بگڑی ہوش بگڑی جہم جاں بگڑے  
ہوئی ناساز طبع فی البدیہہ نیوانی سے  
خیالات دروں بگڑے سمجھ فہم دکا بگڑے  
زبان بگڑی سخن بگڑا نظر بگڑی دین بگڑا  
شبیب بگڑی مری تصویر بگڑی رانچہ بگڑا  
سناجب التوا میں پڑ گئی تعمیل کوٹھی کی  
گیا شہ باب دور دورہ بڑھاپے کا  
مراشع و سخن بھی سب بگڑا تھا اقص سے  
بگاڑا ایسا ہوا چسکا علاج اب نہیں سکتا  
نہیں اک میں ہی بگڑا اس مانہ کی غلامی میں  
کوئی بے نقص ہے بھی اس جہاں کے کاخانے میں

تو سکر خیر میرا بھی دل بگڑا جگر بگڑا  
دماغ صحت و آرام کا شجر و ثمر بگڑا  
قلم دعوت بگڑی مسرت وہ بھول کر بگڑا  
کسی کا کیا گیا میرا تو سارا گھر کا گھر بگڑا  
مصو کی رضا سہمی یہ کچھ میرا بگڑا  
مقسوم بگڑے بخت بگڑے مال و زر بگڑا  
تو میری ریت کی کوٹھی کا ہر دو اور بگڑا  
جو اک نقشہ ادھر بگڑا مر سب کچھ ادھر بگڑا  
کسی کا پاؤں بگڑا تو کسی مصرعہ کا سر بگڑا  
دوا بگڑی تو بگڑی تھی دعا کا بھی اثر بگڑا  
کوئی گر غور سو دیکھے تو ہر فرد بشر بگڑا  
ہوا کیا اگر کسی اہل مہر کا کچھ نہ بگڑا

نہیں کچھ بھی نہیں بگڑا اگر ایماں سدا  
اگر موجودی سر نہ بنو والا بگڑی کا  
مرا نا نہ انا منحصر ہے تنہا رستی پر

ترے اقبال کا صدقہ نہیں اک بال بگڑا  
تو بچہ کیا فلک ہے گرجہ بھی زیر زبر بگڑا  
ابھی تو در و جور و دل مرا قصد سفر بگڑا

پذیر نا تو ان کا ہے بھر سہ اس کے فضلوں

بنا دیکھا وہی جو کچھ ادھر بگڑا ادھر بگڑا

ننتے بنتے بھی کئی کام بگڑتے دیکھے  
فلک کی بات نہیں کچھ بھی کہ اس عالم میں

اور بگڑے بھی ہو لاکھ سنو تے دیکھے  
لاکھوں باد ہوئے لاکھ اجڑتے دیکھے

## فسخ قصہ

بشر کچھ اور چاہتا تھا کچھ اور کرتا ہے  
خیال وصل تھا لیکن نہیں شاید نصیب نہیں

کوئی اپنے ارادوں میں کہاں لوہا اترتا ہے  
ابھی کچھ دیر ہے ہمیں یہی دلیں گزرتا ہے

مقدر نے مے حق میں عجب برتاؤ برتا ہے  
مگر شاق پڑا نہ جل مرنے سے ڈرتا ہے

پذیر نا تو اس کی نارسائی کو قضا کہیے

### ایک امر کی یاد دہانی

اگر فراغت اندک وصول نہ رہا میند  
سلام یاد دہانی قبول نہ رہا میند



بے چینی تو ہر صبح کی شہام کی بھی ہے  
نہیں آپ تو شاداب ہر اک کام میں اپنے  
ڈرنا بھی ہوں کرتا بھی ہوں محسن سے تقاضا  
گو ہو گا تو بجا ہی مرا یاد دلانا  
ہوں میں خطا کا اگر آپ کی فطرت  
چاؤں سی بیٹوئی ہے جس کام کی خاطر  
قرآن کی ابداد ہے یہ حسین ہر سر

تاخیر ہی تاخیر ہے تقدیر مری میں  
مولام سے ساعت کوئی تمام کی بھی ہے

اگر تفسیر قرآن مسکنم اس الخب دارم  
طبعش ہیچ فکر سے بیت تاریخی طعم  
کہ آرزویدہ گزروں ہر چہ بین خطا دارم  
کہ از نور چراغ آباد امید ضیا دارم

## ایمانی وعدہ

ایمانی وعدہ کی ہے گھڑی کس بچار میں

دم ہی بکل نہ جائے اسی انتظار میں

خدا جاکہ یہ بیجا وعدہ کی کہاں تک ہے  
جہاں تک وہاں تک ہی نہیں کچھ یاں خطرہ  
اسی نیائے البتہ ہی یا اگلے جہاں تک ہے  
مری امید کا دامن کشادہ جاوداں تک ہے

مگر ہے آپ کو زیبا بنا دینا جتنا دینا  
کوئی بھی چیز ہے ایسی کہ عہد ہی باہر ہو  
خدا بھی اپنے وعدوں کی تباہیتا ہر یوں  
کسی کو زور بازو ہر کسی کو زور زر کا ہے

آپ کے وعدوں میں تو ہوتا تھا اک برقی جلال

انفہ شکیل میں اتنا توقف کیوں ہوا

خوشی آپ کی بھی اک عجیب تاثیر رکھتی ہے  
کسی لحظہ بھی فارغ یاد سے نہیں ہوتی  
دل شیدا کو اپنی کشش سے دلیک رکھتی ہے  
سکوت اندوز ہر طاقتِ تخیر رکھتی ہے

## ایک یاد دہانی

عاجزوں کی جو کرتے ہیں ابد  
وہیں کوئی کبھی نہ رنج و ملال  
مال و اقبال عزت و ارین  
بعد دعوات گرا جازت ہو  
رکھے ان کو خدا سدا آباد  
ہر بلا سے سدا رہیں آزاد  
بہمہ تر باؤ آل اولاد  
اور اک بات بھی کر دوں یاد  
پانزدہ ماہ مٹی گزری بھی گئی  
حضرت اقبال کا ہے کیا ارشاد  
تصفیہ کیا ہوا ہے کاغذ کا  
مل سکے یا ابھی ہے کچھ مینا  
ہوا نہیں بھی مرا سلام علیک  
حبلہ بر لاشیں جو مری ہے مراد

نیز اُن کو بھی ہو سلام و دعا:  
نامدار و غلام اکبر خان  
اور جتنے بھی حاضر خدمت  
خادموں سے جو میں وہاں ہنسا د

صد صلوة و سلاما نہ پذیر  
بر رسول کریم و آل احباد

## ایک خط کا جواب

اچھا ہوا لاہور کے یہ حرص مٹا دی  
ملک میں وہ سربا کے ہی جنگی حکومت  
اب جانا ہوں مگر دھمے اسی کام کی خاطر  
لکھنؤ گادیاں جاتے ہی خدمتیں عرضیہ  
بعد اس کے وہ مسکین عاگو کی امانت  
ورنہ وہیں محفوظ ہے زیر حفاظت  
جاتا نہیں یہ شوق مگر حضرت سبیل  
کرتا ہوں سپرد اپنے خدا کو یہ کالت

کہتا ہے سلام اور دعا سب کو یہ عاجز  
بس عرض یہی کچھ تھی جو بندہ نے سنا دی

وعدے کا گرنہ قیامی یہ خاکسار ہوتا  
ہر روز کا تقاضا نہ یہ بار بار ہوتا  
کیا خوب تھا کہ پہلے یہ عہد ہی نہ ہوتا  
مقتدا کر دیا ہے انکی نوازشوں نے  
دیدوں کی تاشکیبی لاکر ہی خجالت  
اپنے مقتدر نہیں تانخیر گرنہ ہوتی  
ہر کام کا مقدر اک وقت ہو چکا ہے  
لا تَقْنَطُوا کا شروہ ڈھارس نہ گرنہ ہاتا  
اہل وفا کے دم سے مایوس کون ہوگا  
دل چاہتا ہی لیکن ایام زندگی میں

ان لپیڑیوں سے گر صاحب کرم کا  
خدمت گزار ہوتا تو بھی نامدار ہوتا

وعدہ تھا آنجناب کا ہم آپ آئیں گے  
دن تو گذر گئے ہیں زیادہ بشار میں  
ان تین چار روز میں تشریف لائیں گے  
بیٹھا ہے دل پذیر اسی انتظار میں

## فراق یار

اس دل دوا نے نہ صدمہ اٹھائے کیا کیا  
شعرا شعار اسی نے میں بنائے کیا کیا  
تیری فتنے نے منہ غم کے چھلے کیا کیا  
نالے پر دروئے آگے سنائے کیا کیا



ہونہ سکا کچھ بھی نہ داز مگر انکا اثر  
اپنی بدستی سے یہ باز نہ آیا پھر بھی  
صبر آرام کیا امن کیا چین گیا  
حسرت ویاس ملے سوز جگر دوز بدلا  
مثل غزال ہوا چھن کے کلیجہ اپنا  
گوہر شمع سخن آہ کہ بیکار گئے  
رنج ناکامی کہیں شیریں بھی ساتھ نہ

حصول شرف زیارت تو حج اکبر راست

ہمیں تجارت اعلیٰ است گر رضا خداست

فرقت نے ہم پہ ایسا سکہ جما کے چھوڑا  
ان سر مہروں نے کرتب دکھائے اپنے  
عشق تباں سے ہکو توبہ کرا کے چھوڑا  
اک موم جیسے دل کو پتھر بنائے چھوڑا

## وصالِ جاناں

وصالِ جاناں کی ہے ضرورت تو ڈھونڈ بے عار و رنگ ہو کر  
چراغِ حینِ جنم کے آگے شہید ہو جا اپنا رنگ ہو کر

رہ محبت میں حل دیا ہے تو پھر نہ ثابت قدم چلا چل  
کہ تیجھے ہٹنا نہیں مناسب کسی کے دل کا خدنگ ہو کر

نیا زندگی میں ناز نہیں سب اسی سے تو ناز نہیں بنے ہیں  
ہر اک کی آنکھوں میں آسمان جاسیادھے کر کارنگ ہو کر  
ہر اک بُرائی سے دور رہنا اسی میں آرام زندگی ہے  
اگر بھلائی کی ہونہ طاقت بدی سے ہے اٹنگ ہو کر  
خوشی سے دینا خوشی سے لینا ہی تو ہے خوشگوار نعمت  
ہزار لعنت ہے اُس لئے پر دیا کسی نے جو تنگ آ کر  
خدا کے بندوں کی سیکھ عادت خلیق ہو جا حلیم ہو جا  
نہ چھپیر ناخ کسی ریش سے نہ بھڑا شیر و ملنگ ہو کر  
تہا رسلطان ہزار جبار ہزار لشکر ہوئے اکابر  
لانا نہ کوئی بھی مرد میدان مٹے ہزاروں ہی جنگ ہو کر  
بس آج کرتے ابھی نہیں کرتے بروز فردا تو کر ہی لینگے  
گذر گئی یونہی عمر ساری اسی میں پرو دنگ ہو کر  
پذیر کچھ بھی نہ کر شکایت کسی سے تو اپنی بی کسی کی  
بنالے اپنا جہان سارا خدا کے در کا ملنگ ہو کر

جامِ جمشید تو گزرا ہوا افسانہ ہے  
دیکھتی ہیں تیرے دل کی تو سب کچھ آنکھیں  
اس بڑھکر تو تیرے قلب کی پیمانہ ہے  
پر تجھے ڈھب نہیں اس از سب بیکانہ ہے

## فکر الطباع

ہنریات و غزلیات ہذا

غزل گوئیم بس کن این ندانم  
 بہ پیری طبع خود را آزمودم  
 بہ بزم کا ملاں نکستہ نوازاں  
 بغیر از طبع مکتوبات تسلیمی  
 اگر آفتد بہ طبعش اتفاق  
 بہار گلستان روزے بیاید  
 بوقت طبع بعد از من پرفش  
 گرانی کا غذا است امروز ازاں  
 چہ دانم زین شبستان صبح قطرس  
 بوقت این گرانی دست عاجز  
 پذیر از منکر این گردید شب و روز  
 کہ طبع شونده باشد یا نباشد  
 اثر دارنده باشد یا نباشد  
 شرف یا بندہ باشد یا نباشد  
 کسے خوانندہ باشد یا نباشد  
 غزل گوزندہ باشد یا نباشد  
 کساں بنیہ باشد یا نباشد  
 اصح سازندہ باشد یا نباشد  
 بسال آئندہ باشد یا نباشد  
 گے تابندہ باشد یا نباشد  
 کسے گیرندہ باشد یا نباشد  
 کسے شنوندہ باشد یا نباشد

## ایک قسط کی یاد دہانی اور اسکی وصولی

کرم گستاخے کساں پرورا  
 توئی مائیہ ناز مادر جہاں  
 پئے عاجزاں جہاں پناہ مقرر  
 نصیب توہر برتری برتر

ہو چکی ختم مدت سہ ماہ  
 زندگی کا تواعتبار نہیں  
 شعر بازی کی اب نہیں طاقت  
 قسط کی انتظار باقی ہے  
 حرصِ سیلِ نہار باقی ہے  
 صرف اس کا پیار باقی ہے

ہمیشہ مبارک ہو فیاض ہونا

نہیں فیض خواہونہ نارض ہونا

خدا کی قدرت جب نامہ بھیج رہتا ہوں  
 یہ اتفاق ہی ایسا ہے بار چو تھی کا  
 تو بھٹ جناح مکتوب پہنچ جاتا ہے  
 خجالت اپنی پہ پھر بندہ سکراتا ہے

قسط چنایں سید کہ ابر کرم رسید  
 شکریہ صد ہزار صد گون ہزار بار  
 بخشہ قدیم بہ بخشہ جزائے خیر  
 باقی است از دوائے ملاقات آنجناب  
 درواہ نہ پائے رفتن و نہ جاماندن  
 از فرقت حبیب چنایں تنگ آمد  
 برخشکے کشت طراوت بہم رسید  
 از لوح دل بدقت لوح و قلم رسید  
 صد چند بہ از آنکہ طرب در دلم رسید  
 اما سمند سمر بہ آخرت دم رسید  
 پیری و ضعف قلب سجد اتم رسید  
 گویا کہ از دواغم جہاں بر لبم رسید

یارب وصال یار نصیب پذیر باد

ز ان پیشتر کہ گفتہ شود در عدم رسید

ہمیشہ دولت و اقبال تو فرماں باد  
 ہمیشہ دولت و اقبال تو فرماں باد  
 بلن بخت بہ پیش تو سرنگوں باد



سکونِ قلب بہ کفرِ مبدم بہم  
بخیل و حاسد و بدخواہ تو زبوں بادا

## عطیہ پر عطیہ کا شکریہ

صد شکر پاکذات کُنڈایں گھٹائے تو  
درِ حالتِ زبوں مدد و عساجزاں کئی  
از جان و دل بوقتِ نیازت و زو شیب  
بہر لحظہ ہست و رد و زبائے زور و دل  
ناسازشی مزاج تو آزار و دردِ ماست  
از دوری تو دور شود لذتِ حیات  
بالا ارتقاءِ عزت و اقبالِ محنتِ جاہ  
بسلامتی دین سلامتِ بجان و مال  
بجمالِ صحبت تو درخشاں چو مانتاب  
بہر خیر خواہ ذات تو آباد و شاد ماد  
اے آبروئے قوم و اے آرزوئے او  
روشن چراغِ خانہ عالی چراغِ انخاں

ایں چشمہ فیوضِ سلامت ہمیشہ باد  
مقبولِ اس دُعائے پذیرِ فداے تو

سلاحِ دستِ عرسمانِ مجن دُعائے نیست

اگر ہمیں بکف آئید عئے بلائے نیست

نہ گردِ دستِ کرمِ مجھ پر کشادہ آچکا ہوتا  
خدا جانے ہمارا اِن دن میں حال کیا ہوتا  
جنازہ ہی کل جاتا غریبوں کا تو فاقہ نہیں  
اوجھڑا دیکھا ہوتے اُدھر دستِ عا ہوتا

## خیال ایک

ایک کے کا خیال ہے مجھ کو  
تاکہ تحقیق اس کی ہو جائے  
آپ لاہور ہوں تو پھر کیا غم  
ورنہ مشکل کمال ہے مجھ کو

دستِ کاری سے جان جاتی ہے

شرم پرودہ درمی سے آتی ہے

آگیا حکمِ جلدِ آجاؤ  
چل پڑا دل پذیرِ بھیر سے  
پہنچا گاڑی پہ جب وزیرِ آباد  
دی گئی اطلاعِ بادلِ شاد

آگیا ہوں میں وزیرِ آباد میں  
دن تو سفرِ ریل میں بیکل رہا  
وَر دگرودہ ہے بہت ایزاد میں  
رات گزری نالہ و فریاد میں

خیال ایک کا

بلبل روح اور کچھ چاہتی نہیں | رحم چاہتی ہے دل صیتا دیں  
دیکھ کر کچھ دن یہاں آ جاؤنگا | خدمتِ اہل کرم احباد میں  
ہے مبارک وہ گھڑی دن کی پدیر  
جو گزر جائے خدا کی یاد میں  
دیکھنا ہیشا رہنا اک فقیر آنکھوں  
ہاں جواں سختوں میں اک کم بخت پیر آنکھوں  
اپنی اپنی کوٹھیلوں کی باگ لڑیں ہے | دل دل جائیں نہ دیکھو دل پذیر آنکھوں ہے

### حاضر ہو کر

کر لو جو آج کرنا ہے پیر کہن کیا تھا | دیکھوں مارا آیا ہے سنج و من کیا تھا  
جب مر گیا غیب اسی انتظار میں | کیا خاک پھر سونگے گور و فن کیا تھا

### آؤ بھگت کیفیت الکیسے

فرمایا آنجناب میرے ال میں | اک ترہ بھر بھی فکر نہ لائیں خیال میں  
حاضر ہیں ہر طرح کی بجا آوری کو ہم | سرتابی کی ہے جرات کسی مجال میں  
بسترے اپنی لپٹ کے آرام کیجئے | تکلیف کر کے آئے ہیں جیسے حال میں  
ہو جائیگا تمام صفائی سے الکیسے | ہم میں شریک آپ کے رنج و ملال میں  
آخر کمال لطف عنایت اگلے دن | پہنچا یا مجھ کو ملٹری کے ہسپتال میں  
چھ سات میل کوٹھی سے وہ جگہ دھنکی | اس وقت کوٹھی آپ کی تھی لڑ و مال میں

کرنل کی طرف ایک لفافہ بھی لکھ دیا | اپنی طرف سے انگلیش بول چال میں  
اپنا سپاہی ساتھ دیا اور ٹانگہ بھی | لپک کر گیا جو کرنل کو چرکے ہال میں  
شکر مری حقیقت کرنل نے غور سے | بخشی دوائی آئی جوان کے خیال میں  
فرمایا اس دوائی کو دو روز جا کے لو | پھر ناطح آپ کی ہو جیسے حال میں  
کر دینگے الکیسے بھی تمہارا جمہور کن | قدرت خدا کی دیکھنا اسکے کمال میں  
لیکر دوائی آپ سے دیے یہ آگیا | لیتا رہا دوائی وہ آب زلال میں  
جب ہو گئی وہ ختم دوائی جو لایا تھا | خوش ہو گئی وہ طبع کہ جو تھی ملال میں  
فرمایا مجھ کو میجر صاحب نے جاؤ آپ | ہے آج روز جمہور مبارک ہوفال میں  
بھیجا سپاہی آپ نے پھر وہی ہے ساتھ | ٹانگہ لپک گیا جو مجھے ہسپتال میں!  
کرنل نے الکیسے کا عمل سب کر دیا | بجلی کی لہر ڈر گئی بال بال میں  
اندر کا فوٹو فلم میں سب ہو گیا تیار | تھری کا شبہ مٹ گیا جسکے جمال میں  
شیشے کی طرح فلم نے سب کچھ دکھا دیا | مخفی تھا جتنا راز شانہ کی کھال میں  
کرنل کو اور آپ کو دیتا ہوا دعا | واپس پدیر آگیا پھر روڈ مال میں

### صدیقی صاحب سے ملاقات

میجر صاحب کی کوٹھی پر فی البدیہہ

صدیقیوں سے ملنے کا مجھے شرف ملا ہے | اللہ کا احسان ہے اور اسکی عطا ہے



گو وقت فقط ایک ہی جھلکی کا بلبل ہے  
مدت کی تمنا تھی ہوئی آج ٹیسر  
اللہ کرے پھر بھی کبھی دید ہو حاصل  
صدیقیوں کی جوشان ہے قرآن نے بنائی  
کچھ بھی نہیں دنیا میں صداقت کے برابر  
زعینی دنیا میں ہے زعینی ملوث  
یارب تو پذیر اپنے کو پر صدق بنائے

ہے یہ بھی غنیمت کہ ہوا جلوہ نما ہے  
اس نعمت عظمیٰ پہ بہت شکر خدا ہے  
کچھ روز اگر زندگی میں بوئے فنا ہے  
میں آپہنوں قربان دل و جان فدا ہے  
جز صدق و صداقت کے ہر اک چیز فدا ہے  
گر رنگ سے ہو صاف تو اک صدق مصفا ہے  
صدیقیوں کا ہوسا تھ ہی میری دعا ہے

## سلامِ خدمت

آیا تھا میں تو اہل کرم کے سلام کو  
مدت سے شوق و میل قات کا بھی تھا  
صد شکر پاک ذات کہ سب کام ہو گئے  
رکھے ہمیشہ شاد خداوند آپ کو  
اکبر کو نامدار و عنایت کو شاہ کو  
نسب کو جزائے خیر الہی عطا کرے  
نازک سے وقت اور خیر طراک کے ہیں دن  
اللہ کو یاد رکھنا نماز و نیاز سے

اور اپنے ساتھ لایا تھا اللہ کے نام کو  
حاضر ہوا تھا اب مگر اک خاص کام کو  
خوش ہوں پہنچ گیا ہوں میں اپنے مرام کو  
افسر کو لو کروں کو ہر اک خاص عام کو  
بہر اکو خالصانہ کو دیپ کو رام کو  
خدمت مری جو کرتے رہے صبح شام کو  
کرنا بھی نہ ترک جو دو قیام کو  
بس ہے یہی مری تو نصیحت تمام کو

خدمت کا ہو سلام یہ سب کو غریب ہے  
دیکھو نہ پھول جانا قریبی غلام کو

سب زیر سایہ خان محمد رہیں مدام  
جاتا ہے دلیر تو اپنے مقام کو

دوستو راضی ہو سوئے وطن جاتا ہوں نہیں  
اٹھ دو دن آپ کے ہاں میں با آرام سے  
پھر بیویوں تمہاری دید شاید ہونہ ہو  
ہو مبارک آپ کو اپنی جوانی کی بہار  
یہ مبارک دزد دل فروز پھر جھکوکاں  
یہ چمن بلبلیں صحتیں یہ ہمہنوا  
الوداع اے مہربانوں صحن کرتا ہے پذیر

ہو مبارک آپ کو اپنا چمن جاتا ہوں نہیں  
دلے فہمت چوڑ کر باغ عدن جاتا ہوں نہیں  
کیونکہ ہوں پر نیل سن پر کھن جاتا ہوں نہیں  
مجھ پہ پھر اپنا بڑھا پا خند زباں جاتا ہوں نہیں  
اے اس شوس آرزو دن جاتا ہوں نہیں  
چھوڑ کر ان کو سوئے ناز و زغن جاتا ہوں نہیں  
خوش رہے یہ آپ کی سب انجمن جاتا ہوں نہیں

رہیں گے پھول تو ملتے ہی پھر بھی عندلیبوں  
ہماری آپ کی صحبت چمن میں پھر نصیبوں

## دُعَا نَامَہِ عَرَبی مع ترجمہ پنجابی

جو کہ گھر پہنچ کر کچھ دنوں بعد لکھا گیا

السلامُ عَلَیْكَ یا ابنَ الکَرِیمِ | أَحْفَظْكَ الخَلْقَ رَحْمَانُ الرَّحِیمِ  
 سخی سخی دیا جا یا تینوں کہاں سلام دُعا میں  
 وجہ حفاظت اپنی اللہ رکھے تیرے تائیں  
 بَعْدَ مَا یَقُولُ عَبْدٌ عَاجِزٌ | طَالِبُ الْإِلْفَانِ مَهْجُورُ السَّقِیمِ  
 اتھیں چھٹے عاجز بندہ عرض گزارش کردا  
 روگی تے مہجور بچا طالب مہ نظر دا  
 إِنَّمَا فِي بَحْرِ هَجْرِكَ مَخْرُوقُونَ | اخذ بآیدینا بلطفک یا کریم  
 وجہ سمندر بحر تیرے تے مانیں غرق بچا  
 کر کے اپنا کر مہ شتابی بوٹہ سخی سدا  
 هُمْ هَذَا جِسْمِي وَقَلْبِي عِنْدَكَ | أَلَا الْوَدَاعَ الرُّوحُ مِنْ جَسَدِ النَّدِيمِ  
 تن میرا ہے اسجا کہ تے دل میرا پاس تہا  
 جیو کر رُوح جسے تھیں نصرت ہو گیا کل دورا  
 صِرْتُ أَيَّامَ الْفِرَاقِ لَيْسَ لِيَا | فَأَدْعُ فِي قَدَمَيْكَ لِلْعَبْدِ الْقَدِيمِ  
 ہو گئے روز فراق والے راتوں میرے بھانے

سدا لے اپنے قدام اندر اس غلام نمائے  
 لَيْسَ يَنْقُصُ مِنْ مِدَادِكَ وَالْقَلَمُ | إِنَّ تَشْرِيفِي بِقِرْطَاسِ الرَّقِیمِ  
 قلموں اتے دواتوں ہی نہیں کمی تانوں کوئی  
 بخشو شرف بندے نوں گھل کے چھٹی لکھی ہوئی  
 كُنْتُ لَكَ فِي كُلِّ حَالٍ دَاعِيًا | فِي جَنَابِ اللَّهِ مِنْ قَلْبِ السَّلَامِ  
 ہر ویلے میں آپ یکاں کردار ماں دُعا میں  
 وجہ جناب الہی حاضر کر کے دل دے تائیں  
 رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا تَوَاتُرًا | رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِي أَنْتَ الْعَلِيمُ  
 چھم چھم اپنی رحمت اسپر بھیج اے حق تعالا  
 جو میرے سر پر جسم کما دے توں میں جان والا  
 أَنْتَ حَافِظُ أَنْتَ نَاصِرُ بَنِي إِصْرَ | رَبَّنَا فَانصُرْهُ مِنْ فَضْلِ عَظِيمِ  
 تو ہاں حافظ تو ہاں ناصر یا رب مدد گارا  
 کرتوں اوسدی مدد ہمیشہ فضل کما میں بھارا  
 نَجِّهِمْ مِنْ شَرِّ كُلِّ مَا خَلَقَ | وَكَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَيْطَانِ الرَّجِيمِ  
 ہر شرور جو پیدا ہو یا انسانوں آپ بچائیں  
 شیطاں شریروں تیریاں منگاں میں بنائیں  
 رَبِّ أَنْتَ مُبَارَكٌ فَاجْعَلْ لِي | بَرَكَةً فِي الدِّينِ وَالْدُّنْيَا عَمَّيْمِ



ہیں توں بہتی برکت الایارحب الق سائیں  
 پس توں دین دینی و چہ اسنوں بہتی برپائیں  
 اَنْتَ مُؤْمِنٌ وَالْمُؤْمِنَاتُ وَالسَّلَامُ | رَبَّنَا سَلِّمْهُ مِنْ قَارِ الْحَجِيمِ  
 ہیں توں امن ہندہ نگہبان سلامت نالے  
 و درخ کنوں سلامت اسنوں رکھیں شروچالے  
 رَبَّنَا ثَبِّتْ لَنَا اٰمَنًا | بِالْيَقِيْنِ عَلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ  
 ثابت رکھیں قدم اس بارب نا تارکائیں  
 محکم سیدھے راستے پر نال ایمان چدائیں  
 رَبَّنَا فَافْرِغْهُ وَلَوْ اِلٰدِيْهِ | اَعْظَمُ غُرَفَاتِ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ  
 یارب بخشیں اسنوں نالے پیو اوسے تائیں  
 کریں نصیب بہشتاں اندر عجب اونہاں جانیں  
 رَبَّنَا اللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْ دُعَاءَ | وَاَعْفُ عَنِّيْ كُلَّ خَطَايَا رَحِيْمٍ  
 یا اللہ ایسے میراں کریں قبول دوائیں  
 کریں معاف تمام خطائیں اس عاصی تیاں  
 اِنَّهُ عَبْدٌ بَدِيْءٌ قَاتِلٌ | مِنْ ذُنُوْبٍ اَنْتَ تَوَّابٌ حَلِيْمٌ  
 کل گناہوں تائب بندہ ایہ پذیر موعالہ  
 توں ہیں توبہ من والا و دیاں سلمان والہ

## آپ کے ایک خط کا مختصر جواب ایک دوائی کی یاد دانی

رسید نامہ نامی بہ ہر صفت موصوف  
 زندہ سترہ چشم نظر فرا حروف  
 زحرف حرف حقیقت ہمہ شدہ مکشوف  
 مگر جواب دوا اندراں محذوف

خدائے پاک نے جن کو ہے بربار کیا  
 ہر ایک مرہ میں انکو ہے باوقار کیا  
 ہمیشہ رکھتا ہے وہ انکو خرم و خوشحال  
 اور ان کے کارکنوں کو بھی نادر کیا  
 دوائی کا آجانا اور شکریہ

مَنْ لَمْ يَشْكُرْ لَكَ سَلَامٌ لَمْ يَشْكُرْ اِلٰه

نہر شکر کہ بیمار دوا بر سید  
 خدا کند کہ بگوئم ازاں شفا بر سید  
 دعائے ماست فرسیدہ راجز اک اللہ  
 بوقت حاجت زانکس کہیں عطا بر سید  
 مرے مہرباں تا قیامت ہو

سلامت رہو با کرامت ہو

کر نہیں کس قسم سے آپ کا سطور شکریہ  
 کرے میری باں کس طور سے مذکور شکریہ  
 زبان قاصر ہے کہنے سو قلم قاصر و لکھتے  
 کریں کیسے ادب اے مرثے کو شکریہ  
 تبسم زیر پر خاتمہ مسکین کہتی ہے  
 مجھے تحریر کرنے کا کہاں مقدور شکریہ  
 زبان نارسا شرمندگی سے بلبلی ہے  
 دوائی بھیجنے کا نطق سے ہو وور شکریہ  
 مرضیہ عاجزہ فرط خوشی سے عرض کرتی ہے  
 دعاؤں لبالب تا ابد بھر تو شکریہ

رہو دایم سدا عاجزوں پر رحم کر نیکو | خدا کے فضل سے محو رہے مسجود شکر یہ

جناب ایزدی راضی ہو اس تہ نوازی پر  
پذیرے نوا سے ہو یہی منظور شکر یہ

من چنان زیر بار احسانم | کہ ازاں سترگوں ہے مانم  
طاقتے نیست سرکشی مارا | در حضور تو سخت نتوانم

دیر آید درست آید

چرخش اہل سلف فرمود دیر آید درست آید | بجا فرمودہ بہبود دیر آید درست آید  
نبکتہ یک تہل در تہل میشود پیدا | دین ناخیر سود بود دیر آید درست آید  
گہے دئے خجالت از عجالت کس نمکیند | گہے عجلت بود بے سود دیر آید درست آید  
یکازیک در تعجیل کردن بہتری آمد | بہر جا نہ باید زد دیر آید درست آید

پذیر از خوف ناکامی تہل با تہل بہ  
کہ گم نہ شود درال مقصود دیر آید درست آید

خدا ہی ہر جوین مانگے عطا نام کرتا ہے | وہ جانیت اپنی سو کرم اکرام کرتا ہے  
گذر جاتا ہے جب برسات کا موسم بنے کا | تو پیچھے یاس کے رحمت کی بارش عام کرتا ہے

کچھ مال گیا

ایک دفعہ اپنے ایک عطیہ بھیج کر قسم فرمایا کہ اگر آپ خود آجاتے تو اچھا گھٹا لیجاتے اب نصف  
گھٹا ارسال ہے اور نصف اگلے مہینہ رمضان شریف میں ارسال ہوگا جس کے ملنے پر لکھا گیا ہے

مل گیا نصف کی تقسیم میں اگر گھٹا | اتر سیریل ملے آپ کو پا کر چھپا  
کم نہ ہوا جریہ اور نصف یہ تقسیم ہو | بلکہ وہ چند خدا دیوے بڑھا کر گھٹا  
شکر پر شکر ہے اس ذات خداوندی کا | غیب سے جس نے یہ دلوایا بلکہ گھٹا  
ماہ رمضان بھی ہے زندگی تو دور نہیں | ساتھ ہی عید بھی دلوانے کو اگر گھٹا

ہاں مگر عید میں ہو جائے نہ بھی مخدوف

عید وہ کیا ہو جو روزوں فقط ہو موقوف

خدا اپنے کرم سے جنکو طیب مال دیتا ہے | غریبوں کا خیال انکے دل میں ڈالتا ہے  
سمجھ لیتے ہیں ہر محتاج کو وہ حصہ دار اپنا | اسی خاطر تو ان کو دولت اقبال تیل ہے

عاشقانہ رنگ

چرخش بود کہ مرا ہیچ کار فرمائید | کلام خوش بخدمت گزار فرمائید  
ازیں خموشی آں بہ کہ گزینچہ دہن | بجا کار عتابے نثار فرمائید  
ولم بلام دولتش اسیر ہموں صید | چرانہ طائر جہاں را شکار فرمائید  
قسم روز ازل را چہ سود بود ازیں | کہ فکر خاں ز مدارات عار فرمائید  
بہشتینی گذر از خسار را چہ پناہ | چو خار خا عطا کا خزار فرمائید  
چہ بہتر است ازیں سلطنت اگر ز کرم | مرا بہ سلک غلاماں شمار فرمائید  
حیات بہر دو جہاں است در وصال حبیب | و گرنہ مرگ مرا انتظار فرمائید



نہ صبح گویش میا بیا کہ بہ من  
نہائے رحلت لیل و نہار فرمائید  
پیر در رہ جانان سر خود است بکف  
چہ چارہ گز نہ برد اعتبار فرمائید

## مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بہ ترجمہ و پسندیر جو حضرت سائل صاحب کے کیا سو کھٹے گئے  
خُذْ بِلُطْفِكَ يَا إِلَهِي مَنْ لَكَ نَزْدٌ قَلِيلٌ  
مُفْلِسٌ بِالْصَّدَقِ يَا تَنِي عِنْدَ بَابِكَ يَا جَلِيلُ  
بگیر از لطف خود کم تو شہ استدیا  
تو گیری فضل اپنے سو کر سکی اخدا  
کہ آند روبرت با صدق مل نادار یا اللہ  
صدق سو کم مایہ جو آیا ترے درمیا  
کر توں اپنا فضل خدا یا  
اسپر جہڑا ہے کم مایہ  
صدقوں در ترے پر آیا  
مفلس عاجز تے کنکال

یارب صاحب جل جلال

ذَنْبُهُ ذَنْبٌ عَظِيمٌ فَاعْفِرْ الذَّنْبَ الْعَظِيمَ  
اِنَّهُ شَخْصٌ غَرِيبٌ مَبْدُنٌ ذَلِيلٌ  
گناہش گراں تر پس بخش اور گناہش  
ہیں ثبے اس کے گناہ جو بخت وہ سب ب  
اوسدے بڑے گناہ خطائیں  
کہ بہت اونندہ عاجز ذلیل و خوار یا اللہ  
ہے یہ ایک بندہ ذلیل و پر گناہ و پر خطا  
پس توں بخش گناہان تائیں

ہے اوہ شخص غریب گناہیں  
ہو یا ذلیل گناہاں نال

یارب صاحب جل جلال

مِنْهُ عَصِيَانٌ وَلَنَسِيَانٌ وَسَهُوٌ لَعَدَّ سَهُوٌ  
مِنْكَ احْسَانٌ وَفَضْلٌ بَعْدَ اعْطَاءِ الْجَزِيلِ

از عصیان و نسیان و فراموشی فراموشی  
اسے بغیر مانیان میں اور بھولوں پر بھول  
تو احسان و فضل و ہم عطا بسیار یا اللہ  
تجھے دائم فضل و احسان او عطا پر عطا  
میں تھیں بدیاں تے بدخیاں  
میں تھیں اُپر بھلاں ہو یاں  
تیرا کم احسان بخو یاں  
فضل او پر فضل کمال

یارب صاحب جل جلال

طَالَ يَا رَبِّي ذُنُوبِي مِثْلَ رَمْلٍ لَا تُعَدُّ  
فَاعْفُ عَنِّي كُلَّ ذَنْبٍ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ

گناہ نام باو بے عدد چون کی گیتیں  
میں گناہ میرے مثل ریت یارب بشما  
معافی وہ مرا از بہر گنہ بگذار یا اللہ  
وے معافی بہر گنہ سو در گذر کرے صفا  
بہت گناہ میرے بسایاں  
ریت طرح بے انت خطایاں  
کریں معاف سمجھے بریایاں  
کر در گذر سزا میں ٹال

یارب صاحب جل جلال

قُلْ لَنَا اَنْبَادِي يَا رَبِّ فِي حَقِّ كَمَا

قُلْتُ قُلْنَا نَارُ كُونِي أَنْتِ فِي حَقِّ الْخَلِيلِ

بگو در حق من عاجز آتش بر شو همچوں | بحق خلیل گفته بر شو اسے نار یا اللہ  
اگل کو کہہ کہ کھٹندی مجھ پر ہو جاوے یہ اگل | جو خلیل اپنے کے حق میں اگل کو تو نے کہا

کہو توں میرے حق خدا یا  
جو خلیل دے حق فرمایا  
اگل توں ہو جاٹھٹھ اسایہ  
ٹھڑھا! ٹھڑگئی ادھنی الحلال

یا رب صاحب جل جلال

عَافِنِي مِنْ كُلِّ دَاءٍ قَاقُضٍ عَنِّي حَاجَتِي  
إِنِّي لِي قَلْبًا لَتَقِيَا أَنْتَ مَنْ لَيْشْفِي الْعَلِيلِ

بخشنا عافیت از ہر مرض ہر حاتم برائے | ولم بیمار تو دوا دے ہر آزار یا اللہ  
عافیت ہر مرض سے اور ہر حاجت بھی دے | دل مرا بیمار ہے اور تویی دیتا ہر شفا  
مکھ میرے سب دور ہٹائیں | ہر اک حاجت آپ مٹائیں  
دل میرے توں بخش شفائیں | ہے بیمار ملول ملال!

یا رب صاحب جل جلال

أَنْتَ شَافِي أَنْتَ كَافِي فِي مُهِمَّاتِ الْأُمُورِ  
أَنْتَ حَسْبِي أَنْتَ رَبِّي أَنْتَ لِي نِعَمَ الْوَكِيلِ

تویی شافی تویی کافی مشکل کار ہائے ما، | تویی سب کار ساز ما ہر یک کار یا اللہ  
توہی شافی توہی کافی شکلات امور میں | کار ساز اچھا مالکس توہی اک ہے مالکا

هَيْسَ تَوْنٍ سَبَّ مَرْضَانَدَ شَانِي

ہیں توں سب مرصاندا شانی | مشکل کما نوچہ توں کافی!

یا رب صاحب جل جلال

رَبِّ هَبْ لِي كَنْزَ فَضْلٍ أَنْتَ وَهَابُ كَرِيمٍ  
أَعْطِنِي مَا فِي ضَمِيرِي دَلْنِي خَيْرَ الدَّلِيلِ

عطا کن گنج فضل خود مرا اصباح بخشش | بدہ چیز دلم! بخارہ ابرار یا اللہ

فضل اپنے کا خزانہ بخش مجھ کو اے کریم | دے مجھے جو دلمیں میرے دل میں اچھی بتا

فضل دامنوں بخش خزانہ | توں دہاب کریم یگانہ

دے جو سنگے دل دیوانہ | بہتر کوئی دلیل و کھال

یا رب صاحب جل جلال

كَيْفَ حَالِي يَا إِلَهِي لَيْسَ لِي خَيْرُ الْعَمَلِ!

سَوُّهُ أَعْمَالِي كَثِيرٌ زَا دَطَاعَاتِي قَلِيلٌ

چگونه حال من باشد بجز خیر العمل یا رب | کہ توشہ نیک کم سہت بدی بسیار یا اللہ

کیا میری حالت خدایا پس کچھ نیکی نہیں | توشہ طاعت ہر اندک بل میں ہے بہا

کیا کچھ حال مراد تیرے | چنگے عمل نہ پلے میرے

ہیں بے اعمال تیرے | تھوڑا توشہ سفر محال

یا رب صاحب جل جلال



هَبْ لَنَا مَلَكًا كَبِيرًا نَجِّنَا مِمَّا نَخَافُ  
رَبَّنَا اِذْ اَنْتَ قَاضٍ وَلَمَّا دَعَا جِبْرِيلُ  
عطا ملک کبیر کن نجات از خوف ما را  
چو تو قاضی شوی جبریل امی کار یا  
ملک بگو دے بڑا اور بخش دے از خوف نجات  
جکے تو قاضی ہو اور جبریل کرتا ہوندا  
وہا ملک عطا فرمائیں  
سانو جسٹیں دران بجائیں  
قاضی ہو میں تو جس تھا میں  
تے جبریل ہو دے سد وال

یا رب صاحب جل جلال

اَیْنَ مُوسٰی اَیْنَ عِیْسٰی اَیْنَ یَحْیٰی اَیْنَ نُوحُ  
اَنْتَ یَا صِدِّیقُ عَاصِیُ تَبَّ اِلٰی الْمَوْلٰی الْجَلِیلِ  
گجا موسیٰ گجا عیسیٰ گجا یوحنا گجا یحییٰ  
گجا موسیٰ گجا عیسیٰ گجا یوحنا گجا یحییٰ  
کہاں موسیٰ کہاں عیسیٰ کہاں یوحنا کہاں یحییٰ  
ہے تو نے صدیق عاصی تو بہ کر سوائے خدا  
کہتے موسیٰ عیسیٰ یحییٰ  
توں کیا چیز پذیر نکاے  
کہتے یحییٰ یوحنا وہ سارے  
کر تو بہ رب سنے سوال

یا رب صاحب جل جلال

معذرت بجناب رب الواب  
شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو  
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

قلم گھس گیا تیری اہوں میں چل  
ریارات دن نہ رنگوں تیرے آگے  
ابھی روز اول ہی ہے اسکا گویا  
مگر دور ہو اس سفر کا کنارہ  
نہ اس شمع کا بھید پایا کسی نے  
وہاں کرم شب تاب کو کون پوچھے  
نہ میں کانچ کے جام کو شش ہمارے  
نہ طے کر سکا اس سمت در کو کوئی  
میری شتی عمر کی کیا ہے طاقت  
ترے فضل نے ہی اسے ہے بچانا  
کرم ستیری ہو تری میرے سر پر  
ردائے کرم کا اگر ہوتے سائیہ

پذیر گنہگار کو دھانپ لینا  
نہ خستہ سے روتا پھرے ہاتھ ملل

اک حال پر کبھی نہ کوئی جاوداں ہے  
نہ چمن میں آج تاب گل و گلستاں ہے  
موسم کبھی ہے گرم کبھی نہ سرد خشک ہے  
چاہے زمین میں چاہے دروں آسمان ہے  
نہ بہار ہر زمان نہ ہمیشہ خزاں ہے  
کیساں سماں نہ ایک طرح ہر ماں ہے



وہ کبھی رات کی گری بھی ساتھ ہے  
 سب لقمین جہاں کی ہیں مہمان چند وہ  
 آباد ہیں جواج وہ برباد کل کو ہیں  
 نہ ہمیشہ تندرست نہ بیمار ہے کوئی  
 نہ صحتیں نہ مجلسیں میں گرم انداز  
 ہمارے دلنواز بھی ناراض ہیں کبھی  
 شاداں اگر آج توکل ہو گوار ہے  
 گھر میں کبھی مقیم کبھی تو سفر پر پیش  
 پیری بھی ہو شباب کے مابین نصف بھی  
 بچپن کبھی جوانی کبھی کھل ہے کبھی  
 سورج کبھی عروج کبھی ہے زوال میں  
 اک روز انقلاب کا دور ضرور ہے  
 آتا ہے غفرین مانہ وہ کوچ کا  
 اک حال پر ازل سے ابد تک اندر ہے

قائم رہے تو خالق ہر دو جہاں ہے

خدا کرے کہ تہوں سے کبھی پیار نہ ہو  
 محبتوں میں محبت ہے ایک مولا کی  
 یہ وہ ہیں جن کا کبھی کوئی اعتبار نہ ہو  
 کسی محبت فانی کا دل شکر کا نہ ہو

ہٹا دو دل سے محبت و ناگدازوں کی  
 خوشی کے وقت تو ہر اک فنی ہوتا ہو  
 فضا عالم دنیا بھی ایک شعبہ ہے  
 ہوائے نفس بھی آرام سوز ہے لیکن  
 کبھی نہ زنگ ملوث ہوا مٹیہ دل کا  
 تم اپنے آپ کے آزار جان خود نہ ہو  
 کھلا مل کا ہے بازار جادواں کیلئے  
 یہ چار روز کی فرصت تجھے غنیمت ہے  
 نکل کے آگے خلائق سے بقتیں لیجا  
 بلند پایہ ہے تسبیح کا امام الگ  
 تہوں کے پیچھے نہ کر اپنی زندگی کو تباہ  
 بہار گلشن ضواں کی آب و تاب کو دیکھ  
 قرار گاہ ہے دارالقرار تیرے لئے  
 حقیقی عزت دارین بس یہی ہیں  
 وہ یار کیا ہر سو کل میں یا رخسار نہ ہو  
 وہ کیا فتنے جو غم میں غمگسار نہ ہو  
 لبشر کو چاہیے اس کا بھی یہ بار نہ ہو  
 یہ ایسی دشمن جاں ہے جو آشکار نہ ہو  
 یہ ایسا صاف ہو جس پر کوئی غبار نہ ہو  
 اور اپنے رنج و مصیبت کے خواہنگار نہ ہو  
 یہ نقد سودا نکوئی کا ہے اُدھار نہ ہو  
 نہ مہول اسکو کہ آخر تو سو گوار نہ ہو  
 جہاں سے تارک رہنے میں تھکوار نہ ہو  
 اگرچہ دانہ تسبیح میں شمار نہ ہو  
 کہ جن کو اپنے بھلے کا بھی اختیار نہ ہو  
 یہ باغ وہ ہے کہ جسمیں کوئی بھی غار نہ ہو  
 نہ بقیار ہو اس پن جسے قرار نہ ہو  
 کہ آخرت میں تو رسوا نہ ہو نوار نہ ہو

الہی تو ہی بچالے پذیر عاصی کو

یہ تیرا بندہ قیامت میں شرمسار نہ ہو



## غزل

میرے نشیمن خلوت کا وہ بیاباں ہو  
 نہ کار و بار نہ فکرِ معاش و لیس ہے  
 تمام ہندوؤں سے فانی رہوں تن تنہا  
 نہ سیرگاہ کوئی ہو سوائے صحرا کے  
 نہ خواہشات کا جھگڑا نہ دام حرص ہو  
 بس ایک یادِ الہی کا مشغلہ ہو مجھے  
 ہر ایک شادی عمی کا ہو خاتمہ بالخبیر  
 خوشی کا نقش جو دل پر ہے صاف مٹ جا  
 وہ اک ہی ذات ہو سب کچھ مرا اسی کا ہو  
 بغیر اسکی رضا کے کوئی طلب نہ رہے  
 اسم کے بحرِ نطف میں تیرتا جاؤں  
 فرشتہ سیرت ہو جاؤں یہ نصیب کہاں  
 نگاہِ نطف و کرم چاہیے مجھے اسکی

پذیر اسکی توقع ہے روزِ محشر میں

یہ دنیا نہ مرا ہو نبی کا داماں ہو!

درخانہ بر توکلِ مولا شستہ ام  
 دل بستہ ام بیا و خدا گر چہ شستہ ام  
 از صد ہزار صحتِ این علم خوش است  
 بسجودِ سر نہادہ جبین است خاکِ لوس  
 صیادِ نفس دامِ ہوس پیش من نہاد  
 بیمار از برائے سفرِ پاشکستہ ام  
 چہ بختہ ام کہ غیر تعلق گشتہ ام  
 در حالتی کہ پیشِ خدا دست بستہ ام  
 صد سکر از تفاخرِ امارہ رستہ ام  
 بے ساختہ ز دانش چوں یاد بستہ ام

غیر از خدا بے ہیچ سے آرزو نہ ماند

دلبر بہ دل رسید و دیگر چہ جو نہ ماند

من سوختہ و رونم آتشِ فناں ز بانم  
 پروانہ وارہ مردم ز بریا تم و آئیند  
 چو شمع آہ سوزاں چو شمع ضیا نشانم  
 نہ خبر کہ حسیست بے نہ گفتم نہ گفتم

ارادتمند ہوں میں تو عقیدہ مند یاروں کا  
 اگر اکبار بھی مہرِ محبت سے کوئی دیکھے  
 مزہ آتا ہے جب طرفین میں الفت مادی ہو  
 نہیں پرواہ جسے میری مجھ پر پڑا ہے کیا اسکی  
 محبت ہی نہیں جو بہارِ ستانِ نیا سے  
 سکونت ہو تو بالآخر ہو مسکنِ ارفانی سے  
 صفائی گرنہ ہو دلیں تو پھر نہ ٹھیک کیا  
 محبتوں مہربانوں شفقوں اپنے پیاروں کا  
 تو میں صد بار ہوں قربان ایسے ستاروں کا  
 نشہ کیا چہیرے پھر تواروں باؤ خواروں کا  
 فقیروں پر پھل کیا و بدبہ ہے مالداروں کا  
 انہیں کیا فائدہ حال گلوں کا گلخواروں کا  
 نہیں تو فرق کیا صاحبِ اروں کے قراوں کا  
 مجاور مسجدوں کا خانقاہوں کے مزاروں کا



کوئی گرجین ہوتا ہے نہیں محتاج شہر کے  
مٹے تو جسے لبریز گریبانہ ہو دل کا  
جنہیں کچھ ہو گئی حاصل ہے لذت انکساری  
پذیر بے نوا کو اسکی تنہائی میں رہنے دو  
کہ دنیا سے الگ رہنا ہے شیوہ خاکساروں کا

## معذرت

زنجینی کلام سخن میں اگر نہیں  
غالب نہیں نہ فوق نہ آتش نہ دروہوں  
نا آشنا ہے عاجز اردو زبان سے  
قائل ہوں اپنی سمجھ اپنی کا ہر سرس  
کمزور ہوں کلام کا طرزِ بیاں کا بھی  
لیکنا شاعری کا مجھے اک جوں ہے  
کہتا ہوں انا سیدھا جو یا خبیال میں  
لیکن خدا کی بخشش اک بات ہو الگ  
کرتا ہے جبکو چاہے وہ دنیا میں رہتا  
عزت بھی اسکے ہاتھ ہو ذلت بھی اسکے ہاتھ

ہاں چاہیے بشر کو کہ بے شر ہے ضرور  
میں بھی اسی بلا میں گرفتار ہوں رہا  
کرتا رہا ہوں نفس پرستی میں غم تلف  
اک جسم کی بجائے رحیم و کریم پر  
کروے اگر پند پر کا وہ خاتمہ بخیر  
عقبے کا پھر تو کوئی بھی خوف و خطر نہیں

اَللّٰہُ تَعَالٰی کہ عہد و قرار اپنا  
اگر وہ آج تک کرتا رہا ہے پرورش سبکی  
اسی پرست تو کل ہے اسی پرست تو قح ہو  
تمامی شکلوں سے پار کروے گا وہی مجھ کو  
بخیر اس کے نہیں کوئی جو اڑے وقت کام گئے  
اسکی قبضہ قدرت میں تنظیم عالم کی  
پذیر رہ خطا کے جرم بخشے تو وہی بخشے

## میکار

یا الہی کیا کرے نادار جو بیا رہے  
تنگستی میں نہ ہو گرفت درستی بھی پذیر  
تیری حرکت کے سوا جینا اُسے دشوار ہے  
ایسے جینے سو نہ جینا لاہرم و رکاو ہے



## مرثیه مع تاسیخ انتقال پر مال مولوی حافظ خدابخش صاحب محرم

فرخپوری. ثم الکعبه کی صنایع گو جانوالہ

آں خدا بخشے کہ نیک انسان بود  
مولوی و حافظ و شاعر کمال  
دائماً دلدادہ صوم و صلوة  
صابر اندر رنج و شاکر در نعم  
خوش بیان و خوش کلام خوش قلم  
با ہمہ کس حسد رو و نیک خوا  
دوستان و دوستدار با وفا  
بس شریف طبع بہ لطافت لطیف  
من چہ گویم وصف ال نیکو مزاج  
صبح یوم الجمعہ از دار الفتاء  
از وفات او ہمہ گرد و نواح  
از برائے او دعائے مغفرت  
یک غفران آمدہ سال وصال  
باز گویم - حزن حافظ فرخی  
سال ہجری عیسوی و ہجری

بعد زیل بر سال برو حشر ال خدا  
خاتمہ خیر از پذیرے نوا

شنیدم کہ حافظ بود برو ناگہاں واقعہ موت شد  
پذیرا و سر جمعہ سال وصال بگفتا بدو شکم فوت شد

ایضاً

## مرثیہ مع تاسیخ انتقال عزیز صدیق شاہ مرحوم خلف الرشید پیر شاہ زمان صفا قرشی پل پیرا روی ساکن جھوک ملیا ضلع جھنگ

پیر جوان شاہ زمان شد روان زیب جہان  
چہ خوش لقا و خوش کلام خوش زبان خوش بیان  
بہ خاندان شادمان بہ بہر کسان جان جان  
بہ بہر شکر ہمنظران چو ہمنہان و ہمنہان  
شریف طبع نیک خو طریف صاحب آبرو  
ز مدق و اصدق او جلق خوش خلق او  
بہ نیک نیتی صفا بہ عہد خویش با وفا  
چہ گویم از خصال او جمال با کمال او  
حال عزیز فوت شد بدو غم موت شد  
شکت کمرشان مان ز مرگ پیر جوان  
الہی برو دست منم دعاے مغفرت کنم

پذیرا وصال او قسم نمود سال او  
نشیم سر رختان الامان الامان!

ایضاً

د شنبہ صبح اٹھ بجے یکم صفر کو  
مہر خنوری تھا سال چلو با قضا رضا  
صدیق شاہ سفر عدم کو چلا گیا  
ہجری خد ایک کی رحمت پا گیا

(وہ پیر پھیروی)